بعون خالق کون ومکان وبهمین خلاق زمین وآسمان
کتاب لاجواب از تصنیف جالینوس زمان بوعلی دوران حکیم نصرالله خانصاحب متخلص بوصال مسمی
در مخزن
محتوی بر احوال پر ملال شهادتین حضرت امام حسن و امام حسین علیهم الصلوة والسلام
در مطبع نامی منشی نولکشور بطبع حسن مطبوع اهل جهان گردید

فہرست کتاب مستطاب شہادت معدن دہ مخزن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر و سپاس خدائے بے نیاز کو کہ اوسنے عرش و کرسی اور لوح و قلم اور زمین و آسمان اور جن اور آدم بواسطے
ذات پاک صاحب لولاک کے موجود کیئے اور آل و اصحاب اوس پیغمبر عالی جناب کی سب خلق اللہ مین مسعود
کیے اور درود و سلام رسول مقبول پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اونکا نام ہے اور سارے انبیاء اور مرسلین
سے اور ملایک مقربین سی برتر اونکا مقام ہے اور اونکی آل و اصحاب پر کہ وہ پیشواے دین ہین اور رہنما
یقین ہین امابعد حمد و صلوۃ کی کہتا ہے حقیر پر تقصیر سراپا جرم و عصیان نصر اللہ ابن حکیم
ثناء اللہ خان علیہما الرحمۃ والغفران بفضل رب الانس والجان کہ محبت آل نبی کی صلی اللہ علیہ
وسلم عین ایمان ہے اور نفس عرفان ہے چنانچہ فرمایا حق تعالے نے بیچ قرآن شریف کی قُلْ لَّآ
اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی یعنے کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی امت سے کہ نہین طلب کرتا مین تم سے اوپر ابلاغ اور ارشاد کے کچھ اجر اور عوض
یعنی مین جو تمکو ارشاد کرتا ہون اور ہدایت کرتا ہون اور نیک راہ دکھاتا ہون اسپر کچھ
اجورہ اور عوض نہین چاہتا ہون تمسے مگر دوستی بیچ قرابتیون میری کے یعنی مگر یہ چاہتا ہون

کہ میری قرابتیون سی محبت اور دوستی رکھو اور رکھنا رو آیت ابن عباس سے ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی
لوگون نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ قرابتی تیری کونسے ہین کہ جنکی دوستی ہمپر واجب ہوئی آپنے فرمایا
وہ علی اور فاطمہ اور دونون اوسکے فرزند یعنی حسن اور حسین ہین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ خدا کا مسلمان جب
ہوتا ہی کہ مجکو دوست زیادہ رکھے اپنی جان سے اور میری اہل و عیال کو دوست زیادہ رکھے ہی اہل و عیال اپنے سے ہووے ذات میری دوست
اور عزیز زیادہ نزدیک اوسکے ذات اپنی سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھاؤ اولاد اپنی کو تین خصلتین ایک تو محبت نبی
اپنی کی دوسری محبت اوسکے اہل بیت کی تیسرے پڑھنا قرآن کا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کیطرف خطاب کرکے قسم
اوس شخص کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ مین ہی یعنی خداتعالی کی کہ آدمی بہشت مین جب داخل ہونگے کہ مسلمان ہونگے اور مسلمان
جب ہونگے کہ جب تمکو دوست رکھینگے اور تمسی محبت کرینگے واسطے خدا کے اور واسطے رسول خدا کے صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ دوست رکھیگا مجکو اور ان دونونکو یعنی حسن اور حسین اور اونکے باپ کو اور اونکی مان کو وہ ہوگا ساتھ میرے
بہشت مین میری درجہ مین یعنی باعتبار رفع حجابات کی لیکن چاہیے جاننا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط دوستی کیواسطے
نہین فرمایا ہی بلکہ غرض یہ ہی کہ اونسے دوستی کرو اور اونکے عملونکی اور خوبیون کی پیروی کرو اور سچی دوستی وہ ہی کہ دوست دوست کا پیرو
ہووے اور اوسکے طریقہ پر چلے ایسا ہی لکھا ہی علماء ربانیین اور فضلاء خوش یقین نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے قسم اوس شخص کی کہ جان میری بیچ ہاتھ اوسکی کے ہے جو شخص کہ بغض رکھیگا ایک شخص سے بھی کہ وہ شخص
میری اہل بیت مین سے ہوگا مقرر داخل کریگا اوس بغض رکھنے والے کو حق تعالی بیچ آتش دوزخ کی اور فرمایا جو کہ
بغض رکھیگا اہل بیت سے پس وہ منافق ہے اور فرمایا خطاب کرکر حضرت فاطمہ کیطرف سلام اللہ علی النبی وعلیہا
کہ یا فاطمہ تحقیق ہے یہ بات کہ اللہ تعالی غضب ہوتا ہی اور غصہ مین آتا ہے بسبب غضب اور غصہ تیری کی یعنی جس سے
کہ تو ناخوش اور ناراضی ہووے تو اوسپر غضب خدا کا ہوتا ہی اور حق تعالی راضی ہوتا ہی ساتھ رضا اور خوشی
تیری کی یعنی جس سے کہ تو راضی اور خوش ہووے اوس سے حق تعالی راضی اور خوش ہووے پس جو شخص کہ اذیت دیگا
ایک شخص کو بھی اولاد فاطمہ مین سے پس وہ اس خطرہ عظیم مین پڑیگا یعنی غضب الہی مین گرفتار ہوگا اسواسطے کہ یہ
اذیت ناخوش کریگی فاطمہ کو اور جو شخص کہ دوست رکھیگا اولاد فاطمہ کو وہ حق تعالی کی رضامندی اور خوشی کی بشارت مین
داخل ہوگا بسبب رضامندی فاطمہ کے علی النبی وعلیہا السلام روایت ہی دار قطنی سے کہ آپکی حضرت امام حسن جالیکہ طفل اور لڑکے

تھے مسجد نبوی مین اور اسوقت حضرت ابوبکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے حضرت ابوبکر کو کہا
اوتر میرے باپ کے مقام پر سے پس کہا حضرت ابوبکر نے کہ سچ ہے تو قسم خدا کی تحقیق یہ مقام تیرے باپ کا ہے پھر حضرت امام حسن کو اٹھا کر اپنی گود مین بٹھایا
اور بخوشی محبت اہل بیت سے بہت روئے اور حضرت امام حسین نے بھی یہ معاملہ کیا تھا حضرت عمر سے اور حضرت عمر نے بھی حضرت امام حسین کو جو کہ
صغیر سن تھے اٹھا کر اپنے پہلو مین بٹھایا تھا اور کہا تھا کہ ہمارے سرون پر بال تیرے باپ ہی کے اگائے ہوئے ہین یعنی ہمکو عزت دی تیرے اور تیرے
باپ ہی کے سبب سے ہے غرض اہل بیت کی قدر اصحاب جانتے تھے اور اصحاب کی قدر اہل بیت جانتے تھے نقل مشہور ہے کہ ولی را ولی می شناسد
سو انکا اور کون جان سکتا ہے اور بزرگیان انکی کون بیان کر سکتا ہے نظم ہندی مثنوی آل احمد کی شان سے آیا ہے یہ حق تعالی نے
کی ہین سب پیدا واسطے انکے سب مین و زمان ذات رب نے بنائی ہین یاران جنت و حور و روضۂ رضوان روح و ریحان
و کوثر و غلمان عرش و کرسی انجم و افلاک آتش و باد و آب و خطۂ خاک سب ہین یہ ذات مصطفی کے لیے اور اولاد
مرتضی کے لیے برگزیدہ خدا کے ہین یہ سب رب سے وہ خوش ہین انسے خوش ہے رب دوستی فرض انکی حق نے کی ہمکو ایمان کی
نشانی دی یعنی جو ہے محب آل رسول وہ ہے مومن ہے اور ہے مقبول دشمن اہل بیت ہے مردود وہ رہیگا جہان مین مطرود
عشق آل نبی سے ادا کیجئے ہمکو ورثہ مصطفی دیتو انہی عیال محب آل نبی خادم دوست عیال نبی حق سے کیجو دعا یہی بار ہو مجھی عشق
حیدر کرار ہے حیدر سے ہین ہون مجمع رہے ہر دو کونین مین بفرح و سرور رہے فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کچھ معاملہ کریگا اولاد
عبدالمطلب سے یعنی اہل بیت سے پس اوسپر میرے ہی جزا دینی اوسکی جبکہ مجھسے ملاقات کریگا یعنی قیامت کو اور فرمایا جو کہ رنج دیگا میرے اہل کو
پس تحقیق اذیت دیگا مجھکو اور جو کہ مجھکو اذیت دیگا پس تحقیق خدا کو اذیت دیگا اور فرمایا تحقیق مثل اہل بیت میرے کی تم مین مثل نوح کی کشتی
کی ہے جو اوسمین سوار ہوا اوسنے نجات پائی اور جو سوار نہوا وہ ہلاک ہوا یعنی ڈوبا یعنی محب اور پیرو آل نبی کی نجات پانیوالے ہین گویا کشتی نوح کے
سوار ہین اور دشمن اہل بیت کی طوفان غضب مین غرق ہونیوالے ہین کیونکہ وہ دو جہانمین ذلیل اور خوار ہین فرد چہ غم دیوار امت راکہ باشد چون تو پشتیبان
چہ باک از موج بحر آنراکہ باشد نوح کشتیبان قطعہ ہندی اپنی اولاد کو نہین خطرہ کہ نبی و علی ہین پشتیبان موج طوفان سے ڈرین کیون ہم
نوح خود ہے جگہ ہے کشتیبان فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ثابت ہے تم مین الا تم مین سے اوپر صراط کے وہ شخص ہوگا کہ جسکو تم مین سے شدت سے
اور افراط سے محبت ہوگی میرے اہل بیت کے ساتھ اور میرے صحابہ کے ساتھ اور فرمایا حضرت حسنین کے حق مین کہ یہ دونون فرزند ہین میرے اور میری بیٹی
یعنی فاطمہ کے ہین خدایا تحقیق مین دوست رکھتا ہون انہی دونوکو تو بھی دوست رکھ انکو اور دوست رکھ اس شخص کو کہ ان دونوکو دوست رکھے اور ذکر آل عبا کا
اولاد مصطفی کا صلی اللہ علیہ وسلم اور بیان کرنا مناقب و فضائل اور محامد و خصائل انکی کا افضل عبادت ہے اور موجب سعادت ہے اسعد اکثر

کہ ایک تو اسمین بجالانا فرمان پروردگار کا ہی حضرت باری کا ہی کہ حق تعالی نے کلام مجید مین فرمایا ہی وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ یعنی
اس نعمت پروردگار اپنے کا پس ذکر کر تو حاصل یہ ہی کہ نعمت کا ذکر کرنا اور اوسکی خوبی کا بیان کرنا یہ بھی شکر کرنا ہی اور وجود جناب مصطفی کا صلی اللہ
علیہ وسلم اور ظہور اولاد امجاد اونکا سید الابرار کا رحمت شامل اور نعمت کامل ہے پس اس نعمت عظمی کی اور اس عطیہ کبری کی مناقب و فضایل کا بیان کرنا گویا شکر
بجالانا ہی اور دوسرے نشان ان بزرگون کی اخبار کا اور دریافت کرنا ان جنابون کے آثار کا تاثیر عظیم رکھتا ہی بیچ زایل کرنے زنگ عصیان کے آئینہ دل
و جان سے اور بیچ حاصل کرنے نور ایمان و عرفان کی اور ان مقربان درگاہ ذی الجلال کی عبادت اور ریاضت اور استقامت اور ہمت اور صبر اور شکر کا معلوم
کرنا موجب توفیق و ہدایت کا اور سبب رغبت و ہمت کا ہوتا ہے واسطے طالب کے پس گویا خبر ان ذوات عالی صفات کا بمنزلہ صحبت بابرکت
کی ہی اور تیسرے ذکر کرنا محبوبان الہ کا اور مقبولان درگاہ کا باعث نزول رحمت کا اور سبب حصول قربت کا ہی تَنَزَّلُ الرَّحۡمَةُ عِنۡدَ ذِکۡرِ الۡاَخۡیَارِ
یعنی نازل ہوتی ہی رحمت نزدیک ذکر احوال نیک بختون نیکوکارون کے فرمایا آنحضرت نے صلی اللہ علیہ وسلم سے ذِکۡرُ عَلِیٍّ عِبَادَةٌ ذکر کرنا علی کا
عبادت ہی پس ذکر کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی اولاد کا کہ وہ جزو ہین آپکے بطریق اولی عبادت ہی اور چوتھے یہ ذکر خیر خالی فوائد
درود اور آیات کلام اللہ سے نہین کیونکہ جا بجا اس بیان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا ہی اور درود پڑھی جاتی ہین اور اکثر جا
آیتین کلام اللہ کی مذکور ہوتی ہین اور یہ ظاہر ہے کہ پڑھنا آیات کلام اللہ کا اور درود کا بڑی عبادت ہی الغرض اس ذکر مین فواید
دینی و دنیوی بھری ہوئی ہین جیسا کہ ادنی تامل سے معلوم ہوتی ہین اور رونا اور غمگین ہونا اوپر وفات سید الکاینات اشرف المخلوقات
کے صلی اللہ علیہ وسلم اور اوپر شہادت اہل بیت والا صفات کی موجب ثواب کا اور ترقی درجات کا اور باعث کفارہ سیات کا ہی اور
علامت رحمت کی اور دلیل شفقت کی ہے روایت ہی حضرت بلال سے جو آنکھ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر روئیگی اوس آنکھ
دوزخ کی آگ نہ دیکھیگی اور صحاح احادیث سے ثابت ہی کہ مسلمان کے گناہ بسبب اندوہ و غم کے کہ اوسکو لاحق ہوتا ہی جھڑ جاتے ہین اور اوسکی
بخشش ہوتی ہی پس غم اہل بیت کا کہ انسان کو ہووے سب غمون سے زیادہ تر ہی بیچ سبب ہونے کے واسطے کفارہ سیات کی اور واسطے
حصول ثواب و نجات کی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلۡبُکَاءُ مِنَ الرَّحۡمَةِ وَالصُّرَاخُ مِنَ الشَّیۡطَانِ رونا اثر رحمت
کا ہی اور نوحہ اور چلانا شیطان کیطرف سے ہی اور فرمایا آنسو آنکھ کی اثر رحمت کا ہی او جو کہ رحم نکرے اور رحم دل مین رکھتا ہو اوس شخص پر رحم
نہین کیا جاتا یعنی خدای تعالی اوسپر رحم نہین کرتا اور فرمایا وہ چیز کہ ہو دل سے اور آنکھ سے پس وہ خدا سے ہی یعنی غم کرنے سے اور رونے سے
حق تعالی راضی ہوتا ہی اور وہ کہ ہو زبان سے اور ہاتھ سے پس وہ شیطان سے ہے یعنی چلانے سے اور بیان کرنے سے اور ماتم کرنے سے اور پیٹنے سے
شیطان خوش ہوتا ہی کہ انسان گنہگار ہوتا ہے اور یہ بات خرد و کلان اور دانا و نادان کو سب کو معلوم ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غم حسین سے

دنیا مین اپنی زندگی مین روئے مین جبکہ حق تعالی نے آپکو شہادت حضرت امام حسین کی خبر دی ہے اور بعد آپکی وفات کے جبکہ
حضرت امام حسین کی شہادت ہوئی ہے تو حضرت ام سلمہ نے اور حضرت عبداللہ بن عباس نے آپکو خواب مین دیکھا کہ آپکا حال پریشان ہے اور
چشم گریان ہے پس ماتم اہل بیت مین پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور نشانی محبت جناب مصطفوی کی ہے کہ وہ عین ایمان ہے اور
شہادت حضرت امام حسین کی وہ امر ہے کہ آسمان اور زمین اور جن اور انسان سب اوسپر روئے ہین الغرض وماتم حسین مین جتنا سب بیجا بکا ہو تو نعمت
ہر گریہ یا خندہ ایست ؎ مرد حزین مبارک بندہ ایست ؎ فرد ہندی ؎ نکہہ تو مجکو اتنی صبح کہ رونا مجکو رحمت ہے ؎ یہ گریہ حق مین اہل بکا کے تو باران
رحمت ہے ؎ پس ان امور کو ملحوظ خاطر فاتر کرکر دل مین خیال باندھا محبان آل عبا نے او قطرہ دریائے اہل صفا نے یہ ارادہ کیا کہ ایک کتاب مختصر جامع ذکر مناقب
اہل بیت نبوی کے اور بیان شہادت اولاد مرتضوی کے اس ترتیب سے تالیف کیجاوے کہ احوال سب مسلسل ہووے اور بیان مین اعتبار تقدیم تاخیر کی ملحوظ
ہووے اور احوال آل عبا کی اصل و فرع کا اوسمین تھوڑا تھوڑا سب ہو تو قصہ پر غصہ شہادت عظمی کا ساتھ انتظام کے مرتب ہو اور فائدہ اور غرض اصل کتاب سے
یہ ہے کہ مسلمان اوسکو پڑھکر اور سنکر بیچ حال کے نہایت محبت اہل بیت کی مشغول ہو وین خدا تعالی کے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مقبول ہو وین اور
یاد محبت آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم شعار رہین اور اونکے غم اور درد مین غمخوار رہین اور غم حسین مین زار زار روئین اور نامہ اعمال اپنا اشک چشم سے
دھو وین تا کہ گناہ ہو وین پاک ہو وین اور پسندیدہ صاحب لولاک ہو وین اور اس گنہگار کو بھی اجر عظیم ہو اور جہان آیہ حضرت کریم ہو اور سبب
اس بندہ خاکسار ذی الجلال نے یعنی نصر اللہ تخلص خوشحال نے کتابہای معتبرہ جمع کرکر اور ونمین سے احوال تھوڑا سا چنکر اس چھوٹی سی کتاب
کو مرتب کیا اور وہ کتابین کہ جنسے یہ احوال لکھا ہے یہ ہین مشکوٰۃ شریف ترجمہ مشکوٰۃ کہ شیخ عبدالحق محدث نے لکھا ہے رحمۃ اللہ علیہ
مفتاح النجا نزل الابرار تحفۃ المحبین صواعق محرقہ تہذیب التہذیب ریاض النضرہ فی مناقب العشرۃ معارج العلی فی مناقب المرتضی
شواہد النبوت مدارج النبوت معارج النبوت روضۃ الاحباب روضۃ الصفا فصل الخطاب اور تواریخ کی کتابون مین کہ
روایات ضعیفہ بہی بندہ درگاہ نے غالب یہ ہے کہ اونکو تحریر کیا اور اکثر روایات صحیح اور قوی کو بہی لکھا اور روضۃ الاحباب
کی جلد ثانی مین اور روضۃ الصفا مین کہ روایتین صحیح اور غیر صحیح اور ضعیف اور قوی ہین اور رطب اور یابس بہت کچھ لکھا ہے
اس ذرہ بمقدار تربیت یافتہ علمائے نامدار نے ان دو کتابون مذکورہ مین سے حتی المقدور اکثر اور اغلب صحیح اور قوی روایتون کو استخراج اور
انتخاب کیا ہے اور وہ روایتین کہ مخالف مذہب اہل حق کی ہین اونمین سے ایک بھی نہین تحریر کی الغرض اس مختصر کو صحیح اور معتبر
ہونیمین اس سراپا قصور نے نہین تقصیر کی اور اس کتاب کو اوپر دس باب کے کہ ہر ایک کا نام مخزن رکھا ہے مشتمل کیا اور ہر مخزن کو اوپر فصول
اور فوائد کے متضمن کیا اور نام اسکا **ده مخزن** رکھا امید قوی جناب ایزدی سے ہے کہ یہ کتاب مقبول جناب رسول کی ہووے صلی اللہ علیہ وسلم

اور پسند خاطر اولاد بتول کی ہووی علیہم التحیۃ والرضوان علی المولف الرحمۃ والغفران **مخزن پہلا** بیچ ذکر خیر جناب رسالت
شفیع المذنبین سید المرسلین احمد مجتبی حضرت محمد مصطفی کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارباب سیر اور اصحاب اخبار روایات معتبرہ صحیحہ قویہ سے لکھتے ہیں
کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بعد اللہ تعالی کی بزرگی اونپر ختم ہے عرب کے قوم میں سے ہیں اور اولاد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی صلوٰۃ اللہ
علی نبینا وعلیہ اور قریشی ہاشمی ہیں سو واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دادا دون کی سلسلہ میں ایک شخص ہے کہ نام اوسکا نضر ہے
ساتھ نون اور ضاد نقطہ دار کی اور لقب اوسکا قریش ہے بیچ کہ اوسکی اولاد میں ہیں اونکو قریش کہتے ہیں اور لغت میں قریش ایک جانور کا نام ہے
کہ وہ سمندر میں رہتا ہے سمندر کے سب جانوروں میں سے بڑا ہے پس جو کہ نضر بیچ قوم اپنی کی سبب سے امتیاز رکھتا تھا بیچ بزرگی کی اور بڑے ہونے مرتبہ اور
قدر کی اور منزلت کی اسلئے لقب کہا گیا ساتھ قریش کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دادا کے باپ کا نام ہاشم ہے پس اسواسطے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محمد عربی قریشی ہاشمی کہتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب اسطرح ہے اسمین
کچھ خلاف نہین کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد میں سے ایک شخص ہے کہ نام اوسکا ہے عدنان اوسکا بیٹا معد اوسکا بیٹا نزار اور اوسکا بیٹا
مضر اوسکا بیٹا الیاس اوسکا بیٹا مدرکہ اوسکا بیٹا خزیمہ اوسکا بیٹا کنانہ اوسکا بیٹا نضر اوسکا بیٹا مالک اوسکا بیٹا فہر
اوسکا بیٹا غالب اوسکا بیٹا لوی اوسکا بیٹا کعب اوسکا بیٹا مرہ اوسکا بیٹا کلاب اوسکا بیٹا قصی اوسکا بیٹا عبد مناف
اور عبد مناف کو گھر ایک وقت اور ایک ساعت دو لڑکے جوڑواں پیدا ہوئی اور پیشانی ایک کی دوسرے کی پیشانی سے جڑی ہوئی تھی اور
چمٹی ہوئی تھی ہرچند جدا کرتے تھے اور چھڑاتے تھے جدا نہوتی تھی اور نہ چھوٹتی تھی آخر کو ان پیشانیوں کو تلوار سے جدا کیا اور ایک کا نام
ہاشم اور دوسرے کا نام عبد شمس کہا ایک عقلمند نے عرب میں سے یہ ماجرا سنکر کہا کہ لائق یون تھا کہ پیشانیونکو اور چیز سے جدا کرتے
تلوار سے جدا نکرتے اب جو تلوار سے جدا کیا ہے چاہیے کہ ہمیشہ آپس میں اور انکی اولاد میں تلوار چلتی رہے اور آپسمین لڑائی اور جھگڑا ہوتا رہے
اور جیسا کہ اوس عقلمند نے کہا تھا خدا تعالی کی قدرت سے ویسا ہی پیش آیا چنانچہ وہ معاملہ کہ درمیان حضرت امام حسین علی نبینا
وعلیہ السلام کے اور یزید مردود کے ہوا گویا اثر اون پیشانیوں جدا کرنیکا تھا کہ حضرت امام برحق ہاشم کی اولاد میں ہیں اور یزید بنی امیہ
سے ہے کہ امیہ عبد شمس کی اولاد سے ہے اور عبد مناف کا بیٹا ہاشم اور اوسکا بیٹا عبد المطلب اور اوسکا بیٹا عبد اللہ پدر بزرگوار
حضرت محمد رسول اللہ کا صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ عبد اللہ ساتھ کمال حسب اور جمال نسب کے اور لطف گفتار کی اور حسن کردار کی قریشی
جوانوں سے امتیاز رکھتا تھا اور بسبب نور محمدی کی کہ اوسکی پیشانی میں جھلکتا تھا نہایت خوبصورت اور زیبا طلعت تھا کہ اپنی عہد
میں یوسف ثانی بلکہ خوش منظر اوس سے بھی زیادہ تر تھا اور عورتیں پریچہرہ اور حور پیکر اور ناہید وش اور خورشید منظر عرب کی

شیفتہ جمال ابوطالب جمال اوسکی کی ہوتی تھیں اور اوسکے عشق اور محبت کے دریا میں بے اختیار اپنی ہستی ڈبوتی تھیں اور عبداللہ ساتھ توفیق
ربانی اور تائید سبحانی کے اون شوخ چشموں سے احتراز کرتا تھا اور دامن پارسائی کو حرام کی پلیدی سے نہ بھرتا تھا القصہ عبدالمطلب بیاہ ساتھ آمنہ کے
کہ نہایت خوبصورت اور پاکیزہ طینت تھی موافق درخواست وہب بن عبد مناف کے کہ باپ آمنہ کا ہے اور نسب آمنہ کا یہ ہے کہ وہ بیٹی وہب
کی اور وہ بیٹا عبد مناف ثانی کا اور بیٹا زہرہ کا اور وہ بیٹا کلاب کا پس نسب اوسکا ساتھ نسب عبداللہ کے بیچ کلاب کے جا کر ملتا ہی اور بیاہ دینے سے
اور دامادی بیچ مکہ شریف کے سبب بہت ماتم کا ہو گئی کہ قریب دو سو عورتوں کی افسوس اور حسرت کھا کر مر گئیں اور بہت سی بیبیاں شیرین لب اور
شکر گفتار سوز عشق اور محبت عبداللہ کی سے لوہو رو رو جلائی سے بیمار اور زار و نزار ہو گئیں اور عبداللہ کے نو بھائی اور چھ بہنیں تھیں الغرض
عبدالمطلب کی دس بیٹے ہیں پانچ مشہور ہیں ایک عبداللہ باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے حمزہ تیسرے عباس چوتھے ابوطالب پانچواں ابولہب
بڑا کافر ہوا اور بالاتفاق اوپر کفر کے مرا **فصل** جاننا چاہیے کہ جس رات بی بی آمنہ کو حمل رہا اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عبداللہ کی پیشانی سے جدا ہو کر آمنہ کے شکم میں جلوہ گر ہوا اوس رات سب آسمانوں کی فرشتوں کو فرحت تازہ اور خوشنودی بے اندازہ حاصل
ہوئی اور جبرئیل علیہ السلام اوپر کعبہ کے کوٹھے کے نازل ہوئے اور تخت پر بیٹھے اور تمام زمین کی طرفوں میں بشارت اور خوشخبری بھجوائی کہ نور محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیچ آمنہ کی آیا تو بہترین خلق اوس سے پیدا ہوگا اور اوسکی امت سب امتوں سے بہتر ہوگی اور اوس رات تخت
شیطان کا اوندھا ہو گیا اور چالیس رات دن وہ ملعون دریا اور جنگلوں میں لوٹتا پیٹتا پھرا یہاں تک کہ سیاہ اور سوختہ ہو گیا پھر وہ
ملعون کوہ قبیس پر چڑھا اور چلایا اور بہت اوسنے فریاد کی اور شور مچایا یہاں تک کہ تمام اولاد اور ذریت اوسکی جمع ہوئی اور سب نے
اوس سے پوچھا کہ سبب اس فریاد و زاری کا کیا ہے اوس مردود نے کہا اے فرزندوں یقینی یہ بات ہی جانو کہ ہلاکت ہماری ثابت ہوئی اور
سب باطلین ذلیل و خوار ہوئی کہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ شکم آمنہ کے قرار پکڑا کہ اشرف المرسلین آخر ہے جو بتوں کو توڑیگا
بدعتوں کو باطل کریگا شراب کو اور جوئے کو حرام کریگا خبر کی سماعی ہم پاس آنی موقوف ہو جاویگی اور وہ عدل و انصاف کریگا ظلم کی بنیاد ڈھاویگا
زمین کو ساتھ مسجدوں کی زینت دیگا ساری دنیا میں توحید کا ظاہر کریگا امت اوسکی سب امتوں سے بہتر ہوگی شرک نہ کریگی اور
علی ہذا القیاس کہ اوس ملعون نے کہا اور بہت افسوس کیا ابن عباس سے روایت ہے اوس رات کہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
ساتھ ذات آمنہ کے متصل اور ملنے والی ہوئی تمام عرب کے کاہنوں نے کہ غیب سے خبریں کہتے تھے اوس حال سے مطلع ہو کر اپنے اسباب کے
پیغام بھیجے اور لطائف کہیں اور بیچ شرق و غرب کے سب جانوروں پرند اور چرند اور دریائی اور صحرائی نے اپنے ہمجنسوں کو بشارتیں دیں
اور خبریں کہیں اب وہ وقت آیا کہ دنیا ساتھ نور محمد ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی اور روشن ہوگی اور جانور قریش کے گویا ہوئے اور یہ بولے

که نام محمد صلی الله علیه و آله وسلم کا ساتھ محمد صلی الله علیه و آله وسلم کے حاملہ ہوئین کہ وہ امانت دار زمین چراغ اور روشنی بخشنے والا زمانہ کا ہوگا اور ایک
روایت یہہ ہی کہ اوس رات کی صبح کو تمام بت ساری جہان کے سرنگون اور اوندھی ہو گئے تھے اور تخت ابلیس کا اوندھا پڑا تھا اور تخت سب بادشاہونکے
اوندھی ہو گئی تھی اور زبان بادشاہونکی اور حکم کرنیوالونکی اونکی گونگی ہو گئی تھی کہ کلام نکر سکتے تھے القصہ بی بی آمنہ حاملہ تھین کہ عبدالمطلب
نے عبداللہ کو درانثای حمل کیواسطے تجارت کی ملک شام کیطرف بھیجا عبداللہ شام سے پھیر کر آتے تھے کہ مدینہ مین داخل ہوکر نانہال مین
اپنی باپ کے قریبون مین چند روز رہکر وفات پائی اور وہین دفن کئے گئے اور وہین اونکی قبر ہے یہ خبر آمنہ کو عبدالمطلب کو اور سب کنبے قبیلہ
کو پہونچی ملال بسیار اور غم بیشمار بیچ خاطر اونکی راہ پانیوالا ہوا اور عمر عبداللہ کی پچیس برس کی ہوئی تھی کہ موت نے اوسکی وجود
کے محل کو ڈھایا اور آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم ہنوز شکم مادر مین تشریف فرما تھے خلوتخانہ شکم سے بیچ صحن صحرای دنیا
کی خرامیدہ نہوئے تھے **مثنوی ہندی** ملک دنیا سراسر فانی ہے ❊ وہم باطل یہ زندگانی ہے ❊ کوئی دنیا مین خوبصورت ہو ❊
گرچہ حور و پری کی مورت ہو ❊ موت اوسکا نشگا توڑی ہی ❊ جیسے توڑی تو کون جوڑی ہی ❊ گل گلزار یہ ہے گرچہ بہار ❊ اوسکے
دربے ہے یہ خزان کا خار ❊ نہ رہا آہ یوسف کنعان ❊ مر گئے اور رلا گئے اخوان ❊ نہ کسیکی بہار ہی باقی ❊ نہ محافل ❊ مطرب و ساقی ❊
اوٹھ گئے یار یادگار رہی ❊ جان اس غم مین بیقرار رہی ❊ غم جدائی کا سخت تر ہے وصال ❊ کس سے ہووے بیان اسکا حال ❊
فصل چاہیے جاننا کہ بعد وفات عبداللہ کے اندک مدت مین نشانیان جنکی کی آمنہ کو پیش آئین اور پیر روز
کی صبح کو آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم پیدا ہوئے اوس رات مین عجائب اور غرائب آمنہ نے دیکھی اگر وہ سب بیان
کیے جاوین تو کتاب بہت بڑی ہو جاوی اسواسطے بعضی بعضی بات بطریق اختصار کی لکھی جاتی ہے چنانچہ آمنہ ذکر مین اپنی گھر کو روشن دیکھا
اور بوقت تشنگی کی پردہ غیب سے دودھ ظاہر ہوا اور وہ اوسنے پیا کہ شہد سے زیادہ میٹھا تھا اور فرشتون کو دیکھا کہ ہوا مین ایستادہ
اور ٹھہری ہین چھاگلین چاندیکی ہاتھون مین لئے ہوئے اور حورونکو دیکھا اپنی پاس بیٹھی ہوئی اوسکو حیرت تھی کہ یہ مرد اور عورتین کون
ہین اور کہانسے آئی ہین اور دیکھا کہ حجاب سب اوٹھ گئی ہین اور مشرق سے مغرب تک سب معلوم ہوتا ہے اور دیکھا حضرت محمد صلی الله علیه و آله وسلم
پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور ہاتھ آسمان کی طرف اوٹھائے واسطے دعا کی اور ہاتف غیبی کی ندا آئی کہ اے آمنہ اسکا نام محمد رکھ صلی الله علیه و آله
وسلم **فایدہ** چاہیے جانا کہ بعضی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جسکا نام احمد یا محمود یا محمد ہوتا ہے دوزخ مین وہ نہین پڑتا اور جسکا نام ان
تین ناموں سے ہووے یا عبداللہ ہووے اوسکی گھر مین فقر و فاقہ نہین آتا اور جو کہ اپنی فرزند کا نام محمد یا احمد رکھے بہ محبت دوستی محمد صلی الله علیه
و آلہ وسلم کے وہ شخص بھی اور اوسکا فرزند ساتھ آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم کی بیچ بہشت کی داخل ہوتا ہے اور جو مومن کہ فرزند

اپنی بیٹے کا نام محمد رکھتا ہے اور اوسکو پکارتا ہی یا محمد کہکر تمام فرشتے حامل عرش کی کہتے ہیں لبیک یا ولی اللہ اور اون سے کہتی ہین بشارت ہو تجکو یا
ولی اللہ کہ تو ہمارا شریک ہی بیچ طاعات اور عبادات کی یعنی حق تعالے اوسکو دن قیامت کی ثواب حاملان عرش کا دیویگا اور جو کہ اپنے فرزند کا نام
محمد رکھتا ہی اوس فرزند کی عمر دراز ہوتی ہے اور اوسکی نسل مین برکت ہوتی ہے اور اوس رات مین عبد المطلب نے اور وقت ولادت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی عجایب اور غرائب مشاہدہ کیے اور دیکھے کہ قلم رقم اونکی سی عاجز ہی القصہ بیالیس برس نوشیروان کی حکومت کو ہوئے تھے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے الغرض نوشیروان کی عہد حکومت مین آپ متولد ہوئی ہین اور بیچ پیغمبری عیسی علی نبینا وعلیہ السلام کے
اور پیدا ہونی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھہ سو برس ہوتی ہین الغرض جس سال کہ اصحاب فیل کعبہ ڈہانی کو فوجین لیکر آئی تھے اور حق تعالی نے اونکو
ابابیل کے ہاتہ سے ہلاک کیا اوس سے پچاس اور پانچ دن کی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے اور جس وقت کہ پیدا ہوئی تمام عالم مین عجیب
نشانیاں ظاہر ہوئین چنانچہ ایک یہ ہی کہ نوشیروان کی محل کو شدت سے لرزہ ہوا کنگرہ اوسکی محل کے گر گئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ربیع الاول کی گیارہوین تاریخ دوشنبہ کی یعنی پیر کی رات کو یا شنبہ کی صبح کو پیدا ہوئے اور وہ گھر کہ جسمین پیدا ہوئی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بیچ مکہ کی بیچ سرای محمد ابن یوسف کی مشہور ہی زقاق المولد کی کوچہ مین بیچ بنی ہاشم کی اور لوگ اوس گھر کی زیارت کرتی ہین
اور اوس سے برکت لیتی ہین القصہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آمنہ نے شیر اپنا پلایا پھر ثویبہ نے پلایا پھر حلیمہ پلاتی رہی
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو دایہ ہین ثویبہ اور حلیمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بزیر عاطفت عبد المطلب کے کہ دادا
آپکی ہین اور آمنہ کی کہ والدہ آپکی ہین پرورش پائی یہان تک کہ چھہ برس کی عمر کو پہونچی اور ان چھہ برس مین بیشمار کرامتین اور عجائب باتین
وجود مبارک سی ظاہر ہوتی رہین کہ اکثر تاریخ کی کتابون مین لکہی ہین الغرض چھٹا برس تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر کا کہ آمنہ
اوس خلاصۂ آسمان و زمین کو اور نقاوۂ مکان و مکین کو یعنی سید المرسلین شفیع المذنبین کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ اپنی لیکر واسطے
ملنے خویش و قبیلہ کی بیچ مدینہ کو آئین بعد چند مدت کی مدینہ سی مکہ کو چلین اثنا راہ مین جبکہ منزل ابوا مین پہونچین بیمار ہوئین اور جان اپنی خدای کریم کے
حوالہ کی اور وہین دفن کی گئین اور اوسی جگہ اونکی قبر ہوئی پس بی بی ام ایمن اوس در یتیم کو یعنی رسول کریم کو مکہ مین لائی اور عبد المطلب کی سپرد
کیا عبد المطلب بیچ تربیت و تعظیم و تبجیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان و دل سی رات دن مشغول رہتی تھے جبکہ عمر حضرت
خیر البشر سرور بحر و بر کی آٹھہ برس کی ہوئی آٹھوین برس عبد المطلب پر مرض موت غالب آیا عبد المطلب نے حضرت محمد کو صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ابو طالب کی سپرد کیا اور بہت وصیتین و نصیحتین انکی حق مین کردین اور حضرت کو اپنی سینہ سی لگایا اور بہت پیار کیا
اور رخت زندگانی کا سرای جاودانی کیطرف کھینچا اور رحلت کی عمر عبد المطلب کی ایک سو بیس برس کی ہوئی تھی فصل چاہئے جاننا

کہ حضرت نے آٹھوین برس کی عمر مین عبد المطلب سے جدائی پائی تا قریب زمانہ ہجرت کے بیچ دامن رعایت ابو طالب کے پرورش پائی اور تربیت اوٹھائی اور گذارہ اپنا کیا اور اوسی برس یعنی آٹھوان برس تھا حضرت کی عمر کا کہ بادشاہ نوشیروان کی وفات ہوئی اور اوسکا بیٹا ہرمز بادشاہ ہوا اور حاتم طائی بھی اوسی برس موا اور جبکہ حضرت پچیس برس کے ہوئے ابو طالب نے عقد نکاح حضرت کا سامنہ خدیجہ بنت خویلد کے کیا کہ ساتھ کثرت مال کے اور حسن جمال کے اور عقل اور کمال کی قریش کی عورتون پر فضیلت رکھتی تھین اور اکثر قریش کے سرداروں کی سلام و پیغام رد کر دئے تھے اور اوس دربا یعنی حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر خود مایل ہوئی تھی **فائدہ** جاننا چاہیے کہ جب حضرت تیس برس کے ہوئے حضرت شاہ مردان شیر یزدان اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ ابو طالب کے گھر پیدا ہوئے تیرھوین تاریخ رجب کی جمعہ کے دن و حقیقت آپکی پیدا ہونیکی یہ ہے کہ فاطمہ بنت اسد کو کہ والدہ شریفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہین نو مہینے حمل کے ہو چکے تھے کہ واسطے طواف کعبہ شریف کے کعبہ مین آئین طواف کر رہین تھین کہ دروازہ کا اوٹھا اور وہ خانہ کعبہ کے اندر پوشیدہ ہو گئین اور بیچ خانہ کعبہ مین حضرت شاہ پیدا ہوئے سوائے حضرت شاہ کے کسی کو یہ شرف نہین ہوا کہ سوا اونکے اوس سے پہلے اور اوس سے پیچھے کوئی خانہ کعبہ مین پیدا نہین ہوا اور بعد اسکے حضرت فاطمہ بنت اسد اوس گوہر صدف ابو تراب کو لیکر اپنے گھر آئین اور ابو طالب کو بشارت دی ابو طالب نے زید نام رکھا اور فاطمہ نے اسد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تشریف لا کر علی نام رکھا اور ہنوز حضرت علی کرم اللہ وجہہ شیر پستان اور پینے نہ پایا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ابو طالب کے گھر رونق افزا ہوئے تھے اور نزدیک علی کی پنگوڑی کی گئی کہ فاطمہ نے کہا اے فرزند دلبند اس طفل پاس مت جا کہ اس شیر خصلت نے منہہ باپ کا اور چہرہ ماں کا اپنے پنجے سے چھیل ڈالا ہے مبادا کہ تجھہ سے گستاخی کرے آپنے فرمایا کہ مجھسے ایسا کام نکریگا جسوقت آپ پنگوڑے کے نزدیک ہوئے مرتضی علی سوتے تھے کہ جو ہین بوئے گیسو سے عنبرین سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دماغ مین اونکے مشام مین پہونچی وہین آنکھین کھول دین اور نظر اوپر جمال جہان آرائی سید کائنات افضل المخلوقات کے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ڈالی اور بہت ہنسے حضرت نے پنگوڑے مین سے اوٹھا کر اپنی گود مین لیا اور منہہ اونکا اونکے منہہ پر رکھا اور زبان اپنی اونکے دہن مین داخل کی کہ حضرت علی نے دیر تک وہ زبان مبارک چوسی بعد اسکے دودہ کا پیا اور حضرت علی کے دو بھائی اور تھے ایک حضرت عقیل اور دوسرے حضرت جعفر لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت علی کی تربیت بہت فرماتے تھے اور اپنے بغل اور کنار مبارک مین پرورش کرتے تھے جبکہ حضرت علی پانچ برس کی عمر کو پہونچے قحط اور خشک سالی مکہ مین وارد ہوئی اور قریش مین تنگی اور بے برگی نمودار ہوئی ابو طالب کہ عیال دار تھے بہت حیران و پریشان ہوئے حضرت عباس نے کہ چچا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور بھائی ابو طالب کے تھے جعفر کو اپنے پاس رکھا اور

اور پرداخت اونکی کی۔ ابوطالب بسکہ بہو ذا او عقیل ابوطالب ہی کی پاس رہی اور حضرت علی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی اپنی کفالت
مین پرورش فرمائی اور حضرت علی ہمیشہ اونکی خدمت مین رہی اور جبکہ عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پینتیس ۳۵ برس کو پہونچی حضرت فاطمہ سلام اللہ علی
محمد و علیہا حضرت خدیجہ رضی سے پیدا ہوئین طاہر مطہر یعنی پاک و پاکیزہ اور جسوقت کہ پیدا ہوئین ایک نور اونمین سے چمکا کہ اوس نور نے مکہ کے سب گھرونکو گھیر لیا
بلکہ وہ نور مشرق سے مغرب تک پہونچا اور جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آٹھ تیس برس کی عمر کو پہونچے آوازین غیب سے سننے لگے اور روشن نشانیان
اور نور دیکھنے لگے لکھا ہی کہ قریب زمانہ رسالت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درختوان و پتھرون سے آواز آتی تھی کہ السلام علیک یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور راہ مین آواز کسی شخص کی سنتے کہ کہتا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر جو نگاہ کرتے کوئی معلوم نہوتا اور نور الٰہی اسقدر کہ
دل روشن پر چھایا تھا کہ آثار ماسوی اللہ کے خاطر مبارک سے محو ہو گئی تھی اور محبت حق تعالی کی یہانتک اوپر طبیعت ہمایون کی غالب
آئی تھی کہ آشنا اغیا سے کوئی نشان نہ رہا تھا اور اختلاط اور ملنا جلنا خلق سے موقوف ہو گیا تھا چنانچہ عقلمند عرب کے کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کہین عاشق ہو گیا ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوہ حرا مین کہ ایک پہاڑ ہی کئی کئی دن جا کر تشریف شریف رکھتے تھے اور اللہ تعالی
کی یاد و عبادت کرتے تھے کبھی کبھی حضرت خدیجہ کی گھر مین آکر توشہ کچھ غذا کیواسطے لیجاتے تھے بالجملہ وہ سرور کون و مکان فخر زمین و زمان تو ایک
اس روش سے گلشن عبودیت کو ساتھ آب اخلاص کے سبز اور شاداب کرتے تھے اور گوہر شب چراغ عرفان کو بیچ شب ظلمانی اور روز نورانی
کی بیچ مخزن باطن کے روشن رکھتے تھے یہانتک قلب روشن اونکا مورد آیات الٰہی کا ہوا اور خاطر مبارک اونکی محل ورود عسکر پادشاہی کی ہوئی روح الامین
نے گوش ہوش ہمایون کو ساتھ گوہر الفاظ اور کلمات قرآنی کے زینت دی اور سینہ بے کینہ مبارک کو ساتھ علوم لدنی کے اور رموز آسمانی کے نمودار لوح کا کیا آفتاب
نبوت کا مطلع بطحا سے طالع ہوا اور کوکب رسالت کا ذروہ کوہ حرا سے شارق ہوا **فصل** جاننا چاہئے کہ جب عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس برس کی
ہو چکی اور اکتالیسوان برس شروع ہوا اور روز دوشنبہ کو یعنی پیر کا دن تھا اور تاریخ سترہوین کی تھی کہ جبرئیل امین کوہ حرا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
دکھلائی دئے اور سورت اقرا کی سکھائی اور اپنا پاشنہ زمین پر ملا کہ چشمہ پانی کا اوس سے پیدا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرنا اور نماز پڑھنی
سکھائی اور بتائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوہ حرا سے کہ محل مبارک مین تشریف فرما ہوئی حضرت خدیجہ ایمان لائین اور دوسرے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کہ دس برس کی تھے ایمان لائے اور آنحضرت صلی اللہ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے القصہ تین برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگونکو پوشیدہ دعوت اسلام کرتے رہے
اور ہدایت فرماتے رہے بعد اوسکے موافق حکم الٰہی کے آشکار اور ظاہر دعوت اسلام کی اور قبول کرنے احکام شریعت کی کرنے لگے قریش متفق ہوئے کوئی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ کہتا تھا اور کوئی جادوگر اور شاعر بتاتا تھا اور ابولہب اور قوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج اور اذیت گوناگون
پہونچاتے تھے اور جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے نہایت عاجز اور مغلوب ہو رہے تھے اور غلبہ کافرون کا حد سے زیادہ تھا اور کافر مسلمانونکو

ستاتی تھی یا رنی سی اور گالیان دیتی سی اور ارادہ قتل کرنی مسلمانون کا مصمم کرتی تھی لیکن حفاظت حق تعالی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور
مسلمانونکی شامل حال تھی اور جبکہ پچاس برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر گذری اور دسوان برس ہوا رسالت اور پیغمبری کو ابوطالب نے
اس جہان فانی سی طرف دار جاودانی کی رحلت کی اور تین دن بعد ابوطالب کی وفات سی حضرت خدیجہ قید خانہ دنیا کو چھوڑکر روضہ رضوان مین رونق فرما
ہوئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غم والم سخت لاحق ہوا کہ محل شریف سی بھی باہر بھی کم تشریف لاتی تھی اور باھوان برس تھا پیغمبری کو اور
باون برس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تھی کہ اس جناب کو معراج ہوئی اور جبکہ تریپن برس کی عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی اور تیرھوان
برس تھا پیغمبری کو ساتھ حکم الہی کے حضرت مکہ کو چھوڑکر مدینہ مین تشریف لائی اور وہین اقامت اور رہنا مقرر کیا اور اصحاب حضرت کی بھی مدینہ مین آئے
کہ انکو مہاجرین کہتی ہین اسواسطی کہ اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی یعنی اپنی وطن کو کہ مکہ تھا چھوڑا اور مدینہ والون اصحاب کو انصار
کہتی ہین کہ اونھون نی نصرت یعنی مدد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائی ترقی اسلام کی بہت
ہوئی اور ملکون مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہرت پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کافرونکی درمیان جنگ اور لڑائیان بہت درپیش آئین اور نشان
حضرت مرتضی علی کی پاس رہا اور اکثر فتح حضرت شاہ اسد اللہ کی ہاتھ ہوتی رہی اور جس برس کہ حضرت مدینہ مین تشریف لائی اوسی سال ہجرت کہتی ہین
اور یہ سو کا حساب اوسی سال سی لیتے ہین چنانچہ اب یہ کتاب لکھی جاتی ہی سال ہجرت کی بارہ سو اور پچاس ہین الحاصل پہلے سال اول کی ہجرت کے
مدینہ مین حضرت نی مسجد نبوی اور درمیان مہاجرین و انصار کی عقد مواخات کیا یعنی ایک شخص کو ایک کا بھائی کیا اور آپسمین بھائی چارا ٹھہرایا
لیکن حضرت علی کو کسی کا بھائی نکیا حضرت علی نی عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپنی یارونکی درمیان عقد برادری کا باندھا لیکن میری واسطی کوئی بھائی
مقرر نکیا میرا بھائی کونسا ہی آپ فرماویے حضرت نی فرمایا انت اخی فی الدنیا والآخرۃ یعنی تو بھائی میرا ہی دنیا مین اور آخرت مین **مخزن دوسرا**
بیچ نکاح حضرت علی کی ساتھ حضرت فاطمہ کی علیہم التحیۃ والرضوان اور بیچ ذکر پیدایش حضرت امام حسن و حضرت امام حسین کے علی نبینا و
علیہما السلام ارباب سیر نی لکھا ہی کہ بیچ سال دوسری کی ہجرت سی رجب کے مہینے مین نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ساتھ حضرت فاطمہ کی ہوا
اور عمر حضرت فاطمہ کی اٹھارہ برس کی اور حضرت علی اکیس برس اور پانچ مہینے کے تھی کہ نکاح ہوا روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ چاہا مینی کہ خواستگاری
کرون مین یعنی طلب اوسکی نکاح کی ساتھ کرون پھر اندیشہ کیا مینی کہ مال کچھ نہین میری پاس کیونکر اس امر کو درپیش لاؤن پھر قرابت اور صلہ رحم پہ
نظر کرکر نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گیا مین اور سلام کیا مینی اور زبان سے کچھہ نکہا مینی کہ حضرت نی جواب سلام دیکر فرمایا اے
علی حاجت تیری کیا ہی مین نے فاطمہ کی خواستگاری کی حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مَرحَبًا وَاَھلًا اور مجھہ
نظر کیا مین در مقدس سی باہر آیا تو مین انصار نے مجھسے پوچھا کہ تیری خواستگاری حضرت نی قبول کی مین نی اونکو جواب دین

کہا کہ مین نہین جانتا مگر حضرت نے اسقدر فرمایا مَرْحَبًا وَاَهْلًا انصار کو کہا کفایت کرتی ہے یہ بات مرحبا کے
یہ معنی ہین کہ راحت دی تجھے اور اہلا سے یہ مراد ہے کہ اہل دی یعنی بی بی دی تجھے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے کہا کہ مہر
کیواسطے تیرے پاس کیا ہے حضرت علی نے عرض کی کہ میرے پاس ایسی چیز نہین کہ جو لائق مہر فاطمہ کے ہووے ایک روایت یہ ہے کہ حضرت علی نے کہا ایک زرہ
میرے پاس ہے اور ایک گھوڑا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑا تجکو ضرور ہے لیکن زرہ کو بیچ ڈال اور اوسکی قیمت کو مہر فاطمہ کا کر
حضرت علی اوس زرہ کو چارسو اور اسی درم کو بیچکر وہ درم اپنی چادر کے کونے مین باندھکر حضرت کے روبرو لائے اور بیچ نظر حضرت کے زیر دامن آپ کے
رکھی حضرت نے فرمایا کہ کتنی درم ہین حضرت علی نے کچھ جواب نہ دیا گویا اوس مال قلیل کو حقیر سمجھکر کچھ نہ بولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی
اون درہمون سے لیکر بلال کو دئی واسطے فاطمہ کے بیچ تیاری بوئی خوش کے صرف کرے پھر ام سلمہ سے فرمایا کہ باقی مین جہیز فاطمہ کا تیار کرے جہیز
جو کہ تیار ہوا تھا سو وہ یہ ہے دو جامہ برد ایک لوٹی ایک قدح ایک چکی ایک چھلنی دو تکیے ایک مشک پانی کی ایک آبخورہ دونہالی کتان
کی سوتی چار توشک دو مین لیف کھجور کے درخت کی بھری ہوئی اور دو مین اون بھری تھی اور ایک تکیہ بعضون نے لکھا ہے کہ دو بازوبند چاندی کے
واللہ اعلم بالصواب روایت انس ابن مالک سے ہے رضی اللہ تعالی عنہ کہ کہا اونھون نے کہ مین بیٹھا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ آثار وحی
کے بیچ بشرہ مبارک حضرت کے ظاہر ہوئے جب وحی آچکی حضرت نے فرمایا اے انس جانتا ہے تو کہ جبرئیل امین آئے پاس سے کیا پیغام میرے پاس لائے تھے
کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باپ اور ماں میری فدا تجھپر ہوجیو کیا پیغام لایا فرماے حضرت نے فرمایا یہ پیغام لایا کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ اے محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ کا نکاح علی کے ساتھ کردے پھر اے انس تو جا اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور طلحہ اور زبیر کو اور جماعت انصار کو کہہ کہ تمکو رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم بلاتے ہین موجب فرمودہ حضرت کے سبکو بلا لایا جب سب جمع ہوئے اور علی بھی حاضر ہوا حضرت نے خطبہ بلیغہ پڑھا کہ اوسمین حمد وثنا ہے خدا
عزوجل کی تھی اور رغبت دلانے امر نکاح کی پھر فرمایا کہ حق تعالی کا حکم میرے پاس پہونچا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کردے پس مینے موجب فرمودہ حق تعالے
کی علی کو دی ساتھ زنی کی یعنی بی بی ہونیکی اوپر مہر چارسو مثقال چاندی کی اے علی تو اسپر راضی ہوا علی نے کہا راضی ہوا مین پس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعاء خیر کی بیچ حق علی اور فاطمہ کے اور فرمایا جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَكُمَا جمع کرے خدا پراگندگی کو وَاَسْعَدَ جَدَّكُمَا اور نیک کرے
بخت تمھارے کو وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا اور برکت نازل کرے اوپر تمھارے وَاَخْرَجَ مِنْكُمَا كَثِيْرًا طَيِّبًا اور پیدا کرے تم دونوں سے اولاد بیشمار اور ذریت
بسیار کہ وہ پاک اور پاکیزہ ہووے پھر لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طباق کھجور کا اور پراگندہ کیا درمیان قوم کے کہ ہر ایک نے اونمین سے لیا
اسی واسطے بعضے فقہون کے نزدیک مستحب ہے پراگندہ کرنا شکر اور بادام کا بیچ ضیافت نکاح کی **فصل** چاہیے جاننا کہ معارج النبوۃ مین
ام سلمہ کی روایت سے لکھا ہے کہ پہلے اس نکاح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تیرے کرنے سے پہلے حق تعالی نے ایک فرشتہ کو

میرے پاس بھیجا تھا کہ اوس فرشتہ کی بہت سی منھہ اور بہت بازو اور بہت پر تھے آ وسنی آکر مجکو سلام کیا اور مبارکباد دی اور کہا
ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشارت ہو تجکو ساتہ جمع ہونی پراگندگی کی اور پاک ہونے نسل کی میں نی اوس فرشتہ سے پوچھا کہ یہ مبارکباد کیسی
اور پاک ہونا نسل کا کیا معنی رکھتا ہی کہا اوس فرشتہ نی کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین ہو کہ موکل ہون ایک پایہ عرش کی پایون مین سے
اور نام میرا اسطائیل ہی حق تعالی نی میری تئین واسطی مبارکباد دینے کے تیری خدمت مین بھیجا ہی اور اب میری پیچھی سے جبرئیل علیہ السلام
آتا ہی حقیقت مفصل وہ بیان کریگا اسطائیل یہ بات ابھی کہہ رہا تھا کہ جبرئیل آیا اور سلام کیا اور رومال حریر کا سفید جنت کی حریر سے
ہمراہ اپنی لایا کہ اوسمین دو سطرین نور سے لکھی ہوئی تھین پوچھا مین نی کہ ای بھائی جبرئیل یہ مین بالچھر اور لونگین بہشت کی بھی لایا اور حضرت
کو دین اور سنگھا تین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ سبب اسکا کیا ہی جبرئیل نے کہا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالی نی تیری تئین
سب خلق سی برگزیدہ اور پسندیدہ کیا ہے اور تیری واسطی ایک تیرا بھائی اور یار اختیار اور مقرر کیا ہی تو فاطمہ ۲۵ اوسکو دی کہا مینی یا اخی جبرئیل کون ہے
وہ شخص کہ خلعت میری برادری کا اوسکی قد پر درست آیا ہی جبرئیل نی کہا بھائی تیرا دین اور دنیا مین اور بیٹا چچا تیرے کا ساتہ یقین کی امیر المومنین علی ابن ابیطالب ہے
کرم اللہ وجہہ اور حق تعالی نی عقد نکاح اوسکا ساتہ فاطمہ رضی کی آسمان پر منعقد کیا ساتہ اوس ورشتی کے اول بہشتیونکو حکم ہوا کہ سب آراستہ ہووین
اور حور عین کو وحی بھیجی تو ساتہ زیور اور گہنی کی اپنی زینت کرین اور طوبی کی درخت کو پیغام بھیجا کہ ساتہ حلون بسیار کی اور زیورون بیشمار کے
بار دار ہووی یعنی بجائی پہلونکی چاہیے کہ تجھمین سی حلی اور زیور نکلین اور جھڑین کہ مرصع ساتہ موتیون کی اور یاقوت اور جواہر کی تا حور عین اپنی تئین آراستہ
کرین پھر حق تعالی نی امر فرمایا ملائکہ کرام کو یعنی بزرگ فرشتونکو کہ بیچ چوتھی آسمان کی نزدیک بیت المعمور کی جمع ہووین اور اوس نور کی منبر کو
کہ جسکا نام منبر کرامت ہی اور آدم صفی نے اوسپر خطبہ پڑھا ہی آستادہ کرین فرشتہ فرمودہ حق تعالے کا بجالائے پھر حق تعالے نے وحی بھیجی راحیل فرشتہ کو کہ سب
فرشتونمین فصیح اور بلیغ اور شیرین کلام اور خوش گفتار ہی اور خوبصورت اور نیک سیرت ہی تا اس ممبر پر چڑہی اور حمد و ثنا ہی حق تعالی کی ادا کرے
اور پڑہی وہ فرشتہ حکم بجالایا تمام فرشتے اوسکی آواز سی لذت مین آگئی اور آسمان شوق و ذوق سی جنبش مین تہا اوسکی خدا تعالی نی مجکو کہ مین جبرئیل
ہون وحی بھیجی کہ ای جبرئیل مین نی اپنی لونڈی کا نکاح کہ نام اوسکا فاطمہ بنت محمد ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتہ غلام اپنے کی کہ نام اوسکا علی رضی
بن ابیطالب ہی عقد کیا اور باندھا تو بھی فرشتون مین اس نکاح کو عقد کر اور استوار کرین نی بھی کہ جبرئیل ہون بموجب فرمانی خدا تعالی کی عقد نکاح
ان دونونکا بیچ جماعت فرشتونکی باندھا اور فرشتون کو گواہ کیا اور صورت اس عقد نکاح کی اوپر اس حریر کی لکھی ہی اور گواہیان فرشتون کی
اسپر کروائین اور آپکی دکھانیکیو اسطی لایا ہون مین اور اب اس حریر کو لیجاونگا مین اور بموجب حکم الٰہی مشک کی مہر اسپر کر کر رضوان کو کہ
داروغہ بہشت کا ہی سونپونگا مین اور جبکہ عقد نکاح ہو چکا حق تعالی نی طوبی کو امر فرمایا تو حلی اور زیور بسیار کر ہی فرشتون اور حور دانی

غلمان نے وہ اوٹھائی اور لیگئی اور آپسمین لیتا اپنا فخر کرتے تھی اور اونمین سی تحفہ تحائف آپسمین بھیجتے رہینگی قیامت تک ایک روایت ہی کہ یہ بھی جبرئیل نے ملا جب عقد نکاح فرشتون مین ہولیا بہشت کے درختون نے بالچھڑ اور رنگین نثار کین مین قدرت سے آپکی واسطے تحفہ لایا ہون ایک روایت یہ ہی کہ درخت طوبی نے رقعہ نثار کیئے موافق شمار اہل بیت کی دوستون کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت سی قیامت تک ہوتی ہین اور ہونگی ہر رقعہ مین نام ایک دوست کا لکھا ہوا ہی خواہ وہ اہل بیت کا دوست مرد ہی یا عورت ہی اور ان فرشتونمین کہ حاضر تھی ایک ایک نے ایک ایک رقعہ اوٹھا لیا ہی اور اسکو وہ قیامت تک اپنی پاس رکھی گا یہان تک قیامت کی دن جسکا نام کا ہوگا اسکو دیگا اور مضمون اوس رقعہ کا یہ ہی کہ فلان دیا فلان عورت کہ محب اہل بیت ہی دوزخ کی آگ سی آزاد ہی ایسا ہی لکھا ہے صواعق محرقہ مین جبرئیل کہتی ہین کہ بعد اسکی حق تعالی نے مجکو فرمایا کہ ای جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تہنیت اور مبارکباد جا کر دی اور حکم میرا اسکو پہنچا دی کہ وہ دنیا مین بھی ان دونونکا عقد نکاح کری اور فاطمہ اور علی کو ساتھ دو فرزند ارجمند کی کہ فاضلترین ہونگی بیچ دنیا اور آخرت کی بشارت دیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی علی سی یہ بیان فرمایا اور جماعت مہاجرین اور انصار کو بلوا کر عقد نکاح باندھا جسطرحسی کہ مذکور ہوا القصہ بعد نکاح کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی ام سلیم سی فرمایا کہ بیٹی میری کو علی کی گھر مین لیجا اور مین بھی عنقریب آتا ہون تاکہ دونونکو باہم دیکھون ام سلیم حکم عالی بجا لائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد ادا کرنی نماز عشا کی ایک کوزہ پانی کا لیکر نزدیک دولہا اور دولہن کی تشریف لائی اور لعاب دہن مبارک کا اوس کوزہ مین ڈالا اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور دعائین اور بھی پڑھکر اوس پانی کو دم کر کر کہا ای علی اس پانی مین سی پی اور وضو کر اور ایک روایت یہ ہی کہ حضرت نی وہ پانی اوپر سر فاطمہ کی اور سینہ کے چھڑکا اور یہ پڑھا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِکَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یا اللہ پناہ دیتا ہون مین اسکو ساتھ تیری اور اوسکی اولاد کو شیطان راندی گئی سی پھر تھوڑا سا پانی اوس کوزہ مین سی علی کی سر اور درمیان دونون اونکی کے چھڑکا اور کہا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُهُ بِکَ وَذُرِّیَّتَهُ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور ایک روایت یہ ہی کہ حضرت نی کہا خداوندا یہ دونون مجھسے ہین اور مین اونسی ہون یعنی مین اور یہ دونون ایک ہین کچھ جدائی نہین جیسے کہ دور کیا تونی مجھسے پلیدی کو اور پاک کیا تونی مجکو ایسے پاک کر تو ان دونونکو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا علی اور فاطمہ کو کہ اوٹھو اور جاؤ اپنی سونیکی جگہ حق تعالی پیوند دیوی اور الفت دی درمیان تمہارے اور بیچ اولاد تمہاری کی اور جمع کری پراگندگی تمہاری کو اور پیدا کری تمسی اولاد بہت پاک حضرت یہ فرما کر اوٹھی اور چاہا گھر سی باہر تشریف لاوین کہ حضرت خاتون قیامت خلاصہ دودمان رسالت اشکبار ہوئین اور رونی لگین پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا کہ ای بیٹی چھوٹی میری کس لئے جزع اور زاری کرتی ہی بتحقیق ایسی شخص کو مین نی تجھے دیا ہی اور ایسی شخص سی تیرا نکاح کیا ہی کہ اسلام اوسکا سب سے پہلے ہی اور علم اور حلم اوسکا سب سے زیادہ ہی اور خلق اوسکا سب سے بہتر ہی اور عرفان اوسکا ساتھ خدا تعالی کی سب سے زیادہ ہی ایک روایت یہ ہی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فاطمہ کے رونی سے یہ گمان ہوا کہ فاطمہ اسواسطے گریہ وزاری کرتی ہے کہ علی مفلس ہی مال و اسباب کچھ نہین رکھتا پس یہ سمجھکر آپ نے فاطمہ سے فرمایا کہ ای جان پدر کی مین نی

تیری حق مین قصور نہین رکھا ایسی شخص کو تیرا شوہر اور خاوند کیا کہ بہترین اہل بیت میری کا ہے قسم ہی اوس شخص کی کہ جان میری بیچ
دست قدرت اوسکی کے ہی کہ شوہر کیا مین نے تیرا وہ شخص کہ سید اور سردار ہی دنیا مین اور تحقیق وہ آخرت مین البتہ صالح تبدونسی ہی اور ایک
روایت یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے علی سردار ہی دنیا کا اور آخرت کا اور ایک روایت یہ ہی کہ حضرت نے فرمایا راضی نہین ہوتی تو اے فاطمہ کہ خدا تعالی
نے پسند کیا اور برگزیدہ کیا سب زمین کے رہنے والو مین سے دو مرد کو ایک اون دو مردون مین سے باپ تیرا ہے اور دوسرا خاوند تیرا ہے
فائدہ چاہیے جاننا کہ لکھا ہے ولیمہ کیا علی نے اوپر فاطمہ کے یعنی کھانا شادی کا لوگونکو کھلایا حضرت فاطمہ سے نکاح کر کر اس سے پچھلی رسم ولیمہ کی تھی
اوس زمانہ مین لکھا ہی کہ جو اور کھجور سے ولیمہ اور حیس سے کہ ایک طعام ہے کھجور اور روغن اور ستو سے بناتی ہین روایت ہی کہ ایکدن آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے پوچھا کہ شوہر تیرا کیسا آدمی ہی حضرت فاطمہ نے عرض کی کہ بہت خوب ہے اور سب خوبیون سی ساتھ کمال کی لیکن عورتین
قریش کی مجھے کہتی ہین کہ خاوند تیرا فقیر ہے حضرت نے فرمایا اے فرزند عزیز باپ تیرا محتاج اور فقیر نہین اور شوہر تیرا محتاج اور فقیر نہین تمام خزانے زمین کے
سونے اور چاندی سے ہمپر عرض کئے گئے اور دکھائے گئے ہمنے قبول نہین کئے اور جو کہ ہمارے واسطے خدا تعالی کے پاس ہے وہ ہمنے قبول کیا اے فرزند حبیب
اگر جانتی تو جو کہ مین جانتا ہون دنیا تمام تیری نظر مین حقیر ہوجاوے سوگند خدا تعالی کی کہ شوہر تیرا مقدم سب اصحاب مین سے ہی اسلام مین اور بڑا سب سے ہے
علم مین اور افضل سب سے ہی حلم مین حق تعالی نے دو شخص کو سب آدمیون مین سے اختیار کیا ایک تیرا باپ ہی اور ایک تیرا شوہر ہے زنہار نافرمانی اوسکی نکیجیو اور جو بات وہ کہی
اوسکو بجا لائیو بعد اوسکے حضرت نے علی کو اپنی پاس بلایا اور اوسکو بھی فاطمہ کے حق مین بہت سی نصیحتین کین کہ اے علی فاطمہ کے ساتھ نرمی کیجیو اور وہ جگر پارہ میری ہے
اوسکی خوشی میری خوشی ہی اور جو تو اوسکو ناخوش کریگا مین بھی ناخوش ہونگا **فصل** چاہیے جاننا کہ معارج النبوت مین لکھا ہی کہ جب فاطمہ واقف
ہوئین اپنی مہر سے کہ چار سو مثقال چاندی کی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کی کہ سب لوگونکی بیٹیونکی مہر درہم دینار مثقال کی قسم سے ہوتا ہے
اگر آپکی بیٹی کا بھی مہر اسی قسم سے ہو تو آپ مین اور اونمین کیا فرق ہووے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالی سے درخواست کیجئے اور یہ مانگئے کہ مہر میرا
شفاعت تمہاری امت کی ہووے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست اس امر کی کی حق تعالی نے قبول فرمائی اور جبرئیل امین قطعہ حریر کا لکھا ہوا
لائے کہ مضمون اوسکا یہ ہی کہ خدا بزرگ نے مہر فاطمہ زہرا کا شفاعت امت گنہگار پدر بزرگوار اوسکے کیا لکھتی ہین کہ وہ رقعہ فاطمہ زہرا اپنی پاس رکھتین اور
ہمیشہ اوسکو دیکھتی رہتی تھین یہان تک وقت وفات اپنے کے وصیت فرمائی کہ اس رقعہ کو میری ساتھ دفن کریو اور قبر مین رکھیو کہ جب روز قیامت
کو قبر سے اوٹھونگی اس نامہ کو حجت اپنی کر کے پدر بزرگوار کی امت گنہ گار کو بخشواونگی ایک روایت مین آیا ہی کہ ایک منافق نے حضرت علی کو ملامت
اور سرزنش کی کہ تو نے فاطمہ سے نکاح کیا کہ جہیز اور اسباب کچھ نہ لائی اگر میری بیٹی کے ساتھ نکاح کرتا تو میرے گھر سے لیکر تیرے گھر تک اونٹونکی
قطار ہوتی جہیز و اسباب سے حضرت علی نے فرمایا یہ کام ساتھ تقدیر کے ہی نہ ساتھ تدبیر کے اور نظر میری اوپر مال و متاع دنیا کے نہین

نہیں اور مقصود میرا سوای رضای حضرت آفریدگار کے نہیں حضرت علی یہ فکر اوس فاقہ سے جدی ہوتی تھی کہ اونکو ایک نیند آئی کہ علی اپنا سر اوٹھا کر دیکھہ قدرت خدا
کی اور حقیقت جہیز دختر محمد کی صلی اللہ علیہ وسلم و حرمت فاطمہ زہرا کی حضرت علی نے سر اوٹھا کر دیکھا کہ حجاب سب اوٹھہ گئے ہین اور نیچے عرش کے میدان وسیع ہے بھرا ہوا
بہشت کی خاتون سے یعنی اونکے جہیز سے لبھری ہوئی ہین اور لدی ہوئے ہین بہت اونٹ مشک و عنبر سے لدے ہوے اور ہر اونٹنی پر ایک کنیزک بیٹھی ہوئی ہے مانند آفتاب اون کے
اور مہار ہر اونٹنی کی ایک غلام کے ہاتہ مین ہے مثل سرو خرامان کے اور حضرت علی کو ندا ہوئی کہ یہ ہے جہیز فاطمہ بنت محمد کا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شاہ مشاہدہ
قدرت الٰہی سے خوشوقت ہو کر دولتخانہ مین تشریف لائے اور چاہا کہ حضرت خاتون سے یہ حقیقت کہین کہ حضرت خاتون نے پہلے ہی فرمایا کہ اے علی اگرچہ تو نے
سر زنش منافق کی سنی لیکن تیاری میرے جہیز کی بھی دیکھی **مثنوی ہندی** حضرت فاطمہ کی ہے یہ شان ٭ کہ محمد کے جسم کی ہے جان ٭ اونکی خاطر خدا کو
ہے منظور ٭ واسطے اونکی ہے یہ حور و قصور ٭ عرش و کرسی کو نور ہے اونسے ٭ دو جہان کا ظہور ہے ونسے ٭ بضعۃ مصطفیٰ ہین وہ لاریب ٭ ذات اونکی
خدا نے کی بے عیب ٭ ساری امت کی ہین وہ پشت و پناہ ٭ ہے شفاعت سے اونکی اپنی نباہ ٭ گرچہ عاصی کمال ہے یہ **وصال** ٭ اس وسیلہ سے ہے
مگر خوشحال ٭ معارج مین لکھا ہے کہ ایکدن خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلیمان پیغمبر نے علی نبینا و علیہ السلام اپنی بیٹی
کیواسطے جہیز تیار کیا تھا بہت عمدہ اور بسیار خوب اور اپنے داماد کیواسطے ایک تاج بنایا تھا کہ اوسمین سات سو موتی بیش قیمت اور گران
لگے تھے علی نے حضرت سے سنکر فاطمہ کے روبرو یہ نقل کی فاطمہ کو یہ گمان ہوا کہ علی کے دل مین شاید یہ ہے کہ سلیمان کی بیٹی اور داماد کا اسقدر جہیز
اور پیرایہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلیمان سے اور سب نبیون سے افضل اور بہتر ہین اونکی بیٹی اور داماد کیواسطے سرمایہ لیکن فاطمہ زہرا نے یہ گمان اپنا
کسی سے بیان نکیا یہانتک کہ سراے دنیا کو چھوڑ کر روضۂ علیا مین رونق افزا ہوئین بس ایک رات علی مرتضیٰ نے بیچ خواب کے دیکھا کہ فاطمہ زہرا
بیچ صدر بہشت کے اوپر تخت مکلل بجواہر کے بیٹھی ہین اور حورین گرد تخت کے کمر خدمت کی باندھی ہوئی استادہ ہین اور ایک لڑکی نہایت خوبصورت
ساتھ زیور اور پوشاک شایستہ کے آگے تخت کے کھڑی ہوئی ہے طباق موتیون اور جواہرات کا ہاتہ مین لئے ہوئے واسطے نثار کرنیکی اور منتظر
ہے اس امر کی کہ فاطمہ زہرا اوسکیطرف نظر کرے اور دیکھی علی مرتضیٰ نے پوچھا اے فاطمہ یہ لڑکی کون ہے فاطمہ نے کہا سلیمان پیغمبر کی بیٹی ہے کہ
جسکا ذکر تمنے میرے پدر بزرگوار کی زبان سے سنکر کہا تھا اوسدن کچھہ بات میری خاطر مین گذری تھی سو آج کے روز حق تعالیٰ نے اس لڑکی کو
بیچ پایہ خدمت میری کے واسطے عزت اور حرمت میری کے تعین کیا ہے اور عوض اوس تاج کے کہ سلیمان نے اپنے داماد کیواسطے تیار کیا تھا
لواء الحمد تمھارے لیے مقرر ہوا ہے **فایدہ** جاننا چاہیئے کہ لواء الحمد ایک جھنڈا ہے کہ بلندی اوسکی ہزار برس کی راہ کی ہے قبضہ
اوسکا چاندی کا اور پھال اوسکی یاقوت سرخ کی اور بیچ مین زمرد سبز اور شقے اوسمین تین تین ایک مشرق مین اور ایک مغرب مین
اور ایک کعبہ پر اور ہر شقہ پر ایک سطر لکھی ہوئی ہے ایک پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور دوسرے پر الحمد للہ رب العالمین

اور تیسری پر لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اور یہ لوا حمد عرصات کی میدان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہاتھ مین ہوگا او تمام
بنی آدم صفی اللہ سی لیکر آخر تک اور سب شہید او عاشق خدا او صالح او عارف او مومن اوس جھنڈا کے نیچے ہونگی پھر ایک تاج نور کا
اوپر سر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکھین گی او لباس سبز حریر کا بیچ بدن مبارک کے پہناوینگی او براق حاضر کرینگے
تا شہسوار میدان اصطفا کا اوسپر سوار ہوکر بہشت کیطرف روانہ ہوگا اور وہ علم مرتضی علی کے ہاتھ مین دیا جاویگا کہ آگے
آگے براق کی لیکر چلینگے اور سب نبی اوس علم کی سایہ مین ہونگی بوقت روانگی کے طرف بہشت کی اور وہ جھنڈا مانند تاج کے
ہوگا علی کے سر پر او اوسوقت منادی ندا کریگا کہ ای علی یہ تاج بہتر ہے یا تاج سلیمان کی داود کا جابر انصاری نقل کرتی ہین
کہ مین بیچ عروسی علی او فاطمہ کے حاضر تھا کوئی عروسی بہتر اوس سی نہین دیکھی مین نی او بعضی روایت سی ثابت ہوتا ہی کہ جس رات
ماہتاب فلک ولایت آفتاب سپہر شجاعت محبوب سید الابرار یعنی حضرت حیدر کرار کرم اللہ وجہہ ساتھ درۂ صدف عصمت غرہ
چہرہ علم حکمت بتول پارسا یعنی فاطمہ زہرا کی سلام اللہ علی محمد وعلیہما ہمخواب ہوتی زمین نی حضرت شاہ دل آگاہ سی باتین کین صبح کو
حضرت فاطمہ نی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی عرض کی کہ مجھی اس شخص سی خوف آتا ہے کہ رات کو زمین اس سے بولتی رہی حضرت
نی شکر سجدہ شکر کا کیا اور کہا ای فاطمہ تیرا شوہر بہتر اہل زمین کا ہے بعد میرے اور جو کہ زمین پر اس رات سی قیامت تک
ہوگا زمین نی سب خبر کہدی تیری شوہر کو روایت کی گئی ہے کہ بعد نکاح حضرت مرتضی علی او فاطمہ زہرا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی
مقرر فرمایا کہ سب کام گھر کی اندر کے جیسی کہ روٹی پکانی اور چکی پیسنی او جھاڑو دینی فاطمہ زہرا بجا لاوے اور باہر کی سب کام
چنانچہ سودا سلف خریدنا اور اونٹ کو پانی پلانا علی مرتضے کرے صحیح روایتوں سی ثابت ہوتا ہی کہ ایک دن علی ابن ابیطالب نی
فاطمہ زہرا سی کہا کہ مین کنوین سی پانی کھینچتے کھینچتے بہ تنگ آیا ہون فاطمہ زہرا نی کہا کہ مین بھی پکاتی پکاتے او پیستی پیستے اور جھاڑ
دیتی ملول ہوگئی ہون و ہاتھ میری سخت ہوگئے ہین و ہاتھو نمین گھٹی او آبلہ پڑگئی ہین او ایک روایت یون ہی کہ علی ابن ابیطالب
نقل کرتی ہین کہ مینے اپنے دل مین کہا کہ فرزند رسول خدا کی صلی اللہ علیہ وسلم بیچ گھر میری کی از بسکہ آگ کی جھونکتی ہی او پکاتی ہے
رنگ رو اوسکا متغیر ہوگیا ہی او ہاتھ اوسکی سخت او درشت ہوگئی ہین او کپڑے غبار آلودہ رہتی ہین بہر تقدیر مرتضی علی
کرم اللہ وجہہ نقل کرتے ہین کہ مینی فاطمہ سے کہا کہ کئی بردی بندی مین آئی ہین اگر تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین جاوی اور
ایک خادم یعنی لونڈی یا غلام اونسی مانگے یہ کچھ بعید نہین یعنی اسکا مضایقہ نہین فاطمہ زہرا موجب فرمودہ علی مرتضی کے
حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر آئین حضرت اوسوقت گھر مین تشریف رکھتی تھے فاطمہ زہرا نی حقیقت او موجب

اوسوقت کو آنیکا عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا اور اپنے گھر کو پھر گئین جب رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے محل
مبارک مین رونق افزا ہوئے عائشہ صدیقہ نے عرض کی کہ حضرت فاطمہ رضی آپکے پاس آئین تھین اور ایک خادم مانگتی تھین حضرت صلعم
اتہی کیوقت بیچ گھر علی اور فاطمہ کے تشریف لائے یہ دونون باہم لیٹ رہے تھے اپنی جامہ خواب مین انحضرت کو دیکھکر
چاہا کہ اوٹھین اور جدا ہووین کہ آپ نے فرمایا کہ اپنی جاگہہ سے مت ہلیو اور جس حال پر ہو اوسی حال پر رہیو یعنی باہم
دونون لیٹے رہو دونون حکم حضرت صلعم کا بجالائے اور لیٹے رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آکر سرہانے بیٹھے اور پاؤن مبارک
اپنی دونونکی بیچ مین پھیلا دیئے علی مرتضے نقل کرتے ہین کہ انشراحت اور فرحت اون دونون قدمون مبارک کا اپنی سینہ
اور پشت مین پاتا تھا مین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روی مبارک اپنا فاطمہ زہرا رضی کیطرف کیا اور فرمایا تو آئی تھی میرے
گھر واسطے طلب لونڈی یا غلام کے علی رضی نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نے انکو بھیجا تھا کہ انکو گھر کے کام سے
بہت محنت رہتی ہے سرور عالم علیہ السلام نے فرمایا کہ مین تمکو ایسی چیز سکھا دیتا ہون کہ بہتر خادم اور غلام
اور لونڈی سے ہووے وہ یہ ہے کہ تم جسوقت لیٹا کرو اور اپنی بستر مین آیا کرو تین تیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور تین تیس مرتبہ
الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو علی مرتضی نقل کرتے ہین کہ فی الحال ساتھ اوسکی پڑھنے کی مشغول ہو گیا مین
اور بعد اوسکے کبھی اس ورد کو نہین چھوڑا مین نے لوگون نے پوچھا شب صفین مین بھی کیا نہین چھوڑا یعنی اوس رات
ساری رات قتال اور جنگ رہی تھی یاد اس ورد کی کیونکر رہی علی نے فرمایا کہ اوس رات بھی یہ ورد مین نے نہین چھوڑا
ایک روایت یہ ہے کہ اول شب اوس رات مین فراموش کیا تھا مین نے پھر آخر شب تدارک اوسکا کیا اور پڑھا فایدہ
جاننا چاہیے کہ حضرت سرور دوجہان بادشاہ زمین و زمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کی اور اہل بیت کیواسطے دنیا کا
آرام اور راحت اور زیب و زینت اختیار نہین فرمائی اور آل پاک اپنی کو طریق ریاضت کا اور نفس کشی کی تعلیم کری ہے چنانچہ
یہ حال ذکر کیا گیا اوس جملہ سے ہے اور یہ تین کلمہ کہ تلقین کئے گویا یہ غذا ہے عارفونکی کہ اس سے تقویت اور برکت ہوتی ہے
اور یہ ورد دین و دنیا کیواسطے اکسیر اعظم ہے مثنوی ہندی لوگ ہین جو کہ طالب مولے ؛؛ اونکو نزدیک ترک ہے اولے
کب وہ دنیا سے دل لگاتی ہین ؛؛ نہین اس دام مین وہ آتی ہین ؛؛ زیب دنیا سے عار رکھتی ہین ؛؛ حسن عقبی سے کار رکھتے ہین ؛؛
نت ریاضت سے کام ہے اونکا ؛؛ نفس امارہ رام ہے اونکا ؛؛ کوئی جانان کی ہوس رکھتا ہے پاک ؛؛ دل کا آئینہ کرتے ہین وہ پاک ؛؛
محنت و رنج و غم اوٹھاتی ہین ؛؛ سب کی جور و ستم اوٹھاتی ہین ؛؛ یہان کی تکلیف کا خیال نہین ؛؛ خاکساری سے کچھ ملال نہین ؛؛

اونکو اکسیر خاکساری ہے ؛ زر نقد اوسکا فضل باری ہے ؛ سب اونھون نے کیا ہی دل سی دور ؛ دار دنیا کا حسن فرح سرور ؛
یاد حق ہی یہی غذا اونکی ؛ پردہ پوشی ہے پس قبا اونکی ؛ بادۂ عشق سے ہین وہ سرمست ؛ یعنی ہین سدا ہین مست الست ؛
بندۂ خاص حق وہی ہین وصال ؛ خوب اونکا ہی ابتدا و مآل ؛ روایت ہی کہ بیچ دوسری برس کی ہجرت سی فاطمہ بنت اسد ابن ہاشم
ابن عبد مناف والدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اس جہان سرا پا نقصان سی طرف روضۂ رضوان کی خرامندہ ہوئین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اونکی وفات سی بہت غم کھایا اور اپنی پیراہن مبارک کو کفن کی چادر سے نیچے کہ بدن سی متصل ہی پہنوایا اور قبر کے
کھودنے مین صحابہ کی شریک ہی اور قبر مین اوترکر دراز بھی ہوئے اور اونکیواسطے دعائین بہت کین اور کہا کہ الٰہی بخش تو میری ماکو کہ فاطمہ
بنت اسد ہی اور فراخ کر اوسکی قبر کو بحق اپنی نبی اور بحق اون نبیون کے کہ مجھسے پہلے ہین بدرستی کہ تو ارحم الراحمین ہے اور حضرت نے فرمایا
کوئی ضغطۂ قبر سی امن مین نہین ہا سوا فاطمہ بنت اسد کی صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہین امن مین ہا قاسم بھی فرزند
عزیز تھا حضرت کا او چھوٹا دو سال تھا آپنے فرمایا اور نہ امن مین ہا ابراہیم بھی یعنی قاسم سے کیا پوچھتے ہو ابراہیم کہ میرا فرزند تھا اور قاسم سے
بھی چھوٹا تھا وہ بھی قبر کی بھیچنے سی کہ جسکو ضغطہ کہتی ہین امن مین نہین ہا **فصل** جاننا چاہیے کہ بیچ تیسری برس کی ہجرت سی سبط رسول
خاندۂ بتول ریحان مشموم امام مسموم والی و ولی حسن ابن علی علی محمد النبی و علیہما السلام بیچ نصف ماہ رمضان کی مدینہ مین پیدا ہوئے
نقل ہی اسما بنت عمیس سے وہ بی بی کہتی ہی کہ مین دائی فاطمہ کی تھی جس وقت کہ اختر تابندۂ وجود حسن نے برج ولادت سی طلوع کیا اور
گوہر درخشندۂ اصحاب کی صفات اوسکی نے درج عصمت و طہارت کی سی ظہور فرمایا خبر حضرت سید الکونین جد الحسن والحسین صلی اللہ علیہ وسلم
کو پہنچی فی الحال آپ تشریف لائی اور فرمایا ای اسما لا فرزند دلبند میرےکو مین شاہزادہ دو جہان زینت بخش زمین و زمان کی تئین زرد کپڑے
لپیٹ کر لے گئی اور بیچ گودی حضرت کی رکھا حضرت نے زرد کپڑا دور کیا اور فرمایا مین نے تمسے کیا نہین کہہ رکھا ہی کہ میرے فرزندونکو
زرد کپڑے مین نرکھا کرو اسما کہتی ہے کہ مینے سفید کپڑا لا کر اور حسن کو اوسمین لپیٹ کر حضرت کی گودی مین دیا پھر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے دہنی کان مین حسن کی اذان کہی و دربائین کان مین تکبیر کہی اور علی مرتضیٰ سے پوچھا کہ اس فرزند کا
کیا نام رکھا علی مرتضیٰ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین پیشی نہین کی آپ پر نام رکھنی مین لیکن میری خاطر مین یہ ہے
کہ اگر اجازت دیجی تو اسکا نام حرب رکھون دوسری روایت یہ ہی کہ اسکا نام حمزہ رکھون اپنی چچا کے نام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا مین پیشی نہین کر سکتا ہون حکم خدا بیچ نام رکھنی کی اس حال مین جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
علی اعلیٰ یعنی خدای تعالیٰ تجکو سلام کہتا ہی اور فرماتا ہی کہ علی تجسے بمنزلہ ہارون کی ہے موسیٰ سی یعنی جیسے کہ ہارون نبی

موسی نبی کا علی نبینا وعلیہما السلام بھائی تھا اور پیچھے اوسکی خلق کو ہدایت و ارشاد کرتا تھا ویسا ہی علی ہے مگر یہ ہے
کہ بعد تیرے کوئی پیغمبر نہین ہونے کا پس اس فرزند کا نام وہ رکھو کہ جو نام ہارون کے بیٹے کا تھا حضرت
نے جبرئیل سے پوچھا کیا نام تھا جبرئیل نے کہا کہ شبیر تھا حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل زبان ہماری عربی ہے
اور وہ لغت عبرانی ہے جبرئیل نے کہا کہ معنی شبیر کے زبان عربی مین حسن ہین پس اسکا نام حسن رکھو حضرت
نے حسن نام رکھا اور معنی حسن کے نیک اور اچھا ہین اور ایک روایت یہ ہے کہ جبرئیل امین اس نام کو او پر قطعہ حریر
بہشت کے لکھا ہوا لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق تحفہ کے گذرانا اور ساتوین دن پیدایش کے
عقیقہ کیا دو دنبے ابلق ذبح کیے اور ران دنبہ کی دائی کو عطا فرمائی اور سر کے بال ترشوائے اور ہموزن بالون
کے چاندی تصدق کی او حضرت امام حسن شبیہ پیغمبر کے تھے صلی اللہ علیہ وسلم سینہ سے لیکر سر تک اور
کنیت اونکی ابو محمد اور لقب اونکے تقی اور سید اور سبط ہین **فصل** جاننا چاہیے کہ ارباب سیر اور اصحاب
با خبر لکھتے ہین کہ بیچ چوتھے برس کے ہجرت سے بیچ شہر مدینہ کے حضرت خاتون زہرا بتول پارسا کی
ہان نہال حدیقہ ولایت غنچہ چمن ہدایت سعید کونین حضرت امام حسین سلام اللہ علی النبی وعلیہ ساتھ
ارادت سبحانی کی اور مشیت یزدانی کے پیدا ہوئے روایت ہے کہ بعد ایک برس کی پیدایش امام حسن سے
امام حسین پیدا ہوئے بعد نو مہینے حمل کے اور ایک روایت ہے کہ چھ مہینے کا حمل تھا حضرت خاتون قیامت
کو کہ امام حسین پیدا ہوئے اور کوئی فرزند چھ مہینے کی حمل کا نہین جیا سوای حضرت امام حسین کے اور یحیی پیغمبر کے
علی نبینا وعلیہما السلام اور درمیان پیدا ہونے امام حسن کے اور حاملہ ہونے فاطمہ زہرا کی ساتھ حمل امام حسین
کی پچاس دن تھے پس شاہزادہ حسین اپنے بھائی امام حسن سے ساتھ مہینے اور بیس دن چھوٹے تھے اور
جس دن کہ شاہزادہ دو جہان پیدا ہوئے منگل کا دن اور چوتھی تاریخ شعبان کی تھی روایت ہے ام الحارث سے کہ ایک دن
مینے بیچ خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جاکر عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نے ایک خواب
ہولناک دیکھا ہے اور مین اوسکی ہیبت سے بہت ڈرتی ہون آپنے فرمایا کیا دیکھا ہے تو نے عرض کی مینے یہ دیکھا ہے کہ ایک پارہ
گوشت کا آپکے بدن مبارک سے کاٹ کر کسی نے میری گودی مین رکھدیا ہے آپ نے فرمایا کہ نیک اور خوب اچھا خواب ہے
یہ جو دیکھا تو نے فاطمہ کی ہان لڑکا ہوگا اور وہ تیری گودی مین پایا جاویگا بعد اوسکی حسین پیدا ہوا اور میری گود مین

دیا گیا معارج النبوت مین ابن عباسؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ معمول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ بعد ادا کرنی نماز صبح
کی چہرہ مبارک اپنا اصحاب کیطرف کرتی تھی اور ساتھ تجلیونکی انوار جبین مبین سے ظلمات غم و اندوہ یارون کے دلون کی
میدان سی زائل اور دفع کرتے تھے ایک دن صبح کی نماز ادا کر پیشانی نورانی اپنی یارون کیطرف کی اور علی
ابن ابی طالب کو ارشاد فرما کر مسجد سی باہر تشریف لائے اصحاب کیفیت حال سے واقف نتھی حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم
علی مرتضی کو لیکر فاطمہ زہراؓ کی حجرے تک آئی اوسوقت علی مرتضی کو فرمایا کہ تو حجرے کے دروازہ پر توقف کر اور
ٹھہرا رہ کہ کوئی گھر کے اندر آنے نپاوے اتنے مین صدیق اکبر آئے اور علی مرتضی کو اوپر حجری کے دروازہ کی توقف
کرتے ہوا دیکھا احوال پوچھا علیؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مین ہین اور مجھے یہان ٹھہرایا ہے کہ اندر جانی سے
لوگونکو منع کرون صدیق اکبر نے کہا آیا مجکو اجازت ہے کہ مین داخل ہون علی مرتضی نی کہا کہ آنحضرت کو کچھ شغل اور کام
درپیش ہے پوچھا کہ کیا شغل ہے کہا کہ فاطمہؓ کے ہان فرزند ارجمند ہوا ہے اور فرشتی اوسکی زیارت کیواسطی آئی ہین اور آتے ہین اور
تعداد جماعتونکی بھی بتا دی کہ اتنی جماعتین فرشتونکی آئین ہین صدیق اکبر نے تعجب کیا پھر عمر فاروق اور عثمان غنی اور صحابہ
بھی آئے اور دروازہ پر ٹھہرے کہ انتظار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برامد ہونی کا رکھتے تھے یہان تک حضرت رسالت مآب
حجرے سے باہر تشریف لائے یارونکو حجرے پر دیکھا کہ منتظر تھے ابوبکر صدیق نے حال علی مرتضی کی گفتگو کا عرض
کیا آپ نے فرمایا کہ اے علی تجکو فرشتون کا آنا اور تعداد و شمار کیونکر معلوم ہوئی علی مرتضیٰ نے عرض کی کہ مین فرشتون کی
فوج سے واقف ہوا اور ہر گروہ کہ کلام جدا کرتے تھے اور تہنیت اور مبارکبادی جدی جدی بولی مین دیتے تھے مین نے
اون بولیون کو شمار کر کر اوتنی جماعتین قیاس کین آپنے سنکر فرمایا کہ اللہ تعالی زیادہ کری تیری عقل اور بھی یا علی
روایت ہے کہ سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ جبکہ فاطمہ زہراؓ کی گھر تشریف لائی اسما بنت عمیس نے اوس فرزند جگر بند
کو سفید کپڑے مین لپیٹ کر بیچ گودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکھا حضرتؐ نے بانگ نماز کی داہنے کان مین
اور تکبیر بائین کان مین کہکر علی مرتضی سے بیچ مقدمہ نام رکھنی کے پوچھا علی مرتضی نے پہلا سا جواب دیا پھر
حضرتؐ نے ساتھ حکم الہی کے جبرئیل کے اشارہ سی حسینؑ نام رکھا کہ شبیر کی معنی ہین اور شبیر ہارون کی دوسرے
بیٹے کا نام تھا اور لفظ حسین کا تصغیر حسن کی ہے یعنی چھوٹا حسن اور بطریق سابق کے ساتوین دن عقیقہ
کیا ساتھ دو گوسفند کے اور سر کی بال ترشوائے اور چاندی برابر بالون کے صدقہ کی اسما بنت

اسما بنت عمیس روایت کرتی ہے کہ جب حسن کی پیدا ہونے سے ایک برس گذر گیا حسین لدا اور پیدا ہوئے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے تشریف لاکر فرمایا ای اسما لا میری بیٹے کو مین سفید کپڑی مین لپیٹ کر لے گئی اور آپ کی گود می مین رکھا
آپ نے اوسکی داہنے کان مین اذان اور بائین کان مین تکبیر کہی پھر کیا دیکھتی ہون مین ناگہان کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
چشم پرآب ہین او رروتی ہین عرض کی مین نے کہ باپ اور ما میری آپ پر فدا ہو جو سبب رونی کا کیا ہے یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا کہ اوپر حال اس فرزند کے روتا ہون مین نے کہا یہ فرزند ابھی پیدا ہوا ہے
اور ابھی کوئی امر عارض نہین ہوا کہ سبب رونی کا ہووے آپنے فرمایا ای اسما قتل کرے گا اسکو ایک گروہ باغی کہ نپہنچے گی
اوسکو شفاعت میری اور بعد اسکی آپ نے فرمایا کہ اے اسما فاطمہ سے یہ بات نہ کہنا اور داغ اس غم کا اوسکی دلپر
نرکھنا کہ وہ ابھی جنی ہوئی ہے یعنی قریب العہد ہے ساتھ ولادت کی مراد یہ کہ ضعیف و ناتوان ہو رہی ہے
اس غم کی تاب نہ لا سکے گی شواہد النبوت مین اور بہت کتابون مین لکھا ہے کہ امام حسین کا ایسا جمال باکمال تھا
کہ شب تاریک مین اوسکی روشنی سے لوگ راہ چلتے تھے اور وہ شبیہ تھی ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے
لیکر پاون تک اور کنیت اونکی ابو عبد اللہ ہے اور لقب اونکا ذکی اور شہید اور سبط ہین

مخزن تیسرا بیچ ذکر مناقب اہل بیت کی

محبان اہل عبا کو اور مخلصان عیال مرتضی کو معلوم اور مفہوم ہووے کہ مناقب فضائل اہل بیت کی بسیار از بسیار
اور بعید از بیشمار ہین چند اس کتاب مین لکھی جاتی ہین بطریق اختصار کی تا مشتی نمونہ ہو خروارسے فرمایا خدا کریم نے
بیچ قران شریف کی اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا
یہی ارادہ کرتا ہے اللہ کہ لیجاوے اور دفع کرے اور دور کرے تم سے پلیدی اور برائی کو اے اہل بیت نبی کی اور پاک کرے تمکو
پاک کرنا روایت ہے ابی سعید خدری سے کہ نازل ہوئی یہ آیت بیچ شان پانچ شخص کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور
علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کی صحیح مسلم کی روایت ہے کہ داخل کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار شخص کو
اپنی کملی مین کہ اوسکو اوڑھے ہوئی بیٹھی تھی اور پڑھا اس آیت مذکورہ کو اور کملی کو عربی مین عبا کہتے ہین اور صحیح روایت سے ثابت ہے کہ
لیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چارون پاک سرشت کو اپنی کملی مین اور کہا الہی یہ میرے اہل بیت ہین اور خاص ہین لیجا اور دور کر
ان سے پلیدی کو اور برائی کو اور پاک کر ان کو پاک کرنا پس کہا ام سلمہ نے کہ بی بی ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم کی بیبیون مین سے اور مین بھی ساتھ ان چاروں کے ہون فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق تو اوپر خیر کے ہے
یعنے تو بھی اوپر خیر و برکت کے ہے اور میری اہل ہے لیکن جو خصوصیت کہ ان چار شخص کو ہے وہ کسیکو نہین ہے **فصل**
چاہیے جاننا کہ آیت ذکر کی گئی بیچ ہے فضائل اہل بیت نبوی کا اور کان ہے مناقب اولاد مصطفوی کی اسواسطے کہ معنے
اس آیت کے مفصل یہ ہین کہ ارادہ حق تعالی کا منحصر اور مقصور ہوا اسی امر پر ہے کہ دور کرے پلیدی شرک کی اور گناہ کی سیدونسے
کہ آل اور اولاد نبی کی ہین صلی اللہ علیہ وسلم اور پاک کرے اونکو سب اخلاق بد سے اور احوال نامناسب سے
اور فائدہ اس پاکی کا یہ ہے کہ توفیق توبہ کی دیتا ہے اونکو خدا تعالی اور توفیق اچھے عملون کی دیتا ہے کہ وہ ہمیشگی کرتے
ہین اوپر اچھے کامون کے اور حرام کی ہے دوزخ کی آگ اونپر خدای کریم نے اور بعوض خلافت ظاہری کے خدا تعالی نے اونکو
خلافت باطنی عنایت فرمائی ہے کہ وہ ولایت اور معرفت ہے چنانچہ کہی ہے قوم عالمون کی اہل تحقیق سے اسبات
کیطرف کہ قطب الاولیا ہر زمانے مین سیدہی ہوتا ہے اور کسی قوم مین سے نہین ہوتا اور حرام کیا حق تعالی نے اونپر صدقہ
زکوۃ اور نذر اور کفارہ کا کہ وہ میل آدمیون کا ہوتا ہے مناسب اور لائق اوس قوم کے نہین کہ جسے خدا تعالی نے طاہر اور پاک
کیا ہے اور طاہر فرمایا ہے ایسا ہی لکھا ہے صواعق محرقہ مین فرمایا خدای کریم نے بیچ کلام مجید کے اِنَّ اللّٰہَ
وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا تحقیق ہے یہ بات
کہ خدا تعالی اور فرشتے اوسکے درود بھیجتے ہین اوپر نبی کے ای مومنو درود بھیجو تم اوپر اوسکے اور سلام بھیجو سلام بھیجنا
ثابت ہے حدیث صحیح سے کہ جس گاہ نازل ہوئی یہ آیت اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تحقیق جانتے ہین ہم طرح سلام بھیجنے کی آپ پر یعنی یہ ہم کہتے ہین السلام علیک یا ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بھیجنا تحیات
کے ساتھ پس کیونکر اور کن لفظون سے درود بھیجین تجھ پر آپ نے فرمایا پس کہا کرو تم اللہم صل علے محمد وعلی آل محمد الہی
درود بھیج تو اوپر محمد کے اور اوپر آل محمد کے اور بہت روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نے فرمایا درود بھیجنا وہ ہے کہ
جسمین آل کا بھی لفظ ہو اور جو آل کا لفظ نہو تو وہ درود ناقص ہے بیچ بعضی روایت کی ہے کہ آپ نے اصحاب کو فرمایا
جسوقت کہ تم درود بھیجا کرو تو یون بھیجا کرو اللہم صل علی محمد النبی الامی وعلی آل محمد یا اللہ درود یعنی رحمت بھیج تو اوپر
محمد پیغمبر کے کہ امی ہے اور اوپر آل محمد کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے کہ ظاہر مین پڑھے لکھے نہین تھے اور مکتب مین
نہین بیٹھے تھے اگرچہ سب علم لدنی جناب کرامت مآب پر منکشف اور کھل رہا تھا روایت ہے دیلمی سے کہ کہا رسول اللہ نے

صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگنے والی کے پردے مین رہتی ہے یعنی محل قبول مین نہین پہنچتی ہی تا کہ درود بھیجی جاوے
اوپر محمد کے اور اہل بیت اوسکی کی اللہم صلی علی محمد وآلہ کہا ہے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے بیچ مدح اہل بیت کے یا اہل بیت
رسول اللہ حبکم: فَرْضٌ مِنَ اللهِ فِي القُرْاٰنِ اَنْزَلَهُ + كَفَاكُمْ مِنْ عَظِيْمِ القَدْرِ اَنَّكُمْ + مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ
لَاصَلٰوةَ لَهُ + یعنی اسے اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی تمہاری فرض ہی خدا تعالے کے حکم سے کہ بیچ
قران شریف کے نازل کیا ہے اوسکو تئین کفایت کرتا ہی تمہاری تئین بڑی ہونے قدر تمہاری مین یہ امر کہ جو شخص نماز
مین درود نہ بھیجے تمہیر نہین نماز ہوتی اوسکی اور امام شافعی کے نزدیک درود اہل بیت پر واجب ہی نماز مین بعد التحیات کی
بیچ قعدہ اخیر کے **فصل** چاہیے جاننا کہ صلواۃ یعنی درود خدا تعالے کی طرف سے رحمت ہی اور اوروں کی طرف سے
رحمت کا طلب کرنا اور مانگنا مثلاً یہ کہا جاوے کہ خدا درود بھیجتا ہی معنے یہ ہووین گے کہ رحمت نازل کرتا ہے
اور جو یہ کہا جاوے کہ مسلمان درود بھیجتے ہین مراد یہ ہوتی ہے کہ رحمت کو طلب کرتے ہین اور مانگتے ہین اور صلواۃ کی معنی
درود کی معنی تعظیم کے بعضے مقام مین آتے ہین چنانچہ ایک عالمون کی جماعت نے کہا ہے معنی اللہم صل علے محمد کے
یہ ہین کہ بارخدایا تعظیم کر اور بزرگی دے تو محمد کو بیچ دنیا کے ساتھ بلند کرنے دین اوسکی کے اور ظاہر کرنے دعوت اوسکی کے
اور برا کرنے ذکر اوسکی کے اور باقی رکھنے شریعت اوسکی کے اور بیچ آخرت کے ساتھ قبول کرنے شفاعت اوسکی کے
اور ظاہر کرنے فضل اوسکی کے اوپر اولین اور آخرین کے اور پیش اور پہلی کرنے اوسکی کے اوپر سب نبیون اور
رسولون کے بیچ شفاعت کی اور داخل ہونے جنت کی اور بلند کرنے درجہ اوسکی کے بیچ بہشت کی روایت ہی کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل نزدیک میرے آیا اور کہا کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص کہ تیرا نام سنے
اور درود نہ بھیجے حق تعالے اوسے دور کرے رحمت سے یعنی جبرئیل علیہ السلام نے یہ دعا بد دی اور پیچھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تو خود کہو آمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا آمین روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درود بھیجنا مجھپر سبب نور اور روشنی کا ہے قیامت کے دن اوپر پل صراط کے اور
جو کہ اسّی بار درود پڑھا کرے جمعہ کے دن اسّی برس کے گناہ اوسکی بخشے جاتے ہین روایت ہے کہ فرمایا رسول
خدا نے صلی اللہ علیہ وسلم کہ درود بہت پڑھا کرو جمعہ رات کو رات کے وقت کہ رات جمعہ کی
ہوتی ہے تحقیق کہ درود تمہاری عرض کیا جاتی ہے میرے روبرو پس مین تمہارے واسطے دعا اور

واسطے دعا اور طلب مغفرت کی کرتا ہوں خدا تعالے سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب زیادہ تر
مجھسے اور احق اور لائق زیادہ ساتھ شفاعت میری کے وہ شخص ہے کہ بہت بھیجے درود مجھپر حق تعالی اوسپر دس رحمت
نازل کرتا ہے اور دس گناہ اوسکے بخشتا ہے اور دس درجے اوسکے بہشت مین بلند کرتا ہے روایت ہے ابی ابن کعب سے کہ
عرض کی مینے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین بہت بھیجتا ہون درود اوپر تیرے فرما دے مجکو کہ اپنی دعاؤن
کے وقتون مین سے کسقدر وقت درود کیواسطے مقرر کرون آپ نے فرمایا جسقدر تو چاہے عرض کی مین نے چوتھا حصہ
فرمایا جتنا چاہے تو اگر زیادہ کرے گا تو اوپر چوتھے حصہ کے بہتر ہوگا تیرے واسطے عرض کی مین نے کہ نصف یعنی آدھا
فرمایا جتنا چاہے تو اور اگر زیادہ کرے گا تو بہتر ہوگا تجکو عرض کی مین نے کہ دو حصے وقتون کے درود کیواسطے
مقرر کرون اور ایک حصہ دعا کے واسطے فرمایا جتنا چاہے تو اور اگر زیادہ کرے گا تجھہی کو بہتر ہوگا عرض کی
مین نے سب اپنی دعا کے وقت بیچ درود بھیجنے کے اوپر تیرے صرف کرونگا مین آپ نے فرمایا کہ اسوقت
یعنی اگر یون کریگا تو تیرے سب کام اور مہمین سرانجام پاوینگے اور گناہ تیرے سب بخشے جاوینگے **فصل** چاہیے
جاننا کہ درود کئی طرح طرح سے پڑہی جاتی ہین چھوٹی چھوٹی تو یہ ہین مثلاً یون کہے کہ اللّٰہم صلے علی محمد یعنی
یا خدا درود بھیج تو اوپر محمد کے یا یون کہے صلّی علی محمد درود بھیجے اللہ اوپر محمد کے یا یون کہے صلی اللہ علی النبی درود
بھیجے خدا اوپر نبی کے ایسا ہی لکہا ہے روضۃ الاحباب مین اور لائق یہ ہے کہ جمع کرے درمیان صلوۃ اور سلام کے
بلکہ لفظ آل کا بھی اور لفظ برکت کا بھی شامل کرے پس یون کہے اللہم صلی علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم یا خدا
رحمت نازل کر تو اوپر محمد کے اور اوپر آل محمد کے اور برکت دے اور سلامتی عطا کر ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ کہا اونہون نے
پوچھا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیونکر درود اوپر تیرے بھیجا کرین ہم فرمایا کہا کرو اللہم صلی علی محمد
عبدک و رسولک خدایا رحمت نازل کر تو اوپر محمد کے کہ بندہ تیرا ہے اور پیغمبر تیرا ہے کما صلیت علی ابراہیم جیسی کہ رحمت
نازل کی تو نے اوپر ابراہیم کے وبارک علی محمد اور برکت بھیج تو اوپر محمد کے کما بارکت جیسی برکت بھیجے تو نے علی ابراہیم
اوپر ابراہیم کے روایت ہے ابو حمید ساعدی سے کہ کہا اصحاب نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر
درود بھیجا کرین ہم اوپر تیرے فرمایا کہا کرو اللہم صلی علی محمد و علی ازواجہ و ذریتہ خدایا رحمت نازل کر تو اوپر
محمد کے اور اوپر بیبیون اوسکی کے اور اولاد اوسکی کے وبارک علی محمد و علی ازواجہ

برکت بھیج تو اوپر محمدؐ کے اور بیبیون اوسکی کے اور اولاد اوسکی کے کما بارکت علی ابراہیمؑ جیسی کہ برکت بھیجی تو نے
اوپر ابراہیمؑ کے انک حمید مجید تحقیق تو حمد اور تعریف کیا گیا ہے اور بزرگ ہی اور بیچ بعضی روایت کی کما بارکت علی ابراہیم
کی آگے لفظ فی العالمین کا بھی ہے یعنی بیچ سب عالم اور خلق کے بعضے اہل حدیث کی محققون نے کہا ہی افضل اور بہتر یہ ہے
کہ اسطرح سے درود پڑہیں کہ جتنے سب طریقے نقل کیے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آجائیں اور وہ درود جامع ہووے
ایسا چاہیے کہ اسطرح پڑہیں اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّاتِهٖ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهٖ وَ
ذُرِّیَّاتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ نقل ہی کہ ایک شخص نے
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو بیچ خواب کے دیکھا بعد وفات اونکی کے اور پوچھا کہ کیا کیا تیرے ساتھ خدا نے ای سید میرے امام شافعی
نے کہا گناہ میرے بخش دیئے اور بڑی تعظیم اور احترام سے یعنی شان و شوکت سی مجکو بہشت مین لیگئے جیسے کہ نوشہ کو دولہن
کی گھر لیجاتے ہین اور مجپر بہت سی چیزین یعنی جواہر اور یاقوت اور معتی نثار کیے بسبب برکت ایک درود کے کہ مین پڑہا
کرتا تھا وہ شخص کہتا ہے پوچھا مین نے کہ وہ درود کون سی ہے فرمایا اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد
کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون خدایا رحمت نازل کر تو اوپر محمدؐ کے
اور اوپر آل محمدؐ کے اوس قدر کہ ذکر کرتے ہین وسکا ذکر کرنے والے اور اوسقدر کہ غفلت کرتے ہین اوسکے ذکر سے غافل
ایک شخص سے سابقین لوگون مین سے نقل کیا گیا ہے کہ کہا اوسنے کہ تھا مین دریا کے ایک کشتی مین کہ ناگاہ ہوا طوفان
کی اوٹھی کہ اسکو ملاح بولتے ہین اور ملاحون مین یہ بات مشہور تھی کہ اوس ہوا سی کم نجات ہوتی ہے قلق اور
اضطراب کشتی کے بیٹھنے والون مین پڑا اور ڈوبنے کے خوف سی سب خروش و شور مین آئے اور ایک دوسرے کو
وداع کرنے لگا کہ ناگاہ بیٹھے ہوئے اونگہ نے مجپر غلبہ کیا آنکھ میری جھپک گئی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدار پر انوار اپنا مجکو
دکھایا اور عنایات بے نہایات سی فرمایا کہ ان کشتی کے لوگون سی کہدے کہ ہزار مرتبہ یہ درود بھیجین اللھم صل علی سیدنا
محمد وعلی آل سیدنا محمد خدایا درود بھیج تو اوپر سردار ہمارے کہ محمدؐ ہی اور اوپر آل سردار کے کہ محمدؐ ہے صلوة تنجینا بھا
وہ درود کہ نجات دے تو ہمکو بسبب اوسکے من جمیع الاھوال والآفات بسبب ہولون اور آفتون سے وتقضی لنا بھا
جمیع الحاجات اور روا کرے تو بسبب اوسکی سب حاجتین ہماری وتطھرنا بھا من جمیع السیئات اور پاک کرے تو ہمکو بسبب

اوسکے سب گناہون سے وترفعنا بہا عندک اعلی الدرجات اور بلند کر تو ہمکو سبب اوسکی اپنے نزدیک بلند درجہ مین درجون مین سے وتبلغنا بہا اقصی الغایات اور پہنچا تو ہمکو سبب اوسکی نہایت اور تمام غرضون و مقصودونکو من جمیع الخیرات سب نیکیون سے فی الحیات و بعد الممات بیچ زندگی کے اور بعد مرنے کے وہ شخص کہتا ہی کہ پھر بیدار ہوا اور جاگا مین ورکشتی کے لوگون کو اوس خواب سے خبردار کیا مین نے لوگ ساتہ پڑھنے اس درود کے مشغول ہوگئے ابھی تین مرتبہ بھی نہ پڑہی گئی تھی کہ ہوا طوفانی نے تسکین پائی اور ہم سب خلاص ہوئے چاہیے جاننا کہ اس درود کو اکثر صاحب اوقات لوگ پڑہتے ہین اور بہت فائدہ حاصل کرتے ہین اوس درود کو درود ہزاری بھی کہتے ہین **فائدہ** جاننا چاہیے کہ لکھا ہے درود پڑہنے کی فائدون مین سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ درود پڑہنے والے کو دولت زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہاتہ لگتی ہے اور جس شخص نے حضرت کو خواب مین دیکہا گویا بیداری مین یعنی جاگتے مین دیکہا کہ آپ نے فرمایا ہے جس شخص نے دیکہا مجکو خواب مین پس تحقیق دیکہا اوسنے مجکو حق یعنی راست اور بیچ اس بات کے کہ شیطان شبیہ میری نہین بن سکتا اور جس شخص نے سرور کائنات علیہ الصلواۃ کو دیکہا دوزخ کی آگ نہ دیکھیگا ساتہ دلیل حدیث جابر ابن عبد اللہ انصاری کی رضی اللہ عنہ کہ کہا فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ لگیگی آگ اوس مسلمان کو کہ جس نے دیکہا مجکو یا دیکہا اوسکو کہ جسنے دیکہا مجھے **فائدہ** جاننا چاہیے کہ لکھتے ہین معمول یہ تہا کہ درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت ابوبکر صدیق کی رضی اللہ تعالی عنہ کوئی نہ بیٹھتا تہا ایکدن ایک شخص آیا آپ نے اوسکو اپنی اور صدیق اکبر کے بیچ مین بٹھایا اصحاب نے تعجب کیا جب وہ شخص مجلس سے اوٹھکر باہر گیا آپ نے فرمایا یہ شخص یہ درود مجہپر بھیجتا ہے اللھم صل علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیہ خدایا درود بھیج تو اوپر محمد کے جیسے کہ حکم کیا ہے تو نے ہمکو اسکا کہ ہم درود بھیجتے ہین اوپر اوسکے اللھم صل علی محمد کما ھو اھلہ خدایا درود بھیج تو اوپر محمد کے جیسے کہ وہ لائق اوسکے ہے اللھم صل علی محمد کما تحب و ترضی لہ خدایا درود بھیج تو اوپر محمد کے جیسے کہ دوست رکہے تو اور چاہے تو اور راضی ہووے تو واسطے اوسکے **فائدہ** جاننا چاہیے کہ نقل کیا گیا ہے جو شخص اوس درود کو ساتہ اس درود کے اللھم صل علی روح محمد فی الارواح خدا درود بھیج تو اوپر روح محمد کے بیچ ارواح کے وعلی جسد محمد فی الاجساد اور اوپر بدن محمد کے بیچ بدنون کے وعلی قبر محمد فی القبور اور اوپر قبر محمد کی بیچ قبرونکے متعلق ہے ساتہ قول اوسکی کے ساتہ اس درود کے ملاکر ستر مرتبہ پڑہکر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے **فصل** نقاب چہرہ تابان سے ٹک اوٹھا دیجے ✤ ✤✤

کبھی تو اپنی جھلک ہمکو بھی دکھا دیجے + فرد + مہر و مہ سکا نور جاوے دم مین بھول + خواب مین جو دیکھ لے
روئے رسول **فائدہ** جاننا چاہیے کہ آیت ذکر کی گئی ہے بموجب قاعدہ عربی کے دلالت کرتی ہے
کہ حق تعالے اور فرشتے ہمیشہ اور مدام اور پیوستہ اور علی الدوام صلواۃ اور درود اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بھیجتے ہین پس سزاوار اور لائق ساتھ حال مسلمان کے یہ ہے کہ علی الدوام اور ہر صبح و شام ساتھ ذکر صلوۃ
اور ادائے تسلیمات کے اوپر سید کائنات علیہ افضل التحیات و اکمل الصلوٰۃ کے گویا اور رطب اللسان ہووے
اور بیچ جمیع مقصود اور کام کے اور کل کام اور مرام کی طرف اس حضرت اوسکی کے متوجہ ہے اور اوس جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع اور وسیلہ اپنا کرے تو سب مرادین اوسکی حاصل ہووین اور مہمات
دینی اور دنیوی آسان ہووین **غزل** یا محمد تم ہو محبوب الٰہ + اور خلق اللہ کی پشت و پناہ + کیجیو میری مدد یا شاہ
دین + آپ کی امت سے ہون مین روسیاہ + کیجئے فضل اب مجہ پر کرم + مین تمہارا ہون گدا اے بادشاہ + حق تعالے سے
ہو تم میرے شفیع + تا نہووے حال عاصی کا تباہ + یہ وصال خستہ جان ہے آپکا + کیجئے اسپر کرم کی اک نگاہ +
فائدہ جاننا چاہیے کہ جو آدمی چہوٹی چہوٹی درود پڑہے اور اوسکو شمار کے درمیان و چار مرتبہ لفظ آل کا اور سلام کا اور برکت کا
بھی کہہ لیا کرے مثلاً ایک شخص ہزار مرتبہ پڑہے صلی اللہ علی محمد بیچ ہر سو عدد کے یعنی بیچ ہر سو کے آخر کو یہ بھی کہہ لیا کرے دو تین مرتبہ
آلہ و بارک وسلم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا عزوجل کے دو تین حرمتین ہین جس شخص نے کہ محافظت رکھی اون تینون حرمتون کی
اور نگاہ اور پاس رکھا اونکا حفظ و امان مین رکھیگا اللہ تعالی دین و دنیا اوسکی کو اور جو کہ نہ محافظت کریگا اونکی خدا نہ حفظ
و امان مین رکھیگا اوسکی دنیا کو نہ اوسکی آخرت کو ابن عمر کہتے ہین کہ پوچھا مین نے کیا ہین وہ حرمتین یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا حرمت اسلام کی اور حرمت میری اور حرمت اولاد میری کی بیچ روایت صحیح بخاری کے ہے ابوبکر صدیق سے
رضی اللہ تعالی عنہ قول اونکی سے نگاہ اور پاس محمد کا کرو صلی اللہ علیہ وسلم بیچ اہل بیت اوسکی کے یعنی اذیت دو اونکو روایت ہے
کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مین اور اہل بیت میرا ایک درخت ہین بہشت مین اوسکی شاخین اور ٹہنیان اوسکی دنیا مین ہین پس جو شخص چاہے
پروردگار اپنی کیطرف راہ پکڑے یعنی جو کہ اطاعت اور محبت حضرت کی اور آل اوسکی کی کریگا خدا کیطرف اور بہشت کیطرف پہونچیگا روایت ہے فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیال میری اور محل امانت کا اور محل خزانہ میرا کا اہل بیت میری ہین انصار ہین پس قبول کرو اون سے اور راضی ہو
نیکیوں اونکی سے اور درگذر کرو برائیوں اونکی سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول اونکی شیرازون لوگون مین سے

کہ بہشت مین داخل ہون گے مین اور علیؓ اور فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ ہین حضرت علیؓ کہتے ہین کہ مین نے پوچھا پس محب اور
دوست ہمارے کب داخل ہونگے آپ نے فرمایا پیچھے پیچھے تمہارے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے تھے سنا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر سبب اور ہر نسب منقطع ہو جاویگا دن قیامت کے سواے سبب اور نسب میرے کی اور ایک روایت
یہ ہے کہ سواے سمدھیانے میرے کی اور سبب اور نسب میرے کی اور ایک روایت یہ ہے کہ فرمایا آپ نے نسب میرا اور سمدھیانا میرا اوینگے
دن قیامت کے پس شفاعت کروائینگے اونکی کہ جن سے یہ تعلق رکھتے ہین روایت ہے فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے
سوال کیا مین نے پروردگار اپنے سے کہ نہ داخل ہو کوئی اہل بیت میرے سے بیچ دوزخ کے پس قبول فرمایا
حق تعالی نے سوال کو اور فرمایا اول سب سے داخل ہونگے حوض کوثر پر اہل بیت میرے اور دوست میرے اور فرمایا کہ ہم
اولاد عبد المطلب کی سردار بہشتیون کے ہین اور حمزہؓ اور علیؓ اور جعفرؓ ابن ابی طالب اور حسنؓ اور حسینؓ اور مہدیؓ اور فرمایا
لازم پکڑو اوپر آدمیون دوستی ہماری کہ اہل بیت ہین ہم یعنی دوستی میری اور آل میرے کی پس تحقیق حال یہ ہے کہ جو شخص کہ ملیگا
خدا کو روبرو اور وہ دوستی رکھتا ہوگا ہمسے داخل ہوگا بہشت میں بیچ شفاعت ہماری کے قسم ہے اوس شخص کی جان
میری بیچ ہاتھ اوسکے کے ہے یعنی خدا کی نہ نفع کریگا اور نہ کام آویگا بندہ کو لئے عمل نیک اوسکا بغیر دریافت کرنے
حق ہمارے کے یعنی جو کہ اہل بیت کا حق پہچانیگا اور اون سے دوستی رکھیگا اوسکا عمل نیک بھی کام کا ہے ورنہ کچھ
کام کا نہین کسی شاعر نے خوب کہا ہے **فرد** بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے ٭ زاہد تری نماز کو
میرا سلام ہے ٭ اور روایت ہے کہ نہین کوئی اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مگر واسطے اوسکے عہدہ شفاعت
کا ہے یعنی ہر شخص اہل بیت کا شفاعت گنہگارونکی کریگا اور بخشوائیگا روایت ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ جو شخص بغض رکھیگا اہل بیت سے پس وہ منافق ہے جامع ترمذی مین روایت ہے جابر سے کہ ہم منافقونکو ساتھ
بغض علی ہی کی پہچانتے ہین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ ارادہ کرے کہ وسیلہ پکڑے مجکو اور یہ کہ ہووے واسطے اوسکے
میرے ہات کہ شفاعت کرون مین واسطے اوسکے ساتھ اوس بات کے پس چاہیے جاننا اوسے کہ ملاقات اور اخلاص کرے
میرے اہل بیت سے اور خوش کرے اونکے تئین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہؓ سردار ہے بہشت کی بیبیون کی
اور حسینؓ اور حسنؓ سردار ہین بہشت کے جوانون کی اور فرمایا حسنؓ اور حسینؓ دونو پھول میرے ہین دنیا مین اور فرمایا جس شخص نے
دوستی رکھی حسنؓ اور حسینؓ سے اونے دوستی رکھی مجھسے اور جسنے بغض رکھا اونسے بغض رکھا مجھسے

فصل چوتھی بیچ جاننا کے شمایل اور فضایل جناب ولایت مآب محبوب رسول مقبول زوج بتول شیر خدا علی مرتضیٰ کی بی انتہا
اور لا تعداد و بیحصی ہین کہا امام احمد حنبل نے رحمۃ اللہ علیہ نہین پہونچی ہمکو فضایل اور بزرگیان کسی کی اسقدر کہ پہونچی ہین علی مرتضیٰ
کرم اللہ وجہہ کی کہا قاضی اسمعیل بخاری اور نسائی اور ابو علی نیشاپوری نے نہین وارد ہوئی فضایل اور مناقب بیچ حق کسی
اصحاب کرام کے ساتہ سندون حسن اور قوی سے زیادہ اون فضایل اور مناقب سے کہ وارد ہوئی ہین بیچ حق علی کے پس جناب
کرامت انتساب امام مسلمانان کان عرفان برادر رسول زوج بتول عالم ربانی شجاع یزدانی زاہد و عابد قطب مرجع غوث جامع و حافظ
قرآن ناصر و حامی اہل ایمان ہیں رسالت کی ظاہر ہونے سے پہلے بھی اوس بندہ خدا نے بت کیطرف کبھی رخ نہین کیا اور نہ کبھی اوسکو پوجا
اسی واسطے کہا جاتا ہی اوس جناب کو کرم اللہ وجہہ یعنی بزرگ کیا اللہ تعالیٰ نے منہ اوسکا اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ وسلم نے دیکھنا علی
کیطرف عبادت ہی اور فرمایا ذکر علی کا عبادت ہی اور جبکہ ہجرت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو امر کیا علی کو کہ اقامت کرو اور رہے
کئی دن تک بیچ مکے کے تاکہ امانت اور وصیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کہ تھی اونکے پاس اوسکو ادا کرے اور لوگونکو ابلاغ اور ارشاد کرے
چنانچہ حضرت ولایت پناہ حقیقت آگاہ حکم جناب رسالت مآب کا بجا لائی اور نایب حضرت کی ہوکر چند روز مکہ مین رہے بعد چند روز کے
مدینہ مین آکر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئی اور وہ شیر نیستان شجاعت شہسوار میدان جلالت سب لڑائیون مین ہمراہ رکاب رسالت مآب کے
رہے اور نشان اونکے پاس رہا مگر تبوک کی لڑائی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس جناب کو اپنا خلیفہ کر کر مدینہ مین چھوڑا تھا اور فرمایا تھا
کہ تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہی موسیٰ سے اور آثار و اخبار حضرت اسد اللہ الغالب کی شجاعت اور جرات اور فتح اور نصرت کی مشہور و معروف
ہین کتابین کی کتابین اوس سے بھری ہوئی ہین سولہ زخم احد کی جنگ مین بدن مبارک کی اوپر آئی تھے اور جنگ خیبر مین
نشان آپکے ہات مین تھا اور فتح بھی آپ ہی کے ہات ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے خبر دی تھی کہ فتح علی کے
ہات ہی چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے ثابت ہی اور یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کل کو نشان اوس شخص کو
دونگا کہ خدا اور رسول اوسکا محبوب ہی اور وہ خدا اور رسول کا محبوب ہی اور دروازہ قلعہ خیبر کا شیر خدا نے اوکھاڑ کر اپنی
سپر کی تھی اور اپنی پشت مبارک پر رکھکر اوسکا پل بنا دیا تھا خندق کی اوپر تا دلاوران لشکر اوس پر چڑھکر اور
عبور کر کر خیبر کے قلعہ پر جا چڑھے تھے اوس دروازہ کو جب کہ شیر خدا نے اپنے ہات سے زمین پر ڈالا تھا آدمیون نے زور کیا مگر نہ ہلا
اور کم چالیس آدمیون نے اوٹھایا روایت ہی کہ ایکدن علی مرتضیٰ مسجد میں سوتے تھے اور مٹی کندھے کو لگ گئی تھی کہ حضرت محمد مصطفیٰ نے ذکر
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہات سے وہ مٹی دور کی اور فرمایا قم یا ابو تراب یعنی کھڑا ہو ای باپ مٹی کی نزدیک اہل تحقیق کے یہ بڑی منقبت اور

بزرگی ہے علی مرتضیٰ کی واسطے کہ مراد خاک سے اہل اللہ اور اولیا اکرام ہین کہ فنا ہوگئے ہین در خاک در خاک وہ لوگ ہین عشق اور
محبت الہی مین اور وصل ہو رہے ہین جناب کبریائی سے اور تواضع اور عاجزی اور انکسار خاک کی مانند زمین خشم ہے اور باپ سے مراد اصل ہے یعنی
ہین اصل اور منبع سب عارفون اور ولیون کے حضرت شاہ ولایت پناہ ہین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مجھ سے ہے اور مین علی سے
ہون اور فرمایا مین شہر علم کا ہون اور علی دروازہ ہے اوسکا پس جو شخص چاہے کہ شہر مین داخل ہووے پس چاہیے کہ پہلے دروازہ مین آوے
اور فرمایا آدمی سب جدی جدی درختون سے ہین اور مین اور علی ایک درخت سے ہون اور فرمایا بدبخت زیادہ تمام آدمیون سے دو شخص ہین ایک وہ
کہ جسنے صالح پیغمبر کی اونٹنی کو قتل کیا تھا اور دوسرا وہ کہ یا علی تیرے سر اور داڑھی کو خون سے رنگیگا یعنی قاتل علی کا ابن ملجم اور فرمایا
حضرت نے ایکبار کہ بند کرو دروازے اپنے مسجد مین سے مگر علی کا دروازہ کھلا رہے پس ہر حال مین حضرت علی کو مسجد مین آمد و رفت درست
تھی مانند پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا حضرت نے تحقیق ہے یہ بات کہ اللہ تعالے نے رکھی اولاد ہر نبی کی اوسکی پشت مین اور
رکھی میری اولاد بیچ پشت علی کے اور فرمایا سر نامہ اعمال مومنون کا دوستی علی ابن ابی طالب کی ہے اور فرمایا علی مجھ سے بمنزلہ
سر کے ہے بدن سے اور فرمایا علی کی چمک ہوگی بہشت مین جیسے کہ صبح کی چمک ستارونکی ہوتی ہے اور فرمایا تحقیق بہشت
مشتاق ہے تین شخص کا علی اور عمار اور سلمان کا اور فرمایا کہ یا علی تو قسیم ہے یعنی بانٹنے والا بہشت کا اور دوزخ کا کہ روز قیامت
کہیگی دوزخ کہ یہ میرے ہین اور یہ تیرے ہین یا علی یعنی بہشتی بہشتی علی کے پیچھے آوینگے اور دوزخی دوزخی دوزخ کی طرف جاوینگے
روایت ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہ گذر سکیگا کوئی پل صراط پر
مگر وہ شخص گذر جاویگا کہ جسکو علی چٹھی گذر کی لکھدیگا **فصل** جاننا چاہیے کہ مناقب حضرت خاتون قیامت مخزن امانت
جناب رسالت نور دیدہ رسول یعنی جناب پاک حضرت بتول کے سلام اللہ علی محمد و علیہا زیادہ حد سے اور خارج حد سے ہین
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن پکاریگا پکارنیوالا یعنی ایک آواز عرش کے نیچے سے آویگی کہ اے حشر کے لوگو کہ
جمع ہوئے ہو بند کرو اپنی آنکھونکو تاکہ گذرے فاطمہ بیٹی محمد کی صلی اللہ علیہ وسلم پل صراط کے اوپر سے پس گذریگی فاطمہ کہ اوسکی ساتھ
ستر ہزار حور عین ہونگی بجلی کی طرح سے گذرنا اور فرمایا فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے ایذا دیتا ہے مجکو جو اذیت دے اوسکو اور خوش کرتا ہے
وہ مجکو جو کہ خوش کرے اور راحت دے اوسکو اور فرمایا محبوب زیادہ اہل بیت میرے سے میری طرف فاطمہ ہے اور روایات مین ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کو طاہرہ و مطہرہ فرمایا اسواسطے کہ شرک اور گناہ سے پاک ہین و حیض اور نفاس سے یعنی جیسے کہ
عورتین مہینے مین اور بعد ولادت کے یعنی بعد جننے کے نماز چھوڑتی ہین آپکو یہ عارضہ نہوتا تھا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مشکوٰۃ کی

ترجمہ مین لکھا ہی کہ روایات مین آیا ہی کہ جب فاطمہ زہرا سلام اللہ علی محمد و علیہا ایچ خدمت شریف سید الابرار پدر بزرگوار اپنے کے
حاضر ہوتی تھین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے اور پیشانی کو خاتون قیامت کی چوم لیتے تھے اور اپنی جگہ بٹھاتے تھے اور جبکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک فاطمہ زہرا کے تشریف لاتے تھے فاطمہ زہرا بھی حضرت کے ساتھ اسیطرح پیش آتی تھین **ابیات**
منزلت زہرا کی جانی ہی خدا + بعد اوسکے اور احمد مجتبیٰ + مدح کیا اوسکی کرے کوئی رقم + ہاتھ مین تھا دو کا اچھا قلم + خوبیان اونکی ہین
بے حد و شمار + جانتا کوئی نہین جز کردگار + بیگمان ظاہر مظہر ہی وہ ذات + خاص فات کبریا والا صفات + پارسائی ختم ہو اوس
ذات پر + یہ سخن بھی ہی تمام ابیات پر + **فصل** چاہیے جاننا کہ فضایل اور فواضل ریحانہ رسول مقبول و دانہ بتول حامل صدر و محن
یعنی حضرت امام حسن سلام اللہ علی محمد و علیہ کے زیادہ حد و غایت سے اور بیرون تقریر اور کتابت سے ہین روایت ہی کہ صحیح بخاری اور مسلم مین
براء ابن عازب سے کہ کہا اونے دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسحال مین کہ حسن آپکے کندھے پر تھا اور کہتے تھے آپ خدایا دوست
رکھتا ہون مین اسکو پس دوست رکھہ تو بھی اسکو روایت ہی ابن عباس سے کہ آتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سوار کیا تھا اپنی گردن مبارک پر
حسن کو پس اسحال مین رستے مین ملا ایک مرد اور اوس نے کہا اچھی سواری پر سوار ہوا تو اے لڑکے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اچھا سوار ہی وہ یعنی جیسے کہ سواری اچھی ہے سوار بھی اچھا ہی روایت ہی عبد اللہ ابن زبیر سے کہ شبیہ تر اولاد مین سب سے ساتھ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے حسن تھا اور دیکھا مین نے اوسکو کہ وہ آتا تھا اور حضرت سجدے مین ہوتے تھے اور وہ آپکی گردن پر یا پیٹھ پر سوار ہو بیٹھتا تھا
پس آپ اوسکو نہ اوتارتے تھے اور سجدے ہی مین رہتے تھے یہانتک کہ وہ آپسے اوترتا اور البتہ تحقیق یہ ہی مین نے دیکھا آپکو کہ رکوع مین ہوتے
اور پاؤن اپنے کشادہ کر دیتے تھے کہ حسن بیچ مین سے دوسری طرف نکل جاتے تھے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدایا مین حسن کو دوست
رکھتا ہون تو بھی اوسکو دوست رکھہ اور دوست رکھہ اوس شخص کو کہ جو حسن کو دوست رکھے روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ دیکھا اونے مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کھولتے منہ حسن ابن علی کا اور داخل کرتے تھے اپنا منہ حسن کے منہ مین اور کہتے تھے خدایا دوست رکھتا ہون مین
اسکو تو بھی دوست رکھہ اور جو کہ اسے دوست رکھے اوسکو دوست رکھہ **فصل** چاہیے جاننا کہ مناقب مجاہد قرۃ عین رسول
نور چشم بتول راحت جان مرتضیٰ کان عرفان ذات کبریا شہید تیغ کرب و بلا قتیل شمشیر جور و جفا شریف و سعید کونین سید الشہدا امام
حضرت امام حسین سلام اللہ علی محمد و علیہ کے خارج حد بیان سے ہین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین مجھسے ہی اور مین حسین سے
ہون دوست رکھے حق تعالیٰ اوس شخص کو کہ دوستی رکھے حسین سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن و حسین دو گوشوارے
عرش کے ہین اور جسوقت کہ حق تعالیٰ نے بہشت کو پیدا کیا ساتھ اوسکے خطاب کیا کہ تو جگہ ہو مسکینون اور غریبون کی ہوگی یعنی اکثر مسکین اور فقیر

بہشت مین جاوینگے اگر گناہ کم کرینگے اور فقر و فاقہ اور رنج دنیا مین اوٹھاوینگے حق تعالیٰ اونکی عوض اونکو نعمتین اور حورین
بہشت کی بخشیگا بہشت نے عرض کی کہ الٰہی کسواسطے جائے مسکینونکی اور منزل درد رسیدونکی مجکو کیا تو نے ندا پہنچی بہشت کو کہ آیا
تو راضی اور خوش نہین ہوتی کہ ارکان تیرے آراستہ کیے ہین ساتھ حسن اور حسین کے یعنی دو دولہا اور بادشاہزادے ہین مانند دولہا بہشت نے یہ سنکر فخر اور خوشی
کی اور کہا راضی ہوئی اور خوش ہوئی مین اسی شوکت حسن و حسین کی فقط ہو کہ اگر بہشت ہو تو اسکے ارکان آراستہ ہین ساتھ حسن اور حسین کے
عرش مجید ہے تو گوشوارہ اور زیب و زینت اوسکی حسن اور حسین ہین نور دل مومن کی ہے ... رباعی
آفتاب اوج عرفان ہے چرخ دین ہے شبیر ... تمام ... یقین
فایدہ روایت ہے عایشہ صدیقہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبر دی مجکو جبرئیل نے کہ بیٹا میرا حسین قتل کیا جاویگا بعد میرے
زمین طف مین اور لایا جبرئیل میرے پاس مٹی وہانکی اور خبر دی مجکو اونے کہ اس مٹی مین اوسکی لاش ہوگی ... کی روایت سے ثابت ہے
کہ حق تعالیٰ سے اجازت اور اذن چاہا اوس فرشتہ نے کہ باران و رحمت کا اوپر ہر کل ... کہ بیچ خدمت بابرکت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حاصل شرف زیارت اوس جناب رسالت مآب کی صلی اللہ علیہ وسلم پس حق تعالیٰ نے اوسے اذن دیا
اور اجازت فرمائی کہ جاؤ اور زیارت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سعادت و برکت حاصل کر چنانچہ وہ فرشتہ دنیا مین حضرت کے حضور
پر نور مین حاضر ہوا اور حضرت اوس دن حضرت ام سلمہ کے گھر مین تشریف رکھتے تھے کہ آپکی بی بی تھین پس فرمایا آپنے ام سلمہ حجرے کے دروازہ پر
جا بیٹھو اور نگاہبانی کرو کوئی ہمارے پاس نہ آوے ام سلمہ حکم بجالائین کہ اتنے مین پارہ مصطفیٰ لخت دل مرتضیٰ امیر زادہ حضرت امام حسین سلام اللہ علیٰ جدہ
وعلیہ حضرت کے گھر مین آئے ہر چند ام سلمہ نے مزاحمت کی لیکن شاہزادہ نے قبول نہ کیا ... حضرت کے مقبول تھے کہ نازبرداری ... حضرت
ام سلمہ کا منع کرنا نہ مان کر کود کر حضرت کے پاس آگئے پس حضرت نے شروع کیا یہ کہ پیار کرتے تھے شہزادہ کو اور بوسہ دیتے تھے اور
چومتے تھے پس عرض کی اوس فرشتہ نے حضرت کی خدمت عالی مین آیا دوست رکھتا ہے تو اسکو آپ نے فرمایا ہان فرشتہ نے کہا
امت تیری قریب ہے کہ قتل کریگی اسکو اور اگر چاہے تو دکھلاؤن وہ مکان کہ جہان یہ قتل کیا جاویگا پس حضرت کو زمین کربلا
کی دکھلا دی اور لے آئے حضرت اوس زمین کی مٹی ... ام سلمہ کو ... مٹی ام سلمہ نے ... اور اپنی چادر کے
کونے مین باندھ لی اور ایک روایت یہ ہے کہ حضرت نے سونگھا اوس مٹی کو اور کہا کہ ... بلا کی آتی ہے ایک روایت
یہ ہے کہ ام سلمہ کہتی تھین کہ آنحضرت نے دی مجکو مٹی سرخ اور فرمایا کہ یہ مٹی اوس زمین کی مٹی مین سے ہے کہ جہان حسین میرا
قتل کیا جاوے گا پس جس زمانہ مین او سے دیکھا کہ یہ مٹی خون اور لہو بن جاویگی پس جانیو تو کہ تحقیق حسین

قتل کیا گیا ام سلمہ کہتی ہین رکھا مین نے اوس مٹی کو ایک شیشے مین کہ میرے پاس تھا اور مین وسے ہمیشہ دیکھتی رہی اور کہتی رہی
کہ جسدن یہ لہو ہو جاوے گی وہ دن بڑا سخت ہوگا اور ایک روایت یون ہے کہ جبرئیل امین نے خبر دی آنحضرت صلعم کو قتل ہونے حضرت حسین کی
اور کہا ایا کیا نہ دکھاون مین تجھے مٹی اوسکی یعنی قتل گاہ کی پس لائے جبرئیل امین کنکریلی مٹی کی ایک مٹھی پس رکھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اوس مٹی کو شیشہ مین اور روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام دحیہ کلبی صحابی کی صورت بن کر حضرت کی خدمت مین آتے تھے اور
اور میوہ بہشت کا دو نو صاحبزادونکو گریبان و آستین سے نکالکر دیتے تھے اور جھولا شاہزادونکا ہلاتے تھے تاکہ شاہزادہ آرام سے سوئین
اور حضرت فاطمہ زہرا خدا کی بندگی خاطر جمع سے بجالاوین چکی حضرت خاتون قیامت کی ساتھ پیستے تھے او محنت او شفقت سے باتے تھے حضرت
خاتون کو ظاہر مین دکھلائی نہ دیتے تھے **قطعہ** عجب درگاہ ہے آل نبی کی ✤ کہ جبرئیل امین ہے جسکا خادم ✤ کسی او نکے مراتب سے خبر ہے
خدا او نکے مدارج کا ہے عالم ✤ **فایدہ** روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاہزادہ حسین کو اپنی داہنی ران پر اور فرزند جلیل
اپنے کو کہ ابراہیم نام تھا بائین ران پر بٹھائے ہوئے خوش و خرم بیٹھے تھے کہ جبرئیل امین حاضر ہوئے اور کہا حق تعالی ان دونو کو تیرے واسطے جمع نکرے گا
ان دو مین سے ایک کو خدا کو دے اور ایک کو تو اختیار کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اگر حسین وفات پاویگا تو جان میری
جلیگی اور بھی جان علی اور فاطمہ کی اور جو ابراہیم نے وفات پائی تو زیادہ درد و غم میری جان پر ہوگا مین نے موت ابراہیم کی
اختیار کی بعد تین دن کے اس قصہ سے ابراہیم نے وفات پائی بعد اسکے جب شاہزادہ حسین حضرت کی پاس آتے تھے آپ
اونھین چومتے تھے اور فرماتے تھے اہلاً و مرحبا کہ فدا کیا مین نے تجھ پر بیٹا اپنا ابراہیم **ابیات** حسین ابن علی جان نبی ہے ✤
وہ ریحان گلستان نبی ہے ✤ نبی کے جان و دل کا ہے وہ آرام ✤ سخن یہ جانتے ہین خاص و عام ✤ کیا فرزند اپنا اوس پہ قربان ✤ شہ
ہر دو سرا ہو کے حیران ✤ محبت تھی جو اوسکی دلمین غالب ✤ ہوئے اوسکی ہی بس جینیکا طالب ✤ ہوئی فرزند کی مرنے سے راضی ✤
خدا کی دیکھ لے یہ کارسازی ✤ نبی جسپر کرے فرزند قربان ✤ سوا شبیر کے کسکی ہے یہ شان ✤

مخزن چوتھا

بیچ ذکر وفات حضرت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیچ ذکر وفات حضرت خیر النسا البضعہ خولیہ ہر دو سلام
کی سلام اللہ علی محمد و علیہما او پر آئینہ دل اہل صفا کے اور مرآت خاطر ارباب وفا کی سبیل سے روشن ہے جو کہ بعد ولادت حضرت امام حسین
اور امام حسن کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بیچ تربیت اور پرورش شاہزادونکی مشغول رہتے تھے اور جدائی اونکی اور رنج اونکا مطلق
گوارا نکرتے تھے چنانچہ ایسا ثابت ہوتا ہے روایت سے ایکدن شاہزادہ حسین کو اپنے سینہ پر بٹھایا تھا کہ اونھون نے پیشاب کر دیا دائی نے
جلدی سے گھبرا کر اوٹھا لیا کہ شاہزادہ نے رو دیا آپکو اونکے رونے سے کمال رنج ہوا اور غیرت آگئی اور فرمایا کہ تو نہین جانتی کہ یہ میرے

جگر کا ٹکڑا ہی جو اسکو اذیت دیگا مجکو اذیت دیگا تدارک اسکی پیشاب کرنیکا ہو سکتا ہی کہ مین دہو ڈالونگا جامہ کو پاک ہو جاویگا لیکن
علاج اسکی رنج کا کہ یہ روپڑا اب کیا ہو سکتا ہی اور شاہزادونکی ناک بھی آپ پاک کیا کرتی تھے اور اسکو اسکام کیواسطے نفرت نہ تھی ایسا ہی ثابت
ہوتا ہی بعضی روایتون سی الغرض وہ دونون شاہزادی آپکی دامن عنایت مین پرورش پاتی تھے اور حضرت زہرا اور علی مرتضی بیچ خدمت سید ابرار
برکت کی حاضر رہتی تھے اور سعادت عبادت کی اور نعمت معرفت کی رات دن حاصل کرتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب و روز اپنی اہل بیت
مین خوش و خرم رہتی تھے اور شکر خدای عزوجل کا بجا لاتی تھی اور عالم کو ہدایت اور ارشاد اور کافرونکو تنبیہ اور تعذیب کرتی تھی اور تمام طرفون
مین عالم کی آپکیطرف سی امیر اور قاضی اور حاکم واسطی جاری کرنے دین اور ایمان کے پھیلی ہوئی تھی کہ اس اثنا مین یعنی جبکہ
دسوان برس ہوا ہجرت سی حضرت کا ارادہ ہوا خدا کی حکم سے حج کرنیکا خلق کثیر واسطے ساتہ ہونی رکاب رسالت مآب کے
مدینہ مین جمع ہوئی حضرت ہفتہ کی دن پچیسوین ۲۵ تاریخ ذیقعد کی احرام حج کا باندہ کر یعنی غسل کر کر اور کنگھی سر مین پھیر کر اور
تیل بالونمین لگا کر اور خوشبو بدن مبارک کو ملکر رشک افزای صد مشک و عنبر ہو کر اور بیچ ہوئے کپڑی اوتار کر اور لنگ باندہکر اور
سفید چادر اوڑہکر آفتاب اور ماہتاب کو شرمندہ کرتی ہوئی دولتخانہ مبارک سی طالع اور برآمد ہوئے اور نماز ظہر کی مدینے
کی مسجد مین ادا کر کر مکہ کیطرف مع اہل بیت اور اصحاب اور ملازمین اور احباب کی ساتھ حشمت و جاہ کے اور تائید اور امداد اللہ کے روانہ ہوئی
حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کہ یمن مین تشریف رکھتی تھی بسبب طلب حضرت رسالت مآب کے صلی اللہ علیہ وسلم وہانسی روانہ ہو کر بیچ اثنای راہ کے
شرف ملازمت سرور دو جہان کے صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کی اور ہمراہ رکاب سعادت مآب کے مکہ کو راہی ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نی بعد رسول ہونیکی یہی ایک حج کیا ہی کہ اسکو حجۃ الوداع کہتی ہین اور بیچ اس حج مین حضرت نی یارونکو بلا کر وداع کیا ہی اور
فرمایا ہی کہ سیکھ لو مجھہ سی احکام حج کی پس تحقیق نہ حج کرونگا مین بعد اس برس کے اسواسطے کہ بعد اس حج کی آپکی وفات ہوئی ہی روایت ہی
کہ حضرت نی مکہ مین عرفہ کے دن عرفات کی میدان مین بطن وادی مین خطبہ پڑھا اور وصیتین آل و اصحاب اور اصدقا
اور احباب کو کین اور فرمایا ڈرو تم خدا سے بیچ حق بیبیون اپنی کے کہ اونکو اپنے تحت نکاح مین لائے ہو تم
اور اونکی شرمگاہون پر تصرف کیا ہے تم نے ساتہ کلمہ خدا تعالی کے اور ساتہ حکم اوسکی کے تمہارا حق اونپر یہ ہے
کہ وہ بیبیان تمہاری فراش پر نامحرم مرد کو قدم نہ رکھنے دین یعنی بیگانہ مرد کو اور نامحرم کو اگرچہ کیسی ہی قرابت رکھتا ہو اور
رشتہ داری رکھتا ہو اپنی پاس جگہ نہ دیوین اور اوس سے دور رہین اور احتراز کرین یعنی اوسکی شیطنت سی ڈرین اور پارسائی اپنی کو
بجا نہ دیوین اور جو وہ بیبیان ایسا کچھ کرین کہ تم مکروہ اوسکو جانتی ہو اور برا جانتی ہو پس تم تنبیہ کر دو اور مارو انکو

مارنا نرم کہ بہت دردمند ہوئی اور بدن میں نشان نہ پڑے اور حق بیبیون کا تم پر یہ ہے کہ تم روٹی کپڑا دو اونھیں خوشی سے اور اچھی طرح سے
اور انصاف کرو یعنی اونکو ہر صورت راضی رکھو اور ناحق اونکو آزردہ نکرو پھر فرمایا حضرت نے کہ چھوڑتا ہون مین تم مین چیز کہ اگر اوسکو
مضبوط پکڑو گے اور اوسپر عمل کروگے ہرگز گمراہ نہوگے وہ چیز کتاب ہے کہ قرآن ہے پھر فرمایا کہ قیامت کے روز پوچھے جاوگے تم کہ محمد نے صلی اللہ
علیہ وسلم کیونکر تم مین زندگی کی اور کیسا معاملہ کیا پس کیا کہوگے تم سب نے کہا کہ ہم کہینگے کہ آپ نے احکام خدا کے ہم پاس پہونچائی اور امت کو
نصیحت بھی کی اور جو کہ امانت تمہارے پاس تھی اسکو بخوبی ادا کیا اور جو کہ حق رسالت کی اور دعوت کی تھی آپ بجا لائے اور خدا کی راہ مین
جہاد کیے اور سعی اور کوشش فرمائی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت سبابہ یعنی انگوٹھے کے پاس کی اونگلی آسمان کیطرف تین مرتبہ اوٹھائی
اور زمین کیطرف نیچی کی اور کہا خدایا گواہ رہ خدایا گواہ رہ پھر فرمایا ای گروہ مسلمانون کے جانو تم تین چیزین سینون کو صاف اور پاک
کرتی ہین ایک اخلاص عمل یعنی عمل نیک دل سے اور خالص نیت سے کرنا کہ کسی کے دکھانے کیواسطے اور سنانے کیواسطے نہو اور دوسرے
لازم پکڑنا مسلمانون کی جماعت کو اور تیسری خیرخواہی اور نیک خواہی مسلمان بھائی کی یعنی ہر مسلمان کی کہ وہ دین کا بھائی ہے
روایت کیگئی ہے کہ بیچ حجة الوداع کی دس روز حضرت مکہ مین رہے اور نماز قصری گذارتے رہے اور جبکہ مکہ سے مراجعت کی اور مدینہ کو تشریف لیچلے
اثنای راہ مین غدیر خم کی منزل مین کہ نواحی جحفہ کے درمیان مکہ اور مدینہ کے ہے نماز ظہر کی اول وقت پڑھی غدیر کہتے ہین حوض کو اور
خم ساتھ خ کے پیش کے نام جگہ کا ہے کہ جہان لشکر ظفر پیکر کا مقام ہوا تھا پس بعد نماز کے حضرت نے منہ طرف اصحاب کے کیا اور فرمایا انھین
جانتے ہو تم کہ مین اولی ہون ساتھ مومنون کے ذاتون اونکی سے کہا اصحاب نے بلے یعنی ہم جانتے ہین کہ تو اولی ہے ساتھ مسلمانون کے ذاتون انکی کے
لکھا ہے کہ معنی اس کلام کے یہ ہین کہ مین نزدیک تر اور دوست تر ہون ساتھ مسلمانون کے اونکی ذاتون سے یعنی مین امر کرتا ہون مومنون کو ساتھ
صلاح اور نجات کی باتون کی اور ساتھ خیر کے کامونکی کہ اوسمین دنیا اور آخرت کی خیر ہوتی ہے بخلاف نفسون اونکی ذاتون اونکی کے کہ وہ کبھی اونسے
برے کام اور شر و فساد بھی کروا دیتی ہین اور ایک روایت ہے کہ آپنے فرمایا کہ گویا مجھکو عالم بقا کو بلاتے ہین اور مین نے اوس عالم کا ارادہ
مصمم کرلیا اور وہان کا جانا قبول کیا ہے جانو تم کہ مین تم مین ثقلین چھوڑتا ہون یعنی دو چیزین بھاری کہ متاع نفیس ہین ایک
دوسرے سے بزرگ زیادہ ہے وہ دو چیزین کونسی ہین ایک قرآن اور دوسری اہل بیت میرے دیکھو تم اور احتیاط کرو تم کہ بعد میرے
ساتھ ان دو چیزون کے کیسا سلوک کروگے اور بیچ رعایت کرنے حق انکی کے کیا معاملہ پیش لاوگے اور وہ دو چیزین آپس مین ایک دوسرے سے
ہرگز جدا نہین ہونگی یہانتک کہ دونو وارد ہونگی اوپر حوض کوثر کے یعنی قیامت کو میرے پاس حوض کوثر پر آکر تمہارا شکریہ یا جو معاملہ
کہ تمنے اونکے ساتھ کیا ہوگا میرے حضور مین کہینگے پھر آپنے فرمایا کہ خدا مولا میرا ہے اور مین مولا سب مسلمانون کا ہون

بعد اسکی علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ہات پکڑا اور فرمایا اَللّٰھُمَّ مَن کُنتُ مَولَاہُ فَعَلِیٌّ مَولَاہُ خدایا وہ شخص کہ مین مولا اوسکا ہون
میں علی مولا اوسکا ہے یعنی جسکا مین مولا ہون علی بھی اوسکا مولا ہے. اَللّٰھُمَّ وَالِ مَن وَالَاہُ وَعَادِ مَن عَادَاہُ خدایا دوست رکھ تو اوس شخص کو کہ
دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوس شخص کو جو دشمن رکھے علی کو کہتے ہین یہ بات کہ قدوہ عمر ابن الخطاب نے ہاتھ علی مرتضیٰ کا پکڑا اور کہا نیکی اور خوشی ہو
تجھے اے بیٹے ابی طالب کے کہ ہر دن کی صبح کہ تجھکو ہوا کریگی حال یہ ہوگا کہ تو مولا ہر مرد مسلمان اور ہر عورت مسلمان کا ہوگا بعد اوسکی منزل بمنزل حضرت
مدینہ منورہ مین داخل ہوئے **فصل** چاہیے جاننا کہ اس حج مین حقیقت انتقال کی بیچ جوار حضرت ذو الجلال کے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو معلوم ہوگئی تھی اور سورہ اذا جاء نصر اللہ اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا اونہین دنون نازل ہوئی تھی بیچ جان لیا تھا کہ پیغام الٰہی
آیا چاہتا ہے پس حضرت کوشش اور سعی بیچ کار آخرت کی نہایت کرتے تھے عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
مہینے پہلے اپنی وفات سے یعنی اپنی رحلت سے خبردار کردیا تھا اور عائشہ صدیقہ کے گھر مین اصحاب کو بلاکر نصیحتین اور وصیتین اور دعائین اونکی حق مین
کین تھین امر راز راہ شفقت کی اور درد فراق اور جدائی اوس جماعت کی آپنے گریہ کیا اور روئے اور بیچ آخر ماہ صفر کے حضرت نے خدا کے حکم سے گورستان بقیع
جاکر استغفار کرتے تھے اور شہدائے احد کے لیے استغفار کی روایت کی گئی ہے کہ اٹھائیسوین تاریخ ماہ صفر کی بدھ کے دن آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض لاحق ہوا یعنی تپ اور درد سر عارض ہوا روایات سے ثابت ہے کہ حق تعالےٰ نے حضرت کو جبرئیل کی معرفت پیغام بھیجا
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہین دنیا کو اور زندگی کو اور دنیا کی نعمت کو اختیار کرین مین سب اونکو عطا کرونگا اور دونگا اگر چاہین مجھ سے ملنے کو
اور چاہین آخرت کو اور میری ملاقات اور ملازمت کو اختیار کرین حضرت نے آخرت کو اور وصال ذو الجلال کو اختیار کیا **فصل** چاہیے جاننا بیچ اس باب
کے اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کتنے دن بیمار رہے اکثر یہ کہتے ہین کہ تیرہ ۱۳ دن بیمار رہے اور بعضے کہتے ہین چودہ ۱۴ دن اور نزدیک بعضو کے
بارہ ۱۲ دن اور ایک قول یہ ہے کہ دس دن اور ان دنون کے بیچ مین ایک آدہ دن تخفیف بھی کچھ ہوگئی تھی اور بیماری آپکو میمونہ رض کے گھر ہوئی تھی
پھر سب بی بیان آپکی اور اہل بیت آپکی متفق ہوکر آپکو عائشہ صدیقہ رض کے گھر لے آئی اور عائشہ صدیقہ رض حضرت صدیق اکبر کی بیٹی ہین اور
آنحضرت کی بی بی ہین چاہیتی سب بیبیون سے بعد حضرت خدیجہ کبریٰ رض کے روایت ہے عائشہ رض صدیقہ سے کہتی ہین ہم سب بیبیان نزدیک
پیغمبر خدا کے صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اس مرض آخری کے دنون مین ایکوقت کہ پس آئی فاطمہ رض اور جیسی تھی ہیئت اور روش اور رفتار
فاطمہ کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیئت اور روش اور رفتار سے اور روایت کی گئی ہے کہ جب وہ حاضر ہوتی تھین حضرت کی خدمت مین
حضرت کھڑے ہو جاتے تھے اور متوجہ اور مستقبل اونکی طرف ہو جاتے تھے اور اونکو چومتے تھے اور سونگتے تھے اور اپنی جگہ پر اونکو
بٹھاتے تھے اور حضرت جبکہ خاتون قیامت کے گھر جاتے تھے وہ بھی اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ اوسیطرح پیش آتی تھین

تھین کہ جسطرح آپ دریش آتی تھے الغرض عائشہ صدیقہ کہتی ہین پس جسوقت کہ دیکھا حضرت نے فاطمہ کو کہا کہ فراخی اور خوشی ہو جیو بیٹی میری
کو پھر بیٹھایا فاطمہ کو اپنی پاس پھر کان مین فاطمہ کی چپکی سی کہا کچھہ پس پھر گیا فاطمہ نے اور روئی بہت پس جسوقت کہ دیکھا حضرت
نے فاطمہ کو غمگین اور اندوہگین کان مین چپکے سی پھر کچھہ کہا پس ناگاہ فاطمہ ہنسنی لگین عائشہ صدیقہ کہتی ہین پس جسوقت کہ حضرت
اوس جگہہ سے کھڑے ہو گئے اور اوس مجلس سے برخاست ہوئے پوچھا مین نے ای فاطمہ کیا سرگوشی کی حضرت نے تجھسے اور کیا پوشیدہ بات کی کہا فاطمہ نے نہین وہ
مین بھید حضرت کا بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ مستحب ہے اور بہتر ہے چھپانا بھید پیر گورون کا اور ایسی چاہئی مریدونکو بھید اپنے پیر کا کسیکی روبرو
ظاہر نکرین ایسا ہی لکھا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ مین الغرض عائشہ صدیقہ کہتی ہین جبکہ وفات ہوئی حضرت کی ایک دن فاطمہ
سی مین نے کہا کہ قسم دلاتی ہون مین تجھکو بسبب اسکی کہ میرا حق تجہپر ہے حق مادری اور حق صحبت کا اور محبت کا کہ نہ چھوڑیگی مین تجھکو مگر جب کہ
خبر دیگی تو مجھکو اوسکی سرگوشی کی حضرت نے کیا تجھسے پوشیدہ کہا تھا فاطمہ نے کہا ہان اب کہ آنحضرت نے صلی اللہ علیہ وسلم اس
عالم سے رحلت فرمائی ہے کہونگی مین اسے پر اوسوقت کہ پوشیدہ کلام کیا تھا مجھسے بیچ اول مرتبہ کی پس وہ یہہ تھا کہ حضرت نے خبر دی
تھی مجھکو یہہ کہ جبرئیل دور کیا کرتا تھا مجھسے قرآن کا ہر برس مین ایک مرتبہ یعنی رمضان مین اور تحقیق اوسنے دور کیا ہے قرآن کا مجھسے امسال
برس مین دو مرتبہ تاکہ کامل ہو امر دین کا اور گویا یہہ صحبت ہے حفظ قرآن کی اور حفظ احکام قرآن کی اور نہین گمان لیجاتا مین مگر یہہ کہ تحقیق
اجل قریب آئی پس ای فاطمہ تو تقوی اور پرہیزگاری کیجیو اور جزع فزع نکریا اور صبر کرنا پس تحقیق مین بہتر اگلی جانی والا ہون واسطی تیری پس جسوقت
کہ دیکھی حضرت نے ناصبری میری یعنی یہہ سنکر مین رونے لگی اور صبر و قرار میرا جاتا رہا اور حضرت نے میری ناصبری اور غم دیکھا پوشیدہ مجھسے کہا دوسری بار کہ ای فاطمہ
آیا نہین راضی ہوتی تو یعنی چاہئی کہ راضی ہو تو کہ ہوی تو اور ہوگی تو سردار اور بہتر ساری عالم کی بیبیون سے یا یہہ کہا سردار اور بہتر بہشت
کی بیبیون کی حاصل یہہ ہے کہ تو دل تنگ مت ہو اور خدا سے راضی رہو اور شکر کر کہ خدا نے تجھکو یہہ مرتبہ دیا ہے اور ایک روایت یہہ ہے کہ
کہا فاطمہ نے عائشہ سے کہ پہلے سرگوشی مین حضرت نے مجھکو یہہ خبر دی تھی کہ مین وفات پاونگا اس مرض مین پس مین رونے
لگی پس خبر دی آپنے دوسری سرگوشی مین کہ سب اہل بیت میرے سے تو ہی پہلے میرے پاس آویگی اور مجھسے ملیگی پس خوش ہوئی اور
ہنسی مین فائدہ جاننا چاہئی کہ جیسی خبر دی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کو ویسی ہی ہوئی کہ حضرت
خاتون قیامت حضرت کی وفات سے چھہ مہینے بعد عالم فنا سے عالم بقا کو تشریف لے گئین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مختار اور
دین ہمارا یہہ ہے کہ سب بیبیون سے افضل فاطمہ ہین بعد اونکی خدیجہ والدہ اونکی بعد خدیجہ کی عائشہ روایت ہے کہ جب حضرت کو شدت
مرض کی ہوئی اور آپ نے دولت خانہ مین اکثر تشریف رکھی تو ہم انصار اور اصحاب اخیار گرد مسجد نبوی کے

سراسیمہ اور حیران اور پریشان پھرتے تھے اور روتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھا چاہیے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمارا
حال کیا ہوویگا حضرت یہ خبر سنکر اور اوٹھکر ایک ہات علی کے کندہے پر رکھکر اور ایک ہات فضل ابن عباس کے کندہے پر رکھکر
مسجد کے طرف تشریف لائے اور عباس آگے آگے چلتے تھے مسجد میں آکر منبر کی اول پایہ پر رونق افزا ہوکر اور بیٹھکر لوگوں کو بلایا اور
عصابہ حضرت کی سرپر بندھا ہوا تھا لوگ سب جمع ہوئے آپنے خدا کی حمد وثنا کی اور کہا کہ کوئی پیغمبر ہمیشہ دنیا میں نہیں تا تھا میں بھی نہ رہتا
اور نصیحتیں اور وصیتیں بہت سی کیں فضل بن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض میں ایکدن میرا ہات پکڑکر
باہر نکلے اور مسجد میں تشریف لاکر منبر پر بیٹھے اور عصابہ سر پر بندھا ہوا تھا بلال سے کہ خادم آپکا ہے اور اذان کہنے والا ہے فرمایا لوگوں
کو ندا کر تو سب جمع ہوویں کہ میں انکو نصیحت اور وصیت کروں اور یہ آخری وصیت ہے پس بلال حکم بجالایا اور لوگ سب اپنے
گھر اور مکان اور دکان کھلی ہوئی چھوڑ چھاڑکر آئے اور مسجد میں جمع ہوئے کہ مسجد میں گنجائش نہ رہی تھی اور اپنے ساتھ بلاغت اور
فصاحت کے خطبہ پڑھا اور خدا کی حمد وثنا کی اور فرمایا کہ میں تم سے جدا ہوا چاہتا ہوں جس کسیکو کہ میں نے کبھی مارا ہو یا گالی دی ہو یا کسیکا قصور کیا ہو
یا کسی کا مجھپر قرض آتا ہو اسوقت مجھسے بدلا اور عوض لے لے یا معاف کرے یہہ فرماکر پھر آپنے نماز ظہر کی باجماعت ادا فرمائی بعد نماز کے
پھر منبر پر رونق افزا ہوکر تاکید اور تشدید فرمایا کہ جسکا حق مجھپر ہو آج چاہیے کہ فیصلہ کرے اسمیں ایک شخص اوٹھا اور کہا کہ تین درہم
آپ پر آتے ہیں کہ کسی درویش کو آپنے مجھسے دلوائے تھے آپنے فضل بن عباس سے کہا کہ تین درہم اسکو دیدے پھر آپنے فرمایا کہ جسکے اوپر
حق ہووے چاہیے کہ اپنی گردن سے اوتارے کہ فضیحت دنیا کی آسان ہے آخرت کی فضیحت سے اسمیں ایکشخص اوٹھا اور اوسنے کہا
کہ میں نے ایکبار تنہ بسبب محتاجگی کے تین درہم غنیمت کی مال میں سے چرائی تھی آپنے فضل بن عباس سے فرمایا کہ تین درہم
اس سے لے لے بعد اسکے حضرت نے لوگوں کے واسطے دعاے خیر کی ف ائدہ جانا چاہیے کہ مدت مرض میں جبکہ وقت نماز کا
ہوتا تھا بلال جاکر آپکو خبر کرتے تھے اور آپ برآمد ہوتے تھے اور نماز پڑھواتے تھے لیکن آخر مرض میں تین دن بسبب ضعف اور
کمال ناتوانی کے تشریف باہر نہ لا سکتے تھے عشا کی نماز کا وقت تھا کہ حضرت بلال دروازے پر آئے اور کہا الصلوٰۃ یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت کو کمال ماندگی تھی باہر نہ آسکے بلال کو کہلا بھیجا کہ ابوبکر سے کہہ کہ امامت قوم کی بجالاوے حضرت
بلال سنکر روئے اور کہا آہ کون میری فریاد کو پہنچے آہ امید میری اور رشتہ میری ٹوٹی آہ کیا ہوتا کہ ماں مجھکو نہ جنتی جنتی تو اس امر
سے پہلے میں مرا ہوتا الغرض حضرت بلال روتے ہوئے حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا ابوبکر اوٹھو جو ہیں نظر ابوبکر صدیق کی محراب پر پڑی
دو در رو سمتا کو قبلہ سو جہان کعبہ دین و ایمان انہی سے خالی پایا بے اختیار رو پڑے اور بیہوش ہوکر گر گئے شور اور افغان یاروں نے اوٹھا اور ایک قیامت برپا

ہوئی **ابیات** قبلۂ دوجہان کہان جاؤن * کس سیلہ سے آپکو پاؤن * مجکو تم بن اندھیری ہی عالم * ہوگئی خلق درہم و برہم * اب کہا
دیکھوں جمال مجھے * شوق دیدار ہے کہاں مجھے * حضرت نے فاطمہ زہرہ سے پوچھا کہ کیا شور وفغان ہے عرض کی حضرت فاطمہ نے کہ خادم
اور یار اور دوست غمخوار آپکی جدائی کے غم سے روتے ہیں اور نالہ وزاری کرتے ہیں پس آپ حضرت علی اور حضرت عباس پر اعتماد اور تکیہ کر کر
مسجد میں تشریف لائے اور نماز گذاری ایک روایت یہہ ہے کہ دوسرے دن حضرت کو مرض میں کچھہ تخفیف معلوم ہوئی دو مرد کے سہارے
سے کہ ایک اونمین سے عباس تھے مسجد میں تشریف لائے ابوبکر صدیق ظہر کی نماز پڑھتے تھے آپنے فرمایا کہ مجکو ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دو ایسا ہی
کیا ابوبکر نے چاہا کہ امامت کے مقام سے ہٹیں آپنے اشارہ کیا کہ اپنے مقام ہی میں رہو پس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز گذاری آپکی ابوبکر مقتدی
حضرت کے تھے اور سب لوگ مقتدی ابوبکر کے روایت ہے کہ دوشنبہ کو روز یعنی پیر کے دن ابوبکر صدیق صبح کی نماز پڑھاتے تھے کہ حضرت نے
دو شخص پر تکیہ کر کر چاہا کہ مسجد میں تشریف لاویں لیکن بسبب ضعف کے حجرے کے دروازے تک آسکے پردہ حجرے کا اوٹھا کر دیکھا اور نمازیوں کی
صفوں کو دیکھکر خوش و خرم ہوئے اور مسکرائے پس ابوبکر صدیق نے چاہا کہ خود صف میں ملیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام ہوویں آپنے
ساتھ دست مبارک اپنے کے اشارہ کیا کہ تم نماز اپنی تمام کرو اور پردہ حجرے کا چھوڑ دیا اور اوسی وقت آپکی وفات ہوئی روایت ہے یاروں نے جو
مشورہ تجہیز اور تکفین کا پوچھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غسل دینا میرا اور کفن پہنانا میرا اور قبر میں رکھنا میرا چاہیے کہ اہل بیت میرے
بجا لاویں اور سفید کپڑوں سے کفن کریں اور چاہیے کہ کفن میں مجھے کر کر جنازہ میرا کو قبر کے کنارہ پر رکھ کر سب ہٹ جاویں اور دروازہ
اس مکان کا کہ یہاں قبر ہوگی بند کر دیں کہ اول نماز مجھپر حق تعالی پڑھیگا یعنی رحمت خاص نازل کریگا پھر جبرئیل پھر میکائیل پھر اسرافیل
پھر عزرائیل بعد اوسکے فوج فوج فرشتے آوینگے اور نماز گذارینگے اور چاہیے کہ میری روح کو اذیت نہ دیں ساتھ چلا کر رونے کی اور نوحہ کرنے
کی اور چاہیے کہ اول مرد اہل بیت کے مجھپر نماز پڑھیں پھر بیبیان اہل بیت میں سے پھر اصحاب و احباب پڑھیں اور میرا سلام اون لوگوں کو
اور یاروں کو کہ اسوقت یہاں حاضر نہیں ہیں پہنچانا اور اوپر ہر شخص کے کہ پیروی دین میری کی کرے اور متابعت سنت میری کی قیامت
سلام میرا پہنچے **ابیات** ہے نصیب ہمارے کہ اے نبی کریم * سلام آپکا پہنچے ہمیں لطف عمیم * سواے جناب کے ہے کونسا نبی ایسا
کہ ہووے امت عاصی پر اسقدر رؤف رحیم * روایت ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا دونوں شہزادہ دو جہان کو لیکر حضرت
کی خدمت میں آئیں اور عرض کی کہ اپنے نواسونکو کچھہ میراث بخشیے آپنے فرمایا حسن کو خصلت اور سیادت میری نصیب
ہوگی اور حسین کو سخاوت اور شجاعت میری روایت ہے عائشہ صدیقہ سے کہ فرمایا تھا حضرت نے اس مرض میں کہ اے عائشہ ہمیشہ پاتا تھا اپنے بیچ
میں اذیت اوس طعام کی کہ جسمیں زہر مجکو دیا تھا اور اسوقت اسقدر اذیت پاتا ہوں کہ میرے دل کی رگ جیسی کٹی جاتی ہے

روایت ہے ام سلمہ سے کہ حضرت اپنی شدت مرض مین ایکدن اپنے لب ہلاتے تھے کہ مین نے کان لگا کر سنا کہتے تھے الٰہی امت میری کو دوزخ
کی آگ سے نجات دے اور حساب قیامت کا ان پر آسان کر روایت ہے کہ جب تین دن باقی رہے حضرت کی وفات مین جبرئیل حضرت کی
خدمت مین حاضر ہوے اور کہا کہ پروردگار تمہارے نے تمکو سلام کہا ہے اور مجکو واسطے تعظیم اور اکرام اور افضال خاص تمہارے کے بھیجا ہے اور ایک چیز پوچھی ہے کہ وہ
دانا ہے ساتھ اوس چیز کے تسپر وہ یہہ ہے کہ پوچھا ہے کہ اپنے تئین کیسا پاتے ہو تم اس حال مین اور کیا ہے حال آپکا فرمایا کہ پاتا ہون مین اپنے تئین اے
جبرئیل غمگین بیچ امت کیطرف سے اور پاتا ہون اپنے تئین اندوہگین پس چلے گئے جبرئیل پھر دوسرے دن آکر وہی کہا جو پہلے دن کہا تھا اور حضرت
سے وہی جواب سنا جو پہلے دن سنا تھا پھر تیسرے دن حضرت جبرئیل آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی سوال و جواب ہوا جو پہلے دو دن ہوا تھا
اور اوسدن جبرئیل کے سامنے ایک فرشتہ بھی آیا کہ نام اوسکا اسماعیل ہے اور وہ سردار اور حاکم ہے لاکھ فرشتون کا ایسے لاکھ فرشتے کہ ہر ایک
اونمین سے سردار اور حاکم ہے لاکھ فرشتون کا پس اجازت اور اذن چاہا اوس فرشتے نے اندر آنیکا حضرت نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ یہہ کون فرشتہ ہے
جبرئیل امین نے بیان کیا یہہ ایسا ہے اور ایسا ہے پھر کہا جبرئیل امین نے کہ عزرائیل ملک الموت بھی دروازے پر حاضر ہے اجازت اور اذن اندر آنیکا چاہتا ہے
اور نہین اذن چاہا کسی آدمی سے واسطے پہلے تمہارے اور نہ اذن چاہیگا کسی آدمی سے پیچھے یعنی معمول اسکا یہہ ہے کہ کسیکی اذن اور بغیر اذن سے
اسکے کام نہین ہے یہہ خدا کے حکم سے آتا ہے نبیون کے اور ولیون کے اور عام و خاص کی روح قبض کرتا ہے نہ کسی سے پوچھتا ہے نہ کچھتا ہے یہہ
بزرگی اور کرامت خاص آپ ہی کے واسطے ہے کہ آپ سے اذن مانگتا ہے اور بے اذن اندر نہین آتا پس فرمایا آپنے کہ اذن دو تم اوسکو
روایت ہے کہ ملک الموت ساتھ ہزار فرشتونکی کے ملازم اور مصاحب اوسکے تھے اور سب ابلق گھوڑون پر سوار تھے زیبایش
کیے ہوے ساتھ پوشاک تحت اور موتی اور یاقوت کے آیا تھا اور ملک الموت اعرابی کی شکل بنا ہوا تھا اور ہاتھ مین ایک نامہ لیے
ہوے تھا پروردگار عالم کیطرف سے الغرض ملک الموت نے باہر سے کہا السلام علیک یا اہل بیت نبوت اور رای کان رسالت
اذن دو ہمکو تو ہم اندر آوین تم پر رحمت خدا تعالی کی ہو جبکہ فاطمہ زہرا حضرت کے سرہانے بیٹھیں تھین اونھون نے فرمایا کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حال مین مشغول ہین ملاقات میسر نہین ہو سکتی پھر دوسرے مرتبہ وہی آواز آئی حضرت فاطمہ نے پہلا سا جواب دیا
پھر تیسری بار وہ آواز ایسی ہیبت سے آئی کہ سب لرز گئے حضرت نے کہ بیہوش ہو رہے تھے ہوش مین آکر آنکھین کھولین اور پوچھا اہل بیت نے
صورت حال کی عرض کی آپنے پوچھا اے فاطمہ تو جانتی ہے کہ وہ کون ہے عرض کی کہ خدا اور رسول خدا کا اعلم ہے فرمایا کہ وہ کاٹنے والا لذتون کا اور
جدائی کرنیوالا عزیزون اور پیارونکا اور بیوہ کرنیوالا بیبیون کا اور یتیم کرنیوالا لڑکون کا ہے یعنی ملک الموت ہے روایت ہے کہ آنحضرت نے
بیبیون کو بلا کر وصیت کی کہ اپنے گھر کے کونے مین بیٹھنا اور پردہ ستر مین رہنا اور نامحرم کیطرف نہ دیکھنا اور فاطمہ زہرہ سے کہا کہ اپنے بیٹون

کو بلایا حضرت فاطمہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو وہ لوگ شاہزادے درمیان تھے آئے حضرت نے اپنے سینہ کے سینہ سے لگایا اور شاہزادے

بہت روئے اور حضرت بھی اونکو روتے دیکھکر روئے اور اپنے علی مرتضی کو بھی بلایا اور اپنی بغل میں لیکر اونکو نصیحتیں وجہاں کی بخشیں اور نصیحت اور وصیت کی روایت

ہے کہ سکرات موت کی اور تلخی اور شدت اوسکی حضرت کو بہت تھی کہ کبھی سرخ ہو جاتے تھے اور کبھی زرد اور ہاتھوں کو کھینچتے تھے اور پسینا چہرہ

مبارک پر بہت تھا اور ایک قدح پانی کا اپنے روبرو رکھا تھا کہ اوسمیں ہاتھ ڈالتے تھے اور منہ کو ملتے تھے اور یہہ کہتے تھے کہ خدایا مدد

کر میری اوپر تلخیوں اور شدتوں موت کی روایت ہے کہ اوس وقت حضرت عائشہ صدیقہ کی سینہ سے لگے ہوئے بیٹھے تھے اور پشت مبارک آپکی عائشہ صدیقہ

کے سینہ سے چسپیدہ اور لگ رہی تھی کہ ناگہاں عبد الرحمان بن ابی بکر بھائی عائشہ صدیقہ کا ایک مسواک سبز پیلو کی ہاتھ میں لیے ہوئے آئے

روبرو حضرت کے پس عائشہ نے رغبت حضرت کی طرف مسواک کی دیکھکر اور حضرت سے پوچھکر مسواک اپنے بھائی کے ہاتھ میں سے لیکر آپکو دی آپنے دہن

مبارک میں لی وہ سخت معلوم ہوئی حضرت نے عائشہ کو دی تا نرم کردے عائشہ نے اپنے دانتوں سے اوس مسواک کو نرم کر دیا پھر حضرت نے اوس

مسواک کو اپنے دہن میں اور دانتوں پر پھیرا حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ یہہ خدا کی نعمت اور دولت مجکو میسر ہوئی کہ آخری وقت حبیب خدا کے

صلی اللہ علیہ وسلم میرا لعاب میں اور آپکا جمع ہوا اور حق تعالی نے درمیان سینہ اور گردن میری کے اونکی روح قبض کی کہ آپ عائشہ صدیقہ کے سینہ سے

لگے ہوئے بیٹھے تھے روایت ہے کہ اوس وقت کہا فاطمہ زہرا نے واکرب اباہ یعنی ہائے سختی اور قلق تیرا اے باپ میرے فرمایا حضرت نے فاطمہ سے نہیں

اذیت اور سختی آج کے دنکے بعد اوپر باپ تیرے کے یعنی یہہ اذیت چند روز جہان میں ہے پھر بعد وفات کے دنیا تمام خوشی اور سرور اور حضور ہے

اور کہا الہی فاطمہ کو صبر عطا فرما روایت ہے کہ کسی نے چند دینار آپکی نیاز بھیجے تھے آپنے درویشوں کو بانٹ دیئے تھے مگر چھ یا سات دینار

اونمیں سے عائشہ صدیقہ کے پاس تھے وقت وفات کے جب کہ آپکو ہوش آتا تھا عائشہ صدیقہ سے کہتے تھے کہ وہ دینار درویشوں کو بانٹ دو

اور عائشہ خدمت میں اور بیمارداری میں مشغول تھیں آخر کو حضرت نے وہ دینار منگا کر اور گنکر یہہ فرمایا کہ کیا گمان تھا محمد کو صلی اللہ علیہ

وسلم ساتھ خدا اپنے کے کہ خدا کے پاس جاوے اور یہہ دینار اوسکے پاس ہوتے پس وہ دینار علی مرتضی کو بھیجدیئے تو فقیروں کو دیدیویں پھر ملک الموت

اذن لیکر آپکے روبرو حاضر ہوا اور آپکو سلام اور عرض کیا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق خدا نے میرے تئیں بھیجا ہے تمہارے پاس

پس اگر فرماؤ تو میں قبض کروں تمہاری روح کو اور اگر فرماؤ تو ترک کروں اور نہ قبض کروں پس آپنے فرمایا تو میری روح کو

قبض کریگا عرض کی کہ ساتھ اسبات کے حکم کیا گیا ہوں اور یہہ بھی مجکو حکم ہے کہ آپکی بھی اطاعت اور فرمانبرداری کروں پس

چشم مبارک ہو دی سے نظر کی حضرت نے جبرئیل امین کی طرف جبرئیل نے عرض کی یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بدرستیکہ اللہ تعالی مشتاق ہے تمہارا

روایت ہے کہ جبرئیل نے عرض کیا کہ حکم خدا کا دوزخ کا [illegible] اور بہشت کو [illegible]

کرین اور ملائک ملکوت کو اور ساکنان جبروت کو حکم خدا ہوا ہی کہ صف بصف استادہ ہووین کہ روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلی علیین کو
آتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سب بشارتین خوب ہین لیکن مجھے ایسی بات کہ جس سے میرا دل خوشحال ہووے جبرئیل امین نے کہا
تحقیق بہشت سب نبیون اور سب امتون پر حرام ہے جبتک کہ تم اور امت تمھاری بہشت مین داخل نہوو گی حضرت نے فرمایا اس سے بھی زیادہ تر
بشارت دو جبرئیل امین نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق خدا تعالی نے تمکو مقام محمود اور حوض کوثر عطا فرمایا ہے اور فردا قیامت کو ایکی
شفاعت سے آپ کی امت اسقدر بخشی جاویگی کہ آپ راضی اور خوش ہونگے آپنے فرمایا کہ اب راضی اور خوش ہوا مین اور دل میرا خوش ہوا اور آنکھ میری روشن
ہوئی ای ملک الموت آگے میرے آ اور جس کام کی واسطے تجکو حکم ہے بجا لا ملک الموت ساتھ قبض کرنے روح پاک حضرت لولاک کو صلی اللہ علیہ وسلم مشغول
ہوا ایس وقت اوٹھایا حضرت نے ہاتھ اپنا اور کہنے لگے الرفیق الاعلی یعنی اختیار کیا مینے رفیق بلند اور بزرگ کو کہ حضرت رب العزت ہے تا کہ انتقال فرمایا سرای
دنیا سے عالم بقا کو جبرئیل امین نے کہا یا احمد علیک السلام پھر مین نہ آؤنگا اسکے بعد زمین پر کاہے کو آؤنگا مقصود اور مطلوب میرا اہل دنیا سے آپکی ذات تھی
رباعی مرا بیان تو باید شکر چہ سود کند ✤ مرا میان تو باید کمر چہ سود کند ✤ چو یوسفم تو نباشی مرا بمصر چہ کار ✤ چو ہم تو نباشی سفر چہ سود کند
ابیات ہندی مجھے نہ قند سے مطلب کچھ نہ شکر سے کام ✤ فقط ہے اوس لب شیرین کے نیش تر سے کام ✤ ہزار جان سے اوس مو میان پہ
ہون مائل ✤ غرض نہ زلف سے مطلب نہ ہے کمر سے کام ✤ عزیز مصر مین اپنا اگر ہو یوسف ✤ تو مصر کی نہین کچھ خبر اور سفر سے کام ✤
رفیق و یار ہے اپنا اگر نہین ہمراہ ✤ تو کیا ہے ہو بھلا سیر اور سفر سے کام ✤ وصال کیونکہ ہوون غافل ہین یا دے اوسکے مجھکو
ہے آنکھ سے پیمبر افضل البشر سے کام ✤ اور حضرت خاتون قیامت روتی تھین اور گریہ و زاری بے اختیار کرتی تھین اور کہتی تھین
ای پدر بزرگوار میرے قبول کی دعوت پروردگار کی کہ بلایا اوسکو آہ باپ میرے جنت الفردوس ہے جگہ اوسکی آہ باپ میرے جبرئیل کو
پہنچاؤن خبر اوسکی اور نزدیک اوسکی تعزیت کرون اور کسی نے کبھی حضرت کی وفات کی بعد فاطمہ زہرا کو ہنستی نہ دیکھا اور عائشہ
صدیقہ زاری کرتی تھین اور کہتی تھین ہاے آہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہ فقر کو اختیار کیا اور دولت دنیا کیطرف التفات نکیا اور آگے
دین پرور کہ امت کی گناہون کو غم سے کسی رات بستر راحت پر تمام شب آرام نہ کیا اور اسیطرح کی کلام کرتی تھین اور زار زار بے اختیار
روتی تھین اور ایسے ہی سب آل اور اصحاب رسول دوست اور احباب اور خورد و کلان اور جن و انسان زاری مین اور تعزیت مین تھے اور
شہر مدینہ مین گویا حشر بپا ہو رہا تھا اور گھر کے کونہ سے یہ آواز آتی تھی السلام علیکم یا اہل البیت ورحمت اللہ وبرکاتہ کل نفس ذائقۃ
الموت وانما توفون اجورکم یوم القیامۃ یعنی سلامتی ہو تمپر اے اہل بیت نبی کی اور رحمت اللہ کی اور برکتین اوسکی ہر جان ہی
چکھنے والی ہے مزا موت کا اور سوا اسکے نہین پورے دیے جاؤگے تم اجر اور ثواب دن قیامت کے اور یہ آواز آتی تھی کہ ہر مصیبت کے

لیے خدا کی پاس تسلی ہے اور ہر فوت ہوی کا خلیفہ ہے پس ساتھ خدا کی اعتماد اور اعتماد و وثوق رکھو اور اوسکی طرف رجوع کرو اور جزع فزع مت کرو اور حقیقت مین مصیبت زدہ وہ ہی کہ جو ثواب سے محروم رہی ہوئی جو کہ مصیبت مین صبر کرے اور ثواب حاصل کرے گویا اوسی مصیبت نہین ہے کہ ثواب آنحضرت کا اوسکی ہاتہ لگتا ہے علی مرتضی نے فرمایا کہ یہ آواز خواجہ خضر کی ہے کہ تعزیت اور عذر خواہی کرتا ہے اور آسمان سے یہ آواز آتی تھی و اغماہ اور اس واقعہ جانکاہ سے اصحاب کا یہ حال ہوا کہ گویا روحین اونکی بدنون سے پرواز کر گئین اور بعضونکی عقل سلب ہوگئی اور بعضونکی گویائی جاتی رہی اور بعضون کو جنون ہوگیا اور بعضے شل ہوگئے اور جسوقت کہ روح مبارک بدن اطہر سے نکلی سب نے ایک خوشبو سونگہی کہ کبہی ویسی لطافت کی بو نہ سونگہی تہی اور بعضی بیبیونکی ہاتہ مین ازواج مطہرات سے کہ بدن مبارک کو ہاتہ لگاتی تہین اور خدمت بجالاتی تہین مدتون تک خوشبو رہی کہ بو مشک و عنبر کی اوس سے منفعل اور شرمندہ ہوتی تہی روایت ہی کہ ابوبکر صدیق نے بتین بار حضرت کی پیشانی چومی اور کان زاری اور بیقراری کی عمر فاروق کو اس حادثہ عظیم سے ہوش و حواس نہ رہا تہا اور کہتی تہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات نہین پائی ہے اور جو کوئی یہ بات کہیگا مین اوسکو قتل کرونگا حضرت صدیق اکبر نے ہرچند فہمائش کی لیکن وسوقت اونہون نے نہ مانا کہ صدیق اکبر کو حق تعالے نے صبر اور استقلال عطا فرمایا اور منبر پر چڑھی اور خطبہ پڑہا اور وہ آیتین کلام اللہ کی جن مین حق تعالے نے خبر دی ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی پڑہین سب لوگ حضرت عمر کو چھوڑکر حضرت ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئے اور اونکی کلام کو سچ جانا اور یقین جانا کہ حضرت نے وفات پائی اور صدیق اکبر نے اہل بیت کی تشفی اور تسلی اور تعزیت کی اور کہا غسل اور تجہیز اور تکفین حضرت کی تم بجالاؤ حضرت مرتضی علی اور فضل بن عباس نے غسل دیا اور فرشتون نے کہ وہ دیکھائی نہ دیتی تھی اور آپکو برہنہ نہین کیا اور پیراہن کی اوپر سے غسل دیا اور بعد غسل کے چند قطرہ حضرت کی گوشہ چشم مین اور ناف مین رہ گئی تہی کہ علی مرتضی نے پی لیے اور وہ سبب زیادتی عرفان اور علم اور حفظ کا ہوا اور تین سفید کپڑون مین آپ کو کفن کیا اور روایت ہے کہ جبرئیل بہشت سی لاکر حضرت کو دی گئی تہی کفن پر ملا اور سجدہ گاہون کو لگایا اور مرتضی علی نے اوسمین سے کچہ اپنی واسطے رکہا اور جسطرح آپنے وصیت کی تہی اوسی طرح آپ کا جنازہ رکہا کہ لوگ فوج فوج آتی تہی اور نماز جنازہ کی پڑہتے تہی اور کسی نے ان نمازون مین امامت نہین کی اور وفات آپ کی پیر کی دن ہوئی اور منگل کے دن قبر مین رکہی گئی اور درمیان مین اس اثنا کی آپ کی قبر کی جگہہ مقرر کرنے مین آپس مین اختلاف رہا پہر صدیق اکبر کے کہنے سے وہ ہی جگہہ مقرر ہوئی کہ جسجگہ آپ نے انتقال فرمایا تہا کہ معمول نبیون کا یون ہی ہوتا رہا ہے اور علی اور عباس اور عقیل وغیرہ اہل بیت کی مردون نے قبر مین رکہا اور پہر سب پہلے فاطمہ زہرا کے گہر عذر خواہی کو آئی اور حضرت فاطمہ نے کہا کہ کیون کر تمہارے دل نے

یاد رہی تھی کہ تمنو نے پیغمبر بنی پر خاک کو ڈالا اور دفن کیا سب نے عرض کی کہ مقام ناچاری ہے اور اسی طرح حکم باری ہے روایات
سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب نے اور اہل بیت نے آپ کی درد جدائی میں مرثیے کہے ہیں کہ جنکے سننے سے حضرت کی عاشقوں کی اور
مہجوروں اور مشتاقوں کی بیتابی مثل سیماب کی ہوتی ہے ابن جوزی نے لکھا ہے کہ وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بارھویں
تاریخ ربیع الاول کی ہوئی اور اٹھائیسویں تاریخ صفر کی آپ کو شدت ہوئی تھی اور روایت ہے سلمان سے کہ راوی ہے ثقہ راویوں
سے بطریق یقین کے کہ شروع مرض کا بائیسویں صفر کے میں تھا اور وفات دوسری تاریخ ربیع الاول کی ہوئی اور یہہ
روایت غالب ہے کہ سب راوی متفق ہیں اسبات پر کہ حضرت خاتون قیامت بعد وفات حضرت کی چھہ مہینے زندہ رہیں اور
اور تیسری تاریخ رمضان شریف کی آپ کی وفات ہوئی ہے پس تیسری ربیع الاول سے تیسری رمضان تک چھہ مہینے پورے
ہوتے ہیں اور روایت ہے کہ آپکی اس بیماری میں ابوبکر صدیق نے سترہ نمازیں مسجد نبوی میں لوگوں کو پڑھوائیں اور ایک روایت
یہہ ہے کہ وفات پائی حضرت نے پیر کو قبر میں رکھے گئے بدھ کو رات کی وقت اور بعضوں نے کہا ہے منگل کو بوقت سحر کے لکھا ہے
کہ پہلی روایت بہت صحیح ہے واللہ اعلم روایت ہے کہ جو آنکھہ کہ روئے گی اوپر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز دوزخ کی آگ
نہ دیکھے گی اور عمر حضرت کی تریسٹھہ برس کی ہوئی تھی یعنی تین بیسی اور تین برس کی چالیس برس کی بعد پیغمبر ہوئے تھے اور بعد پیغمبری
کی تیرہ برس مکہ میں تشریف رکھی اور دس برس مدینہ میں اور جبکہ حضرت کی وفات ہوئی حضرت امام حسن ساڑھے سات برس کے
تھے اور حضرت امام حسین موافق ایک روایت کی چھہ برس اور دس مہینے اور دس دن کے تھے اور موافق ایک روایت کے ساڑھے
چھہ برس یعنی چھہ برس اور چھہ مہینے کے تھے اور جاننا چاہیے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ بیبیاں نکاحی تھیں
پہلی خدیجہ دوسری سودہ تیسری عائشہ صدیقہ بیٹی حضرت ابوبکر صدیق کی چوتھی حفصہ بیٹی حضرت عمر فاروق کی
پانچویں زینب بیٹی خزیمہ کی چھٹی ام سلمہ ساتویں زینب بیٹی جحش کی آٹھویں جویریہ نویں ام حبیبہ بیٹی ابی سفیان کی بہن امیر
معاویہ کی دسویں صفیہ گیارھویں میمونہ حضرت خدیجہ اور حفصہ نے وفات پائی تھی حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو
آپکی زندگی میں اور نو بیبیاں اوسوقت موجود تھیں کہ جسوقت حضرت کی وفات ہوئی ہے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ میں نے جس عورت سے کہ نکاح کیا ہے بغیر حکم خدا کے اور بغیر پیغام پہونچانے جبرئیل کے خدا کی طرف سے نہیں کیا ہے اور ایسی ہی
جس شخص کو اپنی بیٹی ساتھ نکاح کی دی ہے بغیر حکم خدا کے اور بغیر پیغام جبرئیل کے نہیں دی اور حرم میں حضرت کی چار تھیں پہلی ماریہ
قبطیہ دوسری ریحانہ اور ان دونے حضرت کی زندگی میں آپکے سامنے وفات پائی تیسری کنیزک صاحب جمال کہ بندی میں آئی تھی چوتھی

کنیز کہ زینب بنت جحش نے گذرانی تھی **فائدہ** جاننا چاہیئے کہ سب اولاد حضرت کی بی بی خدیجہ سے ہے مگر ابراہیم کہ ماریہ قبطیہ سے ہیں
اور بہت صحیح روایت یہہ ہے کہ حضرت کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں بیٹے قاسم اور عبد اللہ اور ابراہیم ہیں اور طاہر او طیب لقب عبد اللہ
کا ہے کہ بعد پیغمبر ہونے کی پیدا ہوا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ طاہر اور طیب جدے جدے بیٹے ہیں اس قول کے موافق بیٹے پانچ ہوتے ہیں قاسم
نے دو برس کی عمر پاکر وفات پائی مکہ میں اور عبد اللہ نے بھی مکہ میں وفات پائی اور عمر بہت چھوٹی تھی شاید کہ برس دن کی بھی نہوئی
تھی اور ابراہیم مدینہ میں آٹھویں برس ہجرت کی پیدا ہوا تھا اور عمر ایک برس قریب چھہ مہینے کی پاکر وفات پائی اور حقیقت حضرت
کے بیٹیوں کی یہہ ہے کہ پہلی بیٹی زینب ہے سب بیٹیوں میں بڑی نبوت سے پہلے پیدا ہوئی تھی اور نکاح اوسکا اوسی کی خالہ کی بیٹے
سے کہ نام اوسکا ابو العاص ہے ہوا تھا اور وہ اسلام لایا تھا اور اصحاب سے تھا وفات زینب کی حضرت کی زندگی میں ہوئی
آٹھویں برس ہجرت کی دوسری رقیہ ہے اور نکاح اوسکا حضرت نے حضرت عثمان سے کیا وہ بھی حضرت کی زندگی میں اس جہان فانی
سے عالم جاودانی کو تشریف لیگئیں روایت ہے کہ فاطمہ زہرا رقیہ کی قبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلو میں بیٹھی ہوئی روتی
تھیں اور حضرت اپنی چادر کی کونہ سے آنسو اونکے پونچھتے تھے اور تسلی کرتی تھی تیسری ام کلثوم ہے حضرت نے رقیہ کی وفات
کے بعد ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان کے ساتھ کیا وفات ام کلثوم کی بھی حضرت کی زندگی میں نوین برس ہجرت کے
ہوئی چوتھی بضعہ مصطفے فاطمہ زہرا سلام اللہ علی سیدہ الورا علیہا میں سب سے عمر میں چھوٹی اور مرتبہ میں بڑی تھی **فائدہ**
بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اصحاب اور احباب نے متفق ہوکر ابو بکر صدیق کو رضی اللہ تعالے عنہ خلیفہ اور
جانشین آپ کا کیا اور صدیق اکبر نے اون لوگوں کو کہ کافر اور مرتد ہو گئی تھی اور آپ کی وفات کے بعد اسلام
سے پھر گئی تھی اور زکوۃ دینا موقوف کردی تھی تنبیہ اور تعذیب کرکر اور فہمائش اور نصیحت فرماکہ پھر درست
کیا اور دین کی راہ پر لائے اور مسیلمہ کذاب نے کہ دعوے پیغمبری کا کیا تھا اور ہزار ہا خلق اللہ کو گمراہ کر دیا تھا اوپر
لشکر اہل اسلام کا بھیجا اور خالد ابن ولید کو امیر کیا جنگ عظیم ہوئی خلق اللہ کثیر کام آئی آخر کو فتح اہل اسلام کی ہاتھ ہوئی
اور مسیلمہ مارا گیا اور جہنم کو پہنچا حقیقت یہہ ہے کہ بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی کشتی کا تختہ اسلام کا یہ ہلا تھا حق تعالے
نے اپنی حبیب کی برکت سے ابو بکر صدیق کو نوح اس کشتی کا بنایا کہ ایسی طوفان کو دفع کیا مناقب اور فضائل ابو بکر صدیق
کی بے حد و بیشمار ہیں کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
محبت ابی بکر کی اور عمر کی ایمان ہے اور بغض اونکا کفر ہے اور فرمایا محبت ابو بکر کی اور شکر اوسکا واجب ہے اوپر ہر مسلمان کے

امت میری سے اور فرمایا کہ روح القدس جبرئیل نے خبر دی مجھکو کہ افضل اور بہتر تیری امت کا بعد تیرے ابوبکر ہے ۞ ——

و معلوم جاننا چاہیے کہ روح روان نبی شمع شبستان علی زاہد زمان عارفۂ دوران سعدن رشد و ہدایت حضرت خاتون قیامت علیہا
التحیۃ والرضوان مین اخلاق الانس و الجان ساتھ کمال تقوے اور طہارت اور ریاضت اور معرفت کی موصوف تھین چنانچہ القاب آپکے
مبارکہ اور طاہرہ اور زاکیہ اور راضیہ اور مرضیہ اور بتول ہین اور آپکو اپنے پدر بزرگوار کی ساتھ اسقدر محبت تھی کہ حالت
عشق کی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حضرت خاتون کے ساتھ اس مرتبہ الفت تھی کہ اپنے اہل بیت مین سے اور اپنی اولاد مین
کسیکے ساتھ نہین تھی چنانچہ حضرت جبکہ سفر کو تشریف لیجاتے تو سب گھر کی لوگون کو وداع کر کر آخر کو حضرت خاتون سے ملکر اور وداع
کر کر سوار ہوتے تھے اور جبکہ سفر سے آتے تھے پہلے سب سے حضرت فاطمہ سے ملتے تھے پھر اپنی بیبیون کے حجرہ مین تشریف لیجاتے اور
ملاقات کرتے تھے شیخ نجم الدین عمر نسفی رحمۃ اللہ نے روایت لکھی ہے کہ ایکدن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر رونق افزا
ہوئے اور دیکھا کہ خاتون قیامت ملول اور خفا بیٹھی ہین اور روتی ہین حضرت نے سبب رونیکا پوچھا حضرت خاتون نے عرض کی کہ
یا رسول اللہ بر سبیل حکایت کی کہتی ہون نہ بر سبیل شکایت کے کہ تین دن گذرے ہوئے ہین کہ ہمارے گھر مین کچھ کھانیکو نہین
حسن اور حسین کہ طفل صغیر ہین تاب صبر کی نہین رہی اور آج ان دونو لڑکون نے یہہ کہا کہ کوئی لڑکا جہان مین ایسا ہوگا جیسے کہ ہم
بھوکے ہین یہہ بات سنکر مجھپر جہان تاریک ہوگیا ہے اے باپ میرے اگر کوئی بندہ ساتھ خدا تعالے کی دعا مین اور مناجات
مین گستاخی کرے کچھ عیب تو نہین ہے حضرت نے فرمایا خدای تعالے اپنے خاص بندونکی گستاخی کو دوست رکھتا ہے پس حضرت خاتون
گھر کے ایک کونے مین گئین اور نماز پڑھی اور دعا کی اور ہاتھ اوٹھائے اور روئین اور کہا اے خدا جانتا ہے تو کہ عورتونکو طاقت
پیغمبرونکی سے نہین ہوتی اگر تیری تین سات باپ میرے کی راز اور بھید دئے پیغمبر ہے میرے تئین طاقت اون اسرار اور راز اور بھید کی
نہین یا تو مجھکو ویسی طاقت دے یا اس رنج و بلا سے مجھکو راحت اور مخلصی دے یہ حضرت خاتون نے کہا اور بیہوش ہوگئین کہ امین جبرئیل
امین نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھو حضرت نے فرمایا کیا ہے جبرئیل نے کہا فاطمہ نے فرشتون کو رلا دیا ہے
کہ سب عرش مین ہین آپ اوٹھکر فاطمہ کی مدد اور خبر لیجے حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خاتون کے پاس گئے
دیکھا بیہوش ہین اونکی سر کو زمین سے اوٹھا کر اپنی گودی مین رکھا حضرت خاتون ہوش مین آئین اور اوٹھین شرمندگی
سو سر نیچے ڈالی ہوئے حضرت نے فرمایا اے فاطمہ نحن قسمنا کی آیت پڑھ اور خدا کو قاسم یعنی بہت قسمت کرنیوالا اور
بانٹنیوالا جان تو مشقتین تجھپر آسان ہو دین اور حضرت نے ہاتھ مبارک اپنا حضرت فاطمہ کے سینہ سے

سینہ پر رکھا اور دعا کی خدایا اسکو بھوک کی رنج سے محفوظ کر دے حضرت خاتون فرماتی ہین کہ اوسدن سے اذیت
گرسنگی کی اور بھوک کی میرے دلسے جاتی رہی یعنی ہر چند کہ فاقے ہوتے تھے لیکن اوسکا رنج اور اذیت اور بی جیسی کچھ نہ
معلوم ہوتی تھی اور یہ جاننا چاہیے کہ یہہ اختیار کرنا ریاضت اور نفس کشی کا اپنی واسطے اور اپنی اہل بیت کے واسطے تھا ورنہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسی دعا اونکی فراغت اور ترقی دنیا کی واسطے مانگتی قبول ہوتی کہ پیغمبر کی دعا رد نہین ہوتی ہے
القصہ حضرت خاتون قیامت کو سوا اور جدائی پدر بزرگوار کے اور غم فراق سید الابرار کے کچھ بیماری اور رنج تھا فرد عاشقی پیداست
از زاری دل ✤ نیست بیماری چو بیماری دل ✤ رات دن بیقرار رہتی تھین اور زار زار روتی تھین روایت ہے پانچ شخصونکی
برابر جہانمین کوئی نہین رویا ایک حضرت آدم کہ جب بہشت سے نکالے گئے دوسرے حضرت یعقوب حضرت یوسف کے غم مین
تیسرے حضرت یوسف قیدخانہ مین چوتھی حضرت فاطمہ زہرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غم سے پانچوین حضرت زین العابدین
حضرت امام حسین کے غم مین الغرض تاب توانائی حضرت فاطمہ زہرا کی بالکل جاتی رہی و طاقت نشست و برخاست کی مطلق نرہی
اور زمانہ رحلت فرمانے کا عنقریب آپہنچا حضرت خاتون نے حضرت مرتضیٰ رضی کو اپنی پاس بلایا اور کہا کہ یا حیدر کرار اور ای دوست غمخوار
چار وصیتین کرتی ہون پہلی اول یہہ کہ اگر کبھی میری طرف سے تیری خدمت گذاری مین اور اطاعت اور فرمانبرداری مین کچھہ قصور
ہوا ہو اور غبار ملال کا تیرے آئینہ خاطر پر آکے اوپر بیٹھا ہووے تو مجکو معاف فرما اور بخشدے حضرت علی نے کہا مین شکر گذار ہون تیرا اور
دل میرا تیری طرف سے کہ تو صاحب دل صاف ہے اور تو میری پاس غمگسار ہے نہ آزار دہ جفا کار ہے اور تو گل بوستان سعادت ہے نہ خار مغیلان
ضلالت ہے حاشا کہ مین تجسے خفا ہون اب وصیت دوسری فرما حضرت فاطمہ نے کہا دوسری وصیت یہہ ہے کہ میری حسن اور حسین کو اور اونکی
بہنونکو بہت عزیز رکھیو اور ایسا کوئی دقیقہ شفقت اور رحمت کا فروگذاشت نکیجو تیسری وصیت یہہ ہے کہ مجکو رات کے
وقت دفن کیجیو اور قبر مین رکھیو کہ جیسے کسی بیگانے کی نظر زندگی مین مجپر نہین پڑی ہے ایسی ہی چاہیے کہ بعد مرنے کے بھی کسی کی
نظر میرے جنازہ پر نہ پڑے اور چوتھی وصیت یہہ ہے کہ میرے قبر پر آیا کیجیو اور زیارت میری موقوف نفرمائیو کہ میرا موجب راحت
اور آرام کا تو تھا اور مونس اوقات صبح و شام کا تو تھا حضرت شیر یزدان شاہ مردان سنکر خروش مین آگئے اور بے
اختیار زار زار رونے لگے اور ساتھہ زبان حال کے مضمون اس مقال کا کہتے تھے قطعہ دلدار یا کناره
مے طلبد ✤ در کوی فراق خانہ میطلبد ✤ تیرے ز کمان ہجر مے اندازد ✤ در سینہ ما نشانہ میطلبد ✤ قطعہ ہندی
وہ اپنے جانے کا مجھسے بہانہ کرتا ہے ✤ دل اپنے ہجر مین ترتیب خانہ کرتا ہے ✤ کمان فرقت دوری سے تیر مارتا ہے

مارتی ہے ٭ ہمارے سینہ کو داغ سکانش نہ کرتا ہو قطعہ سفر کا ارادہ ہے دلدار کا ٭ تو ان بخش جان و دل زار کا ٭
وہ گل جب ہوا اس گلستان سے دور ٭ تو پھر رو رہے ہجر کی خار کا ٭ بعد اسکے حضرت علی مرتضی کو کہا ای فاطمہ وصیتین تیری سب
قبول کین ہیں اور سب بات اللہ تعالی سے بجا لاؤنگا اب تو کرم فرما کر میری بھی وصیتین سن تو حضرت فاطمہ نے کہا فرمائیے علی مرتضی نے
کہا اول یہ کہ جو مجھسے تیری خدمت میں کچھ تقصیر ہوئی ہووے تو معاف فرما اور بخش دے دوسرے یہ کہ جسوقت کہ فردوس برین میں اپنے
پدر بزرگوار کی خدمت میں پہنچو تو میری طرف سے کہیو کہ ہجران زدہ اور غم خوردہ ہون جناب رسالت مآب کو سلام پہنچائیو تیسری
یہ کہ میری کچھ شکایت جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کیجیو حضرت فاطمہ نے کہا اے علی اتنی مدت میں کہ مین ساتھ تیرے رہی کبھی حرکات ناہنجار
تیری سے ایسی چیز نہیں دیکھی ہیں نہ ایسی بات تیری زبان فیض بیان سے نہیں سنی ہین کہ موجب شکایت کا ہووے بلکہ مدام تجسے مردانگی
اور مروت اور جوانمردی اور فتوت اور حسن مقال اور لطف افعال دیکھا ہے نظم بیت اے سراپا چشم خورشید مین مردمک ٭ جون
تو اندر جہان لطف در یک آدمی قطعہ تجھ میں خوبیاں ہین مری جان یہ کہاں ٭ جیسا ہے باکمال تو انسان
یہ کہاں ٭ یون خوب اور بھی ہون جہان بیچ تو مگر ٭ اوصاف بے شمار کی ہے کان یہ کہان ٭ روایات
سے ثابت ہوا ہے کہ شاہزادہ کونین حضرت امام حسن و امام حسین اپنے والدہ ماجدہ کا حال تنگ دیکھکر دم بدم
آہ کھینچتے اور گریہ و زاری کرتے اور از راہ شفقت [illegible] روتی تھی اور اپنی جان کھوتی تھی اور حضرت
خاتون دنیا و دین اور غمزدہ ہو ہاؤنکی طرح طرح سے کرتی تھین لیکن تاب وطاقت انکی رنج کی دیکھنے کی نہیں رکھتی تھین
اسواسطے حضرت علی سے کہکر اونکو حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی روضہ مبارک پر بھیجا کرتی تھین روایات سے ثابت ہوا ہے
کہ حضرت خاتون قیامت خاتمہ نبوت جنت کو قریب رحلت کی یہ فکر بہت تھی کہ ایسا نہو کہ کوئی میرے جنازے کو دیکھے اور
کسیکی نظر میرے قد و قامت پر پڑے کہ اسمین بے پردگی ہوتی ہے کہ حبشہ سے نقشہ گہوارے کا دیکھکر آئی تھی حضرت فاطمہ کے واسطے کھجور
کی لکڑیون سے گہوارہ بنایا کہ اوسمین کچھ بدن نہین معلوم ہوتا تھا حضرت فاطمہ نے دیکھکے پسند کیا اور راضی ہوئین اور مسکرائین لکھا
ہے کہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوا ایک مرتبہ یہ گہوارہ دیکھکر مسکرائین ہین ورنہ حضرت کی وفات کے بعد اپنی زندگی
مین ان چھ مہینے مین کبھی ہنسی نہین روایت ہے کہ جسدن کہ فاطمہ زہرا نے دنیا سے انتقال فرمادین گی حضرت علی گھر سے باہر تشریف لے گئے تھے
تو حضرت فاطمہ نے سلمی سے کہ کنیز آزاد کی ہوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی فرمایا کہ پانی میرے غسل کے واسطے تیار کر سلمی حکم بجا لائی حضرت
فاطمہ نے غسل کیا اور پوشاک پاکیزہ پہنی اور بستر اپنا گھر میں بچھوایا اور بستر پر تشریف لیگئیں رو بقبلہ لیٹیں اور ہاتھ سر کے تلے رکھا اور

اسما بنت عمیس کو بلا کر کہا کہ فلانی جگہہ کافور بہشت کہ میری باپ کی واسطی جبرئیل لایا تھا اور آپنی ایک حصہ اپنی واسطی لیا تھا اور
دو حصہ مجکو دیئی تھی تو وہ لا کہ ایک حصہ اوسمین سے بین لگاؤنگی اور ایک حصہ علی کا ہو اسما بموجب فرمودہ کے حکم بجا لائی اور فرمایا مجھو انہین
کپڑون مین دفن کیجیو اور قبر مین رکھیو اور مجکو برہنہ نہ کیجیو اور ارشاد کیا کہ اب تم میرے حجرے سے باہر جاؤ اور دروازہ بند کر دو کہ مین اپنے اللہ سے
مناجات کرون اسما کہتی ہین کہ مین نے دروازہ بند کر کر کان اپنا دروازہ سے لگایا کہ سنون مین کہ حضرت خاتون کیا مناجات کرتی ہین کہ
حضرت فاطمہ نے گریہ وزاری اور مناجات بیچ درگاہ حضرت باری کی شروع کی کہ ای خدای تعالیٰ بحرمت پدر بزرگوار میرے کی اور بحرمت
شوق دیدار میرے کی اور بحق درد دل مرتضیٰ علیؑ کی میری مفارقت سے اور بحق سوز حسن اور حسین کی میری مصیبت سے او پر گنہ گاروں کے
میرے پدر بزرگوار کی امت سے رحمت کر اور سر گناہ سیہ کار بیچارون سے درگذر پس مناجات کرتی ہوئی حجرہ عنا اور رکلیہ فنا سے ساتھ
حیا بقا اور روضہ بقا کی انتقال فرمایا اور مضیق باوحشت و کلال سے طرف نزہت آباد قرب وصال کی تشریف لیگئین شاہزادون نے
یہ حال اپنی مادر شفیق کا دیکھکر کمال زاری اور بیقراری کی حضرت مرتضیٰ علیؑ گھر مین آئی اور یہ ماجرا دیکھا اور کہا ای فرزند رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بعد جناب رسالت مآب کے صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ و آل درد منزل کو ساتھ تیری تسکین دیتا تھا مین بعد تیرے
کسکے ساتھ تسکین دونگا اور حضرت علی بہت روئے اور نہایت غمگین اور پریشان ہوئے اور یہ دو بیتین فاطمہ زہرا کی مرثیہ مین کہین
قطعہ لِكُلِّ اجْتِمَاعٍ مِنْ خَلِيلَيْنِ فُرْقَةٌ ؞ وَكُلُّ الَّذِيْ دُوْنَ الْفِرَاقِ قَلِيْلٌ یعنی ہر دوستون کی مل بیٹھے ہین
جدائی ہونے والی ہے اور ہر بلا کہ ہے آسان ہے سواے جدائی کی بلا کے کہ یہ بہت سخت ہے وَاِنَّ افْتِقَادِيْ فَاطِمًا بَعْدَ اَحْمَدَ
دَلِيْلٌ عَلٰى اَنْ لَّا يَدُوْمَ خَلِيْلٌ ؞ اور تحقیق گم کرنا میرا فاطمہ کو بعد احمد کے جدائی کی صلی اللہ علیہ وسلم دلیل ظاہر ہے اسپر کہ
کوئی دوست کسی کا عالم مین ہمیشہ نہ رہیگا **رباعی** لذت وصل جسقدر بائی ہے ؞ اوسکی دونی غم جدائی ہے ؞ ہجر
ہجر سخت ہے جز وصل ؞ نہین اس درد کی دوائی ہے ؞ القصہ حضرت علی نے بموجب وصیت فاطمہ زہرا کی اوسی
غسل سے کہ حضرت خاتون نے اپنی جیتے جی کیا تھا اور اونہین کپڑون مین دفن کیا اور قبر مین رکھا اور لکھتے ہین کہ یہہ
مخصوصات فاطمہ سے ہے یعنی یہہ بات اونہین کے لیے خاص تھی اور کسیکے لئے درست نہین ہے اور مشہور روایت یہہ ہے کہ
بموجب وصیت اور فرمودہ حضرت فاطمہ کے اسما بنت عمیس نے غسل دیا اور حسن اور حسین پانی لاتی تھی اور اپنی مادر غمگسار پر
ڈالتی تھی اور غم وفات مادر بزرگوار سے روتی تھی اور بموجب وصیت فاطمہ زہرا کی علی مرتضیٰ نے گھواری مین جنازہ بنا کر رات ہی
کو دفن کیا اور قبر برابر کیا اور نماز جنازے کی حضرت علی نے یا عباس نے پڑھوائی صبح کو سب اصحاب اور اشراف حضرت علی

گلہ کیا کہ ہمین دفن کرنے کی خبر نہ کی حضرت علی نے عذر کیا کہ وصیت حضرت خاتون قیامت کی ایسی ہی تھی وفات زہرا کی پیر کے دن
منگل کی رات کو تیسری تاریخ رمضان شریف کی چھ مہینے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ہوئی عمر شریف آپکی اٹھائیس
برس کی تھی اور قبر شریف آپکی موافق ایک روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے اور بسبب روایت دوسری کے بقیع مین اور
اب دونو مقام مین زیارت کرتے ہین اور دونو مقام مین قبر نہین ہوئی ہے یہہ بھی اثر آپکی عفت اور عصمت کا ہے کہ بعد موت کے بھی پردہ نہ
کار رہا کہ کونسی ہے **فائدہ** حقیقت فاطمہ زہرا کی اولاد کی یہہ ہے کہ تین تو بیٹے ہین اور تین بیٹیان بیٹے حضرت امام حسن اور امام حسین
اور محسن اور بیٹیان زینب اور ام کلثوم اور رقیہ محسن اور رقیہ نے سن طفولیت مین وفات پائی یعنی بہت چھوٹے اور خورد سال تھے
کہ فوت ہوئے اور زینب کا نکاح علی مرتضی کے بھتیجے سے ہوا یعنی عبداللہ بیٹا جعفر طیار کا اور ام کلثوم رضہ کا نکاح علی مرتضی نے
حضرت عمر ابن الخطاب کے ساتھ کیا ہر چند کہ ام کلثوم بہت چھوٹی تھین اور عمر خطاب کے بہت بڑے تھے عمر تھی لیکن حضرت عمر نے یہہ فائدہ
سمجھا تھا کہ میرا رشتہ اہل بیت سے ہوا اور یہہ شرف اور سعادت مجھکو حاصل ہوا اور قیامت کو یہہ بات میرے کام آوے اور حضرت علی نے
یہہ فائدہ سمجھا تھا کہ عمر کے برابر کوئی شخص اس زمانہ مین مقرب اور مقبول خدا و رسول کا نہین ہے صلی اللہ علی محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

مخزن پانچوان بیچ ذکر وفات اسد اللہ الغالب مظہر العجائب والغرائب شیخ المشارق والمغارب علی ابن ابی طالب کے کرم اللہ وجہہ

اور بیچ ذکر وفات گل گلستان رسول سرور دل و جان جناب بتول مقبول بارگاہ ذی المنن حضرت امام حسن کے سلام اللہ علیہما
وعلیہ ارباب سیر اور اصحاب خبر لکھتے ہین کہ بعد وفات حضرت سید کائنات فخر موجودات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کے ابوبکر
صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے دو برس اور تین مہینے خلافت کی اور ایک عالم کو ارشاد اور ہدایت کی بعد اسکے بیمار اور بیمار ہوئے بائیسوین
تاریخ جمادی الثانی کی منگل کے دن تیرھوان برس تھا ہجرت کا اس دنیا سے طرف دار بقا کی تشریف لے گئے اور عمر آپکی تریسٹھ برس کی تھی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ مین دفن کئے گئے بعد انکے باتفاق سب اصحاب کے حضرت عمر رضہ فاروق خلیفہ ہوئے اور حضرت عمر نے دین محمدی کو
کمال رونق دی اور کوہ اور شہر اور بیابان اور بحر دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور ہو گئے اور مناقب حضرت عمر کے حد سے افزون ہین
روایت ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ نے کیا ہے حق کو اوپر زبان عمر کے اور اوپر دل عمر رضہ کے اور عمر فرق کرنے
والا ہے کہ فرق کیا ہے اللہ نے ساتھ اوسکے حق مین اور باطل مین روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضہ سے کہا اے
بھائی میرے نہ بھولنا ہمکو اپنی دعائے خیر مین اور فرمایا کہ عمر رضہ چراغ ہے بہشت کے لوگون کا اور حقیقت انکی وفات پانے کی
یہہ ہے کہ ایک شخص تھا ابو لولو آتش پرست وہ مسجد مین آکر اندھیری مین مسجد کے کونے سے لگ کر کھڑا ہو رہا جب حضرت عمر مسجد مین

صبح کی نماز کے واسطے آئے اور لوگوں کو نماز کے واسطے جگانے لگے ابو لولو نے خنجر مارا پہلو میں اور ران میں زخم آیا حضرت عمر کی اور
بدھ کے دن زخمی ہوئے تھے اور ہفتہ کو رحلت فرمائی چھبیسویں تاریخ ذی الحج کی اور تیئیسویں برس ہجرت کی اور مدت آپکی خلافت
کے دس برس اور چھ مہینے اور چار دن ہیں موافق ایک روایت کی اور دفن کیے گئے حضرت عمر بیچ روضہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی اور سال حضرت عمر کی عمر کے تریسٹھ تھے بعد اونکی وفات کی باتفاق سب اصحاب کے حضرت عثمان ذوالنورین خلیفہ ہوئے زیب و زینت
دین اسلام کو اونسے بھی بہت ہوئی اور مناقب حضرت عثمان کے بھی بہت ہیں کلام اللہ کو جمع کیا اس ترتیب سے کہ وہ مقبول خدا
اور روح مصطفیٰ کا اور تمام اہل دنیا کا ہے روایت ہے عائشہ صدیقہ سے جس وقت کہ داخل ہوتا تھا عثمان اوپر رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضرت اپنے بدن کے کپڑوں کو جمع کر لیا کرتے تھے اور بدن کو خوب ڈھانک لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے آیا حیا نکروں میں اوس شخص سے
کہ جس سے خدا کے فرشتے حیا کرتے ہیں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن جاتا تھا ساتھ میرے عثمان کہ نزدیک میرے اوس وقت ایک
فرشتہ تھا کہا اوس فرشتہ نے کہ عثمان شہید ہے قتل کریگی اسکو قوم اسکی اور ہم فرشتے حیا کرتے ہیں اس سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ البتہ داخل ہونگے بہشت میں بغیر حساب کے ستر ہزار شخص بسبب شفاعت کرنے عثمان کی اونکی واسطے اور حالانکہ وہ ستر ہزار
آدمی ایسے گنہگار ہونگے کہ قابل اور لائق دوزخ اور نار کی ہونگی یعنی دوزخ میں ڈالنا اونکی واسطے واجب اور مقرر ہو گیا ہوگا لیکن بسبب
شفاعت عثمان کے بہشت میں داخل ہونگے **فصل** جاننا چاہیے کہ قصہ حضرت عثمان کی وفات کا مختصر یہ ہے کہ ابن ابی شرح حضرت
عثمان کی طرف سے شہر مصر کا حاکم اور عامل تھا لیکن بے نہایت ظالم اور جاہل تھا مصر کے لوگوں پر ظلم اور تعدی کمال درجے کی تھی ایک
کہ ساتھ سو آدمی مصر کے اور سردار وہانکے مدینہ مبارکہ میں بیچ خدمت حضرت عثمان کے حاضر ہوئے اور اوسکا ظلم اور تعدی بیان
کیا حضرت عثمان نے محمد کو کہ بیٹے حضرت ابوبکر صدیق کے ہیں حاکم کیا اور فرمان حکومت کا اونکے نام لکھدیا اور اون کو ساتھ اصحاب
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجرین و انصار سے اور ساتھ مصر کے لوگوں کے کہ آئے ہوئے تھے مصر کی طرف روانہ کیا اور ابن ابی
شرح کے واسطے حکم بھیجا کہ وہ برطرف ہووے اور معزول ہووے تو وہ نا معقول معقول ہووے محمد بن ابی بکر اور اہل مصر رخصت ہو کر مصر کی طرف
روانہ ہوئے تین منزل چلے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ ناگاہ ایک کالا سا شتر سوار دوڑائے ہوئے اونٹ کو چلا جاتا ہے لوگوں نے پوچھا
تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے کہا اوس نے کہ میں غلام امیر المومنین عثمان کا ہوں مصر کے حاکم پاس امیر نے مجھکو بھیجا ہے لوگوں نے کہا حاکم
مصر کا تو ہم میں ہے یہ محمد ابن ابی بکر کہا کہ مجھکو ابن ابی شرح کے پاس بھیجا ہے پوچھا کوئی خط بھی تجھکو دیا ہے
اوس نے انکار کیا لوگوں نے جو تلاشی کی تو اوسکی چھاگل میں سے خط عثمان کا نکلا کہ اوسپر مہر تھی حضرت

عثمان کی مہر دیکھا تو اوسمین لکھا تھا ہمنے محمد بن ابی بکر کو فرمان دیکر مصر کے لوگونکے ساتھہ بھیجا ہے تو کسی حیلہ سے
مارڈالیو اور فلان فلان کو مصر کی لوگونمیں سے قتل کیجیو اور اپنی کام پر قایم رہیو سب لوگ یہ دیکھکر حیران ہوئے اور غلام کو ساتھہ
لیکر اولٹے مدینہ کو پھر آئے اور حضرت علی کو ساتھہ لیکر حضرت عثمان کی خدمت مین حاضر ہوئے حضرت علی نے حضرت عثمان سے پوچھا
کہ یہ غلام کسکا ہے کہا میرا ہے پوچھا یہ اونٹ کسکا ہے کہا میرا ہے پوچھا یہ خط پر مہر کسکی ہے کہا میری ہے لیکن واللہ باللہ کہ مجھکو خط لکھنے
کی اور مہر کرنے کی اور غلام کے جانے کی مطلق خبر نہین ہے سب لوگون نے خط کی نوشت مین اور اوسکی حرفون مین نظر کی
پہچانا کہ خط مروان کا ہے کہ وہ ہی حضرت عثمان کا منشی تھا اور مہر اوسکے پاس رہتی تھی اور مروان حضرت عثمان کا رشتہ دار بھی
تھا سب اصحاب کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قول کا یقین ہوا اور یہ بھی سب جانتے تھے کہ عثمان کبھی جھوٹی قسم نکھاویگا حاشا کہ عثمان سے
ایسی بات ہوئی لیکن مصر والون کو اعتبار نہ آیا اور اونھون نے حضرت عثمان کے شہید کرنے کا دلمین ارادہ مصمم کیا اور مروان کو حضرت
عثمان سے طلب کیا حضرت عثمان نے مروان کو اونکی حوالہ نہ کردیا اس خوف سے کہ کہین مروان کو لوگ مار نہ ڈالین اصحاب بھی یہانتک
سے رنجیدہ ہوکر چلے آئے اور مصر کی اور کوفہ کی لوگون نے حضرت عثمان کے مکان کو گھیر لیا اور بلوہ عام ہوگیا اور حضرت عثمان
کے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور دانہ اور پانی بند کیا اور ہنگامہ کئی دن رہا ہرچند اصحاب لوگون کو فہمایش کرتی تھی اور سمجھاتی
تھی لیکن لوگ نہین مانتے تھے آخر کو حضرت عثمان نے کوٹھی پر چڑھکر پکارا کہ ای قوم تم مین علی ہی کہا نہین پھر کہا سعد ہے کہا نہین پھر حضرت
عثمان نے کہا کوئی علی کو میری مصیبت کی خبر کرے پس جب حضرت علی کو خبر پہنچی اور آپ نے جانا کہ عثمان تشنہ ہے اور پانی اوسکو نہین
پہنچتا اور لوگ اوسکی قتل کی فکر مین ہین تین مشکین پانی کی ساتھہ کتنے لوگون کے بنی ہاشم اور بنی امیہ سے بھیجین پانی بدقت تمام حضرت عثمان
کے پاس پہنچا اور کئی غلام بنی ہاشم اور بنی امیہ کی زخمی ہوئے جب یقین ہوا حضرت علی کو کہ لوگ عثمان کو قتل کرینگے پس حضرت
امام حسن اور حضرت امام حسین اور قنبر کو کہ اونکا غلام ہے بھجوایا اور فرمایا کہ تم تلوارین باندھے ہوئے جاؤ اور عثمان کے دروازہ
پر کھڑے رہو اور خبردار کسو کو اندر جانے نہ دینا اور حضرت طلحہ نے اور حضرت زبیر نے اور بعض اصحاب اور نے بھی اپنے بیٹونکو ساتھہ
شاہزادونکی کردیا اور سمجھا دیا کہ کسی فسادی کو پاس عثمان کے جانے نہ دیجیو اور اوسکی حفاظت قرار واقعی کیجیو پس دونون شاہزادون نے اور
اصحاب کے فرزندون نے آکر دیکھا کہ بلوہ عام اور غوغای تمام ہو رہا ہے اور حضرت عثمان کے گھر کی اندر اوپر سے تیر مار رہے
ہین چنانچہ مروان کہ اندر تھا اوسکے بھی تیر لگا لیکن کارگر نہوا شاہزادون نے ہرچند مزاحمت اور محافظت کی لیکن اون لوگکا
ہجوم کثیر تھا اور سنگ اندازی اور تیر اندازی لوگ کر رہے تھے حضرت امام حسن کا چہرہ مبارک خون آلودہ ہوا اور محمد بن طلحہ کا

طلائی تھا خون آلودہ ہوا اور قنبر کے سر مین چوٹ آئی کہ سر اوسکا پھٹ گیا پس یہہ حال دیکھکر محمد ابن ابی بکر کو خوف آیا کہ ایسا نہو
کہ بنی ہاشم حسن اور حسین کا یہہ حال دیکھکر غصہ مین آوین اور جنگ عظیم درپیش آوے اور جو کہ ارادہ اپنا ہی قتل عثمان کا وہ نہوسکی پس یہہ حکم
اور دو شخص کو مفسدون مین سے اپنے ساتھہ لیکر حضرت عثمان کے گھر مین دیوار پر سے کودا جبکہ یہہ تین شخص گھر مین پہونچے اوسوقت حضرت عثمان
کلام اللہ کی تلاوت کرتے تھے اور لوگ حضرت عثمان کے ساتھہ کی کوٹھون پر چڑھے ہوئے تھے اور دونون شاہزادے دروازہ پر تھے الغرض کسیکو خبر
نتھی کہ اندر کیا ہوتا ہے پس محمد ابن ابی بکر نے حضرت عثمان کی داڑھی پکڑی حضرت عثمان نے فرمایا واللہ اگر دیکھتا تجکو باپ تیرا اسحال مین کہ تو
مجھسے درپیش آیا ہے بہت تجھسے بیزار اور خفا ہوتا یہہ سنکر محمد کا ہاتھہ ڈھیلا پڑا اور حضرت عثمان کو چھوڑ دیا پس وہ دو شخص انسان صورت شیطان
سیرت نزدیک حضرت عثمان کے ہوئے اور اوس امام بررہ اور قاتل فجرہ کو مقتول اور شہید کیا شمشیر دغا اور تیغ جفا سے اور قطرہ آپکے لہو کے
قرآن شریف کے اس آیت پر پڑے فسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیم معنی آیت کے یہہ ہین کہ بس قریب ہے کہ کفایت کریگا اور عوض لیوے گا تیرا
اللہ اون لوگون سے اور وہ یعنی اللہ سننے والا ہے اور جاننے والا ہے پھر محمد اور وہ دونون قاتل بھاگ کر دیوارون پر سے اوتر گئے بی بی حضرت عثمان
کی جو آپکے پاس تھی کوٹھی پر چڑھکر چلائی کہ امیر المومنین قتل کیا گیا اور شہید ہوا پس داخل ہوئے گھر مین جو لوگ پہرے پر تھے اور اونکو ذبح کیا گیا اور وہ جماعت بدخواہون
اور شیاطین کی متفرق اور منتشر ہوگئی اور پہونچی یہہ خبر حضرت علی اور طلحہ اور زبیر اور سعد کو یہہ سب اور مدینہ کے لوگ ملکر حضرت عثمان کے
گھر آئے اور اون کو دیکھکر کہا انا للہ و انا الیہ راجعون اور روئے اور عقلین سب کی گم ہوگئین کہ یہہ کیا ہوگیا کہ امیر المومنین بیچ مین مظلوم شہید ہوا
حضرت علی نے غصہ مین آکر حضرت امام حسن کو طمانچہ مارا اور حضرت امام حسین کے سینہ مین ہاتھہ مارا اور حضرت طلحہ اور زبیر کی بیٹون کو سخت اور
سست کہا اور فرمایا کہ کیونکر خلیفہ رسول خدا کا صلی اللہ علیہ وسلم مارا گیا اور تم دروازہ پر بیٹھے ہو حالانکہ اسواسطے بھیجا تھا کہ اوسکو
دشمنون سے بچانا اور اوسکی خوب سی محافظت کرنا سب نے عذر کیا کہ ہم دروازہ پر تھے اور اندر کسی کو جانے نہ دیتے تھے مکان کے پیچھے کی راہ کو خبر نتھی
پھر حضرت مرتضی علی نے حضرت عثمان کی بی بی سے جاکر پوچھا کہ یہہ ماجرا کیونکر ہوا کہا اوسنے کہ دو شخص آئے گھر مین اور ساتھہ اونکے محمد ابن
ابی بکر تھا اور اون دونون شخص نے قتل کیا حضرت شاہ نے محمد سے کہا کہ یہہ کیا کہتی ہے اوسنے کہا یہہ جھوٹ نہین کہتی ہے تحقیق قسم خدا کی کہ مین
داخل ہوا تھا عثمان پر اور مینے ارادہ کیا تھا کہ قتل کرون عثمان نے میرے باپ کا ذکر کیا پس مینے چھوڑ دیا اور توبہ کی
طرف اللہ کے اور وہ دو شخص مارکر نکل گئے اور بھاگ گئے خدا جانے کہان گئے روایت ہے کہ مروان اپنے پسر کو ساتھہ لیکر اوس
ہنگامہ مین نکل گیا اور بھاگ گیا الغرض وفات حضرت عثمان کی جمعہ کے دن اٹھارہوین تاریخ ذی الحجہ کی یا چوبیسوین
تاریخ ہوئی اور اکثر روایتون سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ ایام تشریق کے بیچ مین وفات ہوئی ہے کہ گیارہوین بارہوین

تیرہوین ہے واللہ اعلم بالصواب اور برس ہجرت کے تھے پینتیس اور عمر آنکی تھی اسی اور دو برسکی یعنی بیاسی برسکی اور حجرے کے بیچ مین کہ بقیع مین ہین کا نام ہے دفن کئی گئی اور بارہ بارس او بارہ دان کم خلافت کی ہے **فایدہ** پھر دوسرے دن حضرت عثمانکی قتل سو سب اصحاب نے متفق ہوکر حضرت علی کو خلیفہ کیا اور سب نے حضرت شاہ محبوب الہی سو بیعت کی لیکن بعضی اصحاب کو شبہ اور دغدغہ ولیکن رہا کہ حضرت عثمانکو حضرت علی نے قتل کروایا ہے اور عثمان کے قاتلونکو علی نے چھپایا ہے پس حضرت طلحہ اور حضرت زبیر مکہ کیطرف گئی اور حضرت عایشہ صدیقہ کہ حج کیواسطے گئین ہوین تھین اونسی ملے اور قصہ حضرت عثمانکی قتل ہونیکا اور حضرت علی کے خلیفہ ہونیکا سب کہا اور تہمت قتل عثمان کی حضرت علی پر کی اور حضرت عایشہ کو اوپر مخالفت حضرت علی کی برانگیختہ کیا اور سب طرفون سے لوگون کو بلایا اور جمع کیا اور لشکر کشی کرکر بصرہ کو آئی اور مشہور کیا کہ ام المومنین عایشہ صدیقہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی علی سے قصاص عثمان کا چاہتی ہین اور عثمان کے قاتل کہ علی نے چھپا رکھی ہین انہونکو طلب کرتی ہین اور مانگتی ہین چونکہ علی قاتلونکو نہین دیتے اسواسطے لڑائی ٹھہری ہے تو امر حق ظاہر ہووے پس جبکہ یہہ خبر حضرت علی کو پہونچی اپنے رفیقون اور دوستون اور خادمونکو ہمراہ رکاب کے لئی ہوئے عراق کی طرف روانہ ہووے بصرہ کے پاس ملاقات کی حضرت عایشہ اور طلحہ اور زبیر سے اور عذر درمیان مین لائے اور کہا کہ عثمان کے قاتل میرے پاس نہین ہین اگر مجھکو معلوم ہووے تو مین خود اون سے امیر المومنین عثمان کا قصاص لیتا القصہ شبہ علی کیطرف سے کہ دلو نین تھا بالکل رفع نہوا اور جنبیونکی جنبیون سے لڑائی ہوئی اسواسطے کہ حضرت عایشہ کی طرف بہی وہ اصحاب تھے کہ جنکی واسطے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہین بہشت کی بہشت انہی لوگون پر واجب ہے اور ایسی ہی حضرت مرتضی علی کیطرف تھی کہ اونکو بشارتین بہشت کی دین ہین آخر الامر دونون فرقونمین جنگ عظیم ہوئی آخر کی لڑائی مین کہ جسکو جنگ جمل کہتے ہین عایشہ صدیقہ جمل پر یعنی اونٹ پر کجاوہ مین سوار تھین اور گرد اونکی شیران کارزار اور دلیران شیر شکار حاضر تھے اور آتش جدال اور قتال کی شعلہ زن تھی غازی ان دونون طرف کے داد شجاعت کی دیتے تھے یہانتک دونون گروہ نے بیچ مردمی اور مردانگی کی کوشش اور کشش کی کہ زبان قلم کی اوسحال کو لکھنے سے زخمی ہوتی ہے اور شگاف کہاتی ہے اور رسالک اشتری کہ سپہ سالار فوج حیدر کرار قاتل کفار کا ہے نہایت کے مرتبہ مین جرأت اور دلاوری کی آخر کو حضرت عایشہ کی اونٹ کی پاؤن کٹ گئی اور اونٹ گرا حضرت علی نے محمد ابن ابی بکر کو عایشہ صدیقہ کے اونٹ کی پاس بہیجا تا اپنی بہن کی حفاظت کری اور جب پیرو گی ام المومنین کی نوبت فتح یاب ہونے جناب ولایت مآب کی یہہ ہوا کہ حضرت علی نے حضرت عایشہ صدیقہ کو باعزاز واکرام تمام مدینہ منورہ کو بہجوایا تا اپنی مکان مین بعزت و حرمت رونق افزا ہین روایت ہے کہ جنگ جمل مین ستر ہزار آدمی حضرت عایشہ کی طرف کی اور تین ہزار آدمی حضرت علی کی طرف کے کام آئے روایت ہے کہ

ایکدن حضرت عایشہ مدح اور تعریف حضرت علی کی کرتی تھین کہ لوگون نے کہا کہ تمنے کیون اونسی جدال اور قتال اور لڑائی
ٹھرائی ہی حضرت عایشہ روئین اور کہا کہ مجہی خطا ہوئی اور مینے توبہ کی اللہ کی طرف اور فرمایا کہ علی نزدیک میری سب سی بہتر اور
اچھا ہے پہر حضرت شاہ شجاعت دستگاہ بصرہ سے کوفہ کو تشریف لائی معاویہ بن ابی سفیان نے ملک شام کی فوجین لیکر حضرت علی
پہ خروج کیا اور قصاص عثمان کا حیلہ اوٹھا کر حضرت شاہ ولایت پناہ سی ارادہ جنگ کا کیا کوفہ سی حضرت علی چلی اور شام سے امیر
معاویہ صفین مین آکر مقابلہ ہوا کتنی مدت لڑائی درپیش رہی اور صفین ایک مقام کا نام ہی آخر کی لڑائی یہ ہی کہ جسکو لیلۃ الہریر کہتی
ہین حضرت شاہ دلدل سوار شہسوار میدان کارزار شہامت وصرامت پناہ جلادت وبسالت دستگاہ قامع باب خیبر قاطع بنیان
ہر ستمگر رافع اعلام شرع مصطفے دافع اقوام جور وجفا ناصر دین سید المرسلین قاہر اعداء دین متین اسد اللہ الملک العلام قاتل اہل غار ملک شام
غالب کل غالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھوڑے پہ سوار تھی اور دستار مبارک نبوی سر مبارک پہ بندھی
ہوئی تھی اور داد دلاوری اور اسد اللہ کی میدان کارزار مین یہ تھی کہ ایک مرتبہ اون شیر کردگار حیدر کرار نی ساتھ دس ہزار
سوار کاردیدہ اور جنگ آزمودہ کی اوپر قوم بغی اور فساد کی اور اہل شقاق وعناد کی حملہ کیا صفین کی صفین دشمنونکی برہم مار دین اور الٹ
دین اور کشتونسی پشتی بنادی اور نالہ خون کے بہہ گئی کہ دست و پا گھوڑونکی بسبب پامال ہونی خون کی ایسی معلوم ہوتی تھی کہ گویا مہندی سی رنگین
ہین اور بازو لشکر شام کا لوٹ گیا اور قوت حس حرکت شامیونکی زایل ہوئی امیر معاویہ نے عمر عاص سی کہا کہ وہ اونکا وزیر اور مصاحب
ہے یا ابا عبد اللہ آج کی دن استقامت اور صبر کیا چاہیی تو کل کو ہم فخر کرین گی عمر عاص نے کہا کہ سچ کہتی ہین لیکن آج موت برحق ہے
اور زندگی باطل اگر ایک حملہ ایسا ہی حیدر کرار شیر پروردگار نی اور کیا تو پہر ہم مین سے ایک بہی باقی نرہیگا اور اوسدن مالک
اشتر نی بہت دلاوران اور پہلوانون کو بی سر دیا کیا اور بہت لوگ سپاہ نصرت پناہ کی بہی گلگونہ شہادت سی سرخرو ہوکر
عروانی ادبطرف دار القرار کی راہی ہوئی بعد اسکی پہر دونو لشکر مانند دریای اخضر کی موج مارنی لگی اور مثل دو کوہ فولاد کی ایک دوسری
پہ حملہ کیا اور آوازہ نقارہ رعد مثال سی ان زلزلۃ الساعۃ لشیء عظیم کا مضمون روشن ہوگیا اور حقیقت تکاد السموت یتفطرن
دونون پہ کھل گئی اور گرد وغبار سیاہ سی درمیان آسمان زمین کے سیاہی چہا گئی سردار اسلام کی مقابل مخالفونکی تکبیر کہتی ہوئی بیچ پناہ
نصر من اللہ وفتح قریب کی کوشش مین تہی اور آتش حرب کی نہایت تیز اور گرم ہوئی حال جنگ کا یہانتک پہنچا کہ سوار پیادہ ہوئی اور زانو
زمین پہ ٹیک کر خنجرونسی اور تلوارونسی لڑتی اور ہزارون خنجر زہر بجہی خون دلاورونسی شنگرف گون ہوی اور سیاہی غبار مین کچہ کسیکو نہ سوجہتا
تہا اور اوسدن نماز نماز ہوگئی فقط اشارونسی ہوئی یہانتک کہ آفتاب غروب ہوگیا لیکن جنگ قایم رہی اور علم گڑ گئی اور نیزی اور تلوارین ٹوٹ گئین

دلاور اور بہادر باہم دست و گریبان تھی اور خنجر اور تیغ افشان تھی روایت ہے کہ بوڑھے بوڑھے لوگ ملک شام کی بیچ لیلۃ الہریر کے بیچ
التجا اور گریہ و زاری کرتے تھے یعنی بوقت کشت و خون کی روتے تھے اور چلاتے تھے اور کہتے تھے خدا کی واسطے لڑائی موقوف کرو اور خدا سے ڈرو کہ ہزاروں مردوں میں کچھ تھوڑے
سے باقی رہی ہیں رحم کرو اور ہمارے زنوں اور فرزندوں پر بخشش فرماو کوئی نہ سنتا تھا کہ یہ کیا بکتے ہیں اوس رات میں حضرت شجاعت مآب کرامت
انتساب صاحب ذوالفقار حیدر کرار نے پانسو تئیس مرد لاور کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا اور ایک یہ روایت ہے کہ زیادہ نوسو کو قتل کیا تھا آخر کو
صبح ہوئی اور آفتاب بلند ہوا اوسوقت قتال و جنگ موقوف ہوئی موافق ایک روایت کی لیلۃ الہریر میں تیس ہزار آدمی طرفین کے کام آئے
اور موافق دوسری روایت کی دو ہزار اور اکثر آدمی سپاہ ظفر پناہ شاہ عالی جاہ کی اور ساتھ ہزار آدمی طرف ثانی کی قتل ہوئی اور ان سب لڑائیوں
میں کل آدمی حضرت شاہ جلادت دستگاہ کی طرف کی قریب بیس ہزار کے اور طرف ثانی کی فوج سے ایک لاکھ اور قریب بیس ہزار کے قتل ہوئے اور مارے
گئے الغرض لیلۃ الہریر کی صبح کو یعنی جبکہ وہ رات تمام ہو چکی معاویہ ابن ابی سفیان نے خط ایسا کہ جسمیں کمال عاجزی اور منت داری لکھی تھی
بیچ خدمت سراپا جرات امام المسلمین امیر المومنین کے بھیجا اور صلح اور معاف کرنا چاہا حضرت شاہ انجم سپاہ نے در جواب اوسکو باتیں سخت اور درشت
لکھیں اور اوسدن مردم طرفین کی کشتوں کی لاشیں اوٹھاتی تھیں اور دفن کرنے میں مشغول رہے اور حضرت علی شیر کردگار نے اپنی لشکر ظفر پیکر میں
حکم دیا کہ کل کی لڑائی کے واسطے اسباب اور آلات حرب و جنگ کی تیار کرو کہ کل بغیر جنگ اور پاس ناموس و ننگ ... در پیش ہے اور معاویہ ابن
ابی سفیان کی فوج میں خوف اور ہراس کمال تھی اور امیر معاویہ یہ حکم امیر کبیر روشن ضمیر کا سنکر مانند بید کی لرزان اور بہت حیران
و پریشان تھا کہ عمر عاص کو بلا کر کہا کہ کچھ حیلہ کیا چاہیئے تو شاہ مردان شیر یزدان کی ہاتھ سے مخلصی ہو اور جان بچے پس عمر عاص نے یہ تدبیر کی کہ
لڑائی کے دن جسوقت صفین طرفین کی فوج کی مقابل استادہ ہوئیں قریب سات سو یا پانسو کو قران شریف نیزوں اور بھالوں کے سر سے
بلند ہوائی اپنی فوج میں اور سردار قوم شام کے ساتھ کمال عاجزی کی آگے آئی فوج شیر خدا علی مرتضی کی اور متصل ہو کر باواز بلند کہا کہ
ای قوم عرب کی خدا سے ڈرو اور اپنی زنان و فرزند پر رحم کرو اور ہاتھ جنگ اور لڑائی سے باز رکھو نہیں تو جب تم سب فنا ہو جاوگی تو جیسے
فوج روم اور فارس کی آکر سب تمھاری زن و فرزند کو پکڑ کر لیجاویگی اور اسیر و دستگیر کریگی اور دیکھو یہ کہ ہم میں
اور تم میں قرآن درمیان میں ہے اور ابو الاعور کہ سپہ سالار ہے معاویہ کی فوج کا قرآن شریف سر پر رکھکر بیچ میں دونوں فوجوں
کے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر آگے کھڑا ہوا اور کہا یہ کتاب خدا کی ہم میں تم میں حاکم ہے اور ہمارے تمھارے درمیان میں
ہے حضرت شاہ حقایق آگاہ ہر چند فرماتے تھی اپنی فوج کے لوگوں سے کہ یہ مکر اور فریب ہے اور یہ اپنی جان بچانے کے لیے
حیلہ کرتے ہیں واللہ خدا سے کریم اور قرآن عظیم سے کب یہ ڈرتے ہیں لوگ کہ لڑائیوں سے بہ تنگ آگئی تھی اور اکثر معیاد

کیطرف سے مال رشوت کا اوڑا گئے تھے اور اکثر اس حیلہ سے بھی فریب کہا گئے تھے صلح پر راضی ہو گئے اور خواہ مخواہ صلح کروادے اور آخر کو ایسا ہی ہوا کہ جو حضرت شاہ دل آگاہ نے فرمایا تھا کہ طرف ثانی عہد و پیمان پر قایم نرہا اور ہو العہد اوسکے جو کچھ کی تھی کہو البیٹہ گئی امیر معاویہ طرف شام کی اور حضرت ولایت مآب طرف کوفہ کی اور آپ نے کوفہ مین رہنا اختیار کیا پھر خوارج نے یعنی خارجیون قوم نے خروج کیا حضرت حیدر کرار قاتل اشرار نے نہروان پر جاکر اونکی فوج سے مقابلہ کیا جنگ عظیم درپیش آئی آخر کو حضرت شاہ ولایت مہر امارت نے فتح پائی اور سردار اوس قوم کا مارا گیا کہ وہ پستان دراز رکھتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی خبر دیتا تھی کہ علی سے لڑیگا اور معاویہ بار رفتوں ہوگا فایدہ جاننا چاہئے کہ احوال ان لڑائیون کے بیشمار ہین اور کرامتین اور شجاعتین حضرت علی سے ظاہر ہوئے ہین بسیار لیکن اس کتاب مختصر کی گنجایش اونکی لکھنے کی نہین رکھتی علاوہ یہ ہے کہ اختصار اور تہوڑا بیان کرنا ایسے مقام مین لایق اور مناسب ہے اسواسطے کہ فرمایا ہین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت ذکر کیا جاوے میرے اصحاب کا بس چاہئے کہ خاموش اور چپ رہو تم غرض یہہ کہ مبادا کہین تم سے کسی کے جناب مین گستاخی اور بے ادبی کا حرف صادر ہو وے کہ اوسکا مواخذہ اور عذاب بڑا ہے اور دوسرے یہہ کہ مقصود اصلی اور مطلوب دلی مرتب کرنے اور لکھنے اس کتاب سے ذکر شہادت حضرت سید الشہدا حسین ابن علی مرتضی علی جدہ وعلیہ السلام کا ہے اور باقی احوال تہوڑے تہوڑے اسلئے لکھے گئے تو تمہید اور ترتیب کتاب کی استوار رہے اور مطالعہ کرنے والا اسکا اول و آخر قصہ سے خبردار رہے تو بہرہ کافی اور حظ وافی حاصل کرے

فصل

جاننا چاہئے کہ مہر سپہر ولایت ماہ فلک ہدایت کرامت مآب شہامت انتساب امام المشارق والمغارب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ عابد زاہد عالم فاضل تھے اور عارف قائم حافظ عامل تھے جری شجاع جواد کریم اور خلیق رحیم شریف حلیم تھے حکایات عجیبہ آپکی سب کتابون مین مسطور ہین اور کرامات غریبہ سارے عالم مین مشہور ہین فصاحت اور بلاغت مین وحید زمان اور معرفت اور ولایت مین فرد دوران تھے علم صرف کا اور نحو کا اور سیاق سب آپ نے مرتب کیا ہے اور اہل اسلام کے عالمون نے اکثر آپ کے قولون پر فتوے دیا ہے اہل بیت اور سب اصحاب آپ کی مدح خوان ہین اور اولیا اور اہل معرفت آپ کے نام پر دل و جان سے قربان ہین حضرت عمر نے بارہا حق تعالے سے یہہ دعا کی ہے کہ خدایا اوس زمانہ مین مجکو نہ جلانا کہ جس زمانہ مین علی ابن ابی طالب نہو وے اور یہہ بھی بارہا کہا ہے اگر نہوتا علی تو ہلاک ہوتا عمر اکثر قضایا آپ نے ایسے فیصل اور حل کئے ہین کہ کسی کے عقل مین نہ آتی تھی اور اصحاب اونکو سنکر گبہرا گئے تھے ناصر اور معین اور مددگار حضرت ابوبکر کے اور حضرت عمر کے اور حضرت عثمان کے حضرت علی تھے حضرت سید الابرار کے وصی اور جناب کردگار کے ولی تھے روایت ابن عباس سے ہے کہ نہین نازل ہوئین اسقدر آیتین کسیکی شان مین کلام اللہ مین کہ جسقدر علی کی شان

مین نازل ہوئی ہین کہا ابن عباس نے کہ تین سو آیتین علی کی شان مین فرمایا حضرت علی نے جو آیت کلام اللہ کی ہے مین جانتا ہون کہ
کب نازل ہوئی اور کس مقدمہ مین اور کس مقام مین اور کس کے شان مین نازل ہوئی حق تعالی نے مجکو دل عقل کا بھرا ہوا اور زبان فصیح گویا
عطا فرمائی ہے روایت ہے کہ ابن ملجم کہ حضرت علی کے لشکر ظفر اثر مین رہتا تھا ایک سفر مین اوسکا گھوڑا گم ہو گیا آپکی خدمت مین آکر گھوڑا
طلب کیا آپنے اوسکو دیکھکر فرمایا کہ مجکو اسکی ساتھہ ارادہ عطا ہے اور اسی کے ہاتھہ سے میری قضا ہے فایدہ جاننا چاہیے کہ اسد الجبار حیدر کرار
عنقریب زمانہ وفات کی ایک رات حضرت امام حسن کے گھر اور ایک رات حضرت امام حسین کے گھر اور ایک رات حضرت عبد اللہ ابن جعفر کے گھر کہ
آپکے بھتیجے تھے روزہ افطار کیا کرتے تھے اور تین لقمون سے زیادہ نہ تناول کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ دوست رکھتا ہون مین یہہ کہ
خدا سے ملاقات کرون حال آنکہ پیٹ میرا خالی ہو طعام سے اور سبب آپکی وفات کا یہہ ہے کہ عبد الرحمن ابن ملجم اور برگ تمیمی
اور عمر تمیمی کہ یہہ تینون خارجی تھے مکہ مبارکہ مین ایک جا جمع ہوئے اور مشورت اور مصلحت کی آپسمین کہ تین شخصون کو قتل کیا جائے
علی کو اور معاویہ کو اور عمر عاص کو تو ہمارے دل بھی خوش ہووین اور بندے خدا کے راحت و آرام پاوین ایک ایک شخص نے ایک
ایک کے قتل کا ذمہ کیا ابن ملجم نے علی مرتضی کا اور برگ نے معاویہ کا اور عمر نے عمر عاص کا اور یہہ بات آپسمین ٹھرائی کہ سترہوین تاریخ
رمضان کے رات کو وقت چاہیے کہ تینون سے یہہ تین کام بن آوین برگ دمشق کو گیا کہ وہان امیر معاویہ کا مقام تھا اور عمر مصر کو
روانہ ہوا کہ وہان عمر عاص کا مکان تھا اور ابن ملجم کوفہ کو آیا کہ وہان شیر الہی ولایت پناہی تشریف رکھتے تھے ابن ملجم جو نہین کوفہ
مین داخل ہوا نظر اوسکی ایک عورت صاحب جمال پر پڑی دل اوسکا فریفتہ اور جان اوسکی شیفتہ ہوئی ابن ملجم نے اوسسے پیغام نکاح
کا کیا عورت نے کہا کہ مہر میرا تین ہزار درم اور ایک غلام اور ایک لونڈی اور قتل کرنا علی کا ہے اوسنے سب قبول کیا اور کہا کہ مین اسی
کام کے واسطے کوفہ آیا ہون عورت نے کہا کہ مین تیرے ساتھہ ایک مددگار کر دیتی ہون شبیب بن بجرہ اشجعی کو کہ خارجی ہے اوسکو متفق کر دیا
اور نام اوس عورت کا قطام قوم خوارج مین سے ہے اور خاوند اوسکا نہروان کی لڑائی مین جہنم واصل ہوا تھا کہ حضرت علی کی فوج نے اوسے مارا
تھا الغرض سترہوین تاریخ رمضان کو برگ نے دمشق مین امیر معاویہ کو زخمی کیا امیر معاویہ نے چند روز مین شفا پائی اور برگ کو بہت زبون
حال کرکر اور اذیت دیکر مروا ڈالا اور عمر نے مصر مین خارجہ عامری کو عمر عاص کے شبہ مین مار ڈالا اوس رات عمر عاص کے
شکم مین درد تھا خارجہ کو اپنی طرف سے مسجد مین بھیجا تھا کہ امامت کرے سجدہ مین وہ تھا کہ عمر تمیمی نے ساتھہ ایک
ضربہ شمشیر کے کام اوسکا ادا کیا پھر تمیمی پکڑا گیا اور مارا گیا اور کوفہ مین ماجرا یہہ ہوا کہ سترہوین تاریخ رمضان کی
رات کو حضرت ولایت منقبت نور اللہ بدر الدجی صاحب لوا علی مرتضی کے تئین عجب حالت

حالت شوق و ذوق عالی تھی اور بیتابی تھی اور اضطرابی عاشقانہ دمبدم افزون تھی تو حق تھی کبھی صحن خانہ مین آتے تھے اور کبھی اندر جاتے
تھے اور بار بار نظر طرف آسمان کی کرتے تھے اور زبان کرامت بیان سے فرماتے تھے کہ قسم خدا کی نہین جھوٹا مین نہین جھوٹا مین یہہ وہی رات
ہے کہ جسکا مجھ سے حق تعالے نے وعدہ کیا ہے اور کہا حضرت امام حسن نے کہ بیٹا مین نے آج کی رات سید المرسلین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپکی امت کے ہاتھ سے مجھکو کسقدر تکلیفین اور مشقتین پہنچی ہین فرمایا کہ تو ان پر بددعا کر مین نے
یہہ دعا کی کہ خدایا مجھکو جو ان سے بہتر ہون انکی صحبت نصیب کر اور جو کہ مجھ سے بدتر ہون انکو ان پر قایم کر بعد اسکے عالیجناب شاہ بوتراب
نے خاطر کو اوپر جدائی آل اور اولاد اور احباب اور رفقا کے قرار دیکر قصد مسجد کا کیا **بیت** رخت بربستیم و دل برداشتیم ❊
صحبت دیرینہ را بگذاشتیم ❊ **مثنوی ہندی** دلکو صحبت سے اب اوٹھاتے ہین ❊ لو میری جان ہم تو جاتے ہین ❊ بطخین آکر
چہرہ مبارک کیطرف رخ کر کے لگی چلانے اور شور مچانے اور بعضے لوگ لگے اونکو ہانکنے فرمایا آپنے کہ چھوڑ دو انکو اور کچھ مت کہو کہ یہہ
مجھپر نوحہ کرتی ہین اور روتی ہین القصہ حضرت شاہ دل آگاہ دولت خانہ سے قریب صبح کے اندھیرے مین برآمد ہوئے اور مسجد کو چلے اور کہتے
جاتے تھے الصلواۃ الصلواۃ چون آئینہ مسجد کے دروازہ مین داخل ہوئے شبیب نے حملہ کیا اور تلوار چلائی کہ وہ تلوار دروازہ پر پڑی
کہ دوسری ضرب تلوار کی ابن ملجم نے دی اوسنے پیشانی سے لیکر دماغ تک کاٹا اور آپ نے فرمایا فزت برب الکعبہ یعنی خلاصی پائی مین
نے اور اپنی مراد کو پہونچا مین قسم ہے رب کعبہ کی اور شبیب بھاگ کر اپنے گھر مین جا چھپا بنی امیہ مین سے ایک مرد تھا کہ اوسنے جا کر شبیب
کو قتل کیا اور دوزخ کو بھیجا اور ابن ملجم کو لوگون نے گھیر کر پکڑ لیا اور تلوارین چھین لی اور اوس ملعون کو حضرت قتیل تیغ جفا
شہید عشق خدا بازوی محمد مصطفا علی ولی مرتضی سلام اللہ علی محمد و علیہ کے روبرو لے آئے آپنے اوسکو دیکھکر فرمایا کہ جسوقت مین وفات پاؤن
اسکو قتل کیجو اور جو مین بچا تو پھر جیسی میری سمجھ مین آویگا ویسا کرون گا مگر جو مین کھاؤن پیون اسکو کھلانا پلانا اور کچھ اذیت نہ دینا
دونو شاہزادے نالان اور گریان بیقرار اور زار و نزار آئے اور اپنے پدر بزرگوار کی تلوؤن سے آنکھین ملتے تھے اور بے اختیار روتے تھے اور شہر کوفہ
مین واویلا اور وا مصیبتا کا شور تھا **رباعی** افغان کہ راحت دل آرام جان برفت ❊ شاہ زمان و قدوۂ خلق جہان برفت
غم شد محیط مرکز دلہا زہر طرف ❊ کان مرکز محیط کرم از میان برفت ❊ **رباعی ہندی** افسوس راحت دل آرام جان گیا
شاہ زمان قدوۂ اہل جہان گیا ❊ غم کا فلک یہہ مرکز دل پر ہوا محیط ❊ وہ آفتاب شرف الہی کہان گیا ❊ بعد اسکے آپکو دولت خانہ
مین لائے آپنے اپنے اہل و عیال کو جمع کر کر نصیحتین اور وصیتین فرمائین اور پھر کلمہ لا الہ الا اللہ پڑہنا شروع کیا اور سوا اسکے پھر مین کچھ
کلام نہین فرمایا یہانتک کہ اس جہان فانی سے روضۂ رضوان کو خرامان ہوئے اور ستر ہوین تاریخ رمضان کی آخر شب زخمی ہوئے

ہوئی تھی اور بیسوین تاریخ اتوار کے دن رات کے وقت وفات پائی اور رات ہی کو دفن کئے گئے اور قبر آپکی پوشیدہ رکھی اور ہموار کر دی تا خارجی لوگ کچھ بے ادبی نکرین اور بہت صحیح روایت ہے کہ آپ کا مزار نجف اشرف میں ہے کہ جہان اب زیارت گاہ ہے اور ایک روایت یہہ ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آپکے تابوت کو مدینہ کو لے گئے اور ایک روایت یہہ ہے کہ لیجاتے تھے مدینہ کو کہ رات کے وقت وہ اونٹ کہ جسپر آپکا تابوت تھا رات کو غایب ہو گیا عراق کے لوگ کہتے ہین کہ وہ تابوت آسمان کو ابر مین چلا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ پہاڑون مین چھپ گیا اور عمر شریف آپ کی تریسٹھ برس کی تھی اور ہجرت کا برس چالیسوان تھا کہ آپ کا وصال ہوا بعد آپکے انتقال کے ابن ملجم ملعون کو قتل کیا اور حضرت علی کے دوستون اور مخلصون نے بوریے مین اوسکو رکھہ کر پھونک دیا اور خلافت حضرت شاہ عالی جاہ نے چار برس اور نو مہینے کی **فایدہ** جاننا چاہئے کہ نکاح حضرت علی خدا کی ولی نے نو کئے تھے جبتک حضرت بتول عذرا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا قید حیات مین رہین کوئی نکاح اور نہین کیا اور بعد اونکی آٹھہ نکاح کا اتفاق پڑا اور بیٹے آپ کے نیدرہ ہین امام حسن امام حسین محسن حضرت فاطمہ سے اور عثمان عباس جعفر عبد اللہ ابوبکر کہ یہہ پانچون کربلا مین ہمراہ رکاب جناب شہادت مآب حسین ابن ابی تراب کے شہید ہوے ہین اور بعضی روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ چھہ فرزند حضرت مرتضی علی کے کربلا مین شہید ہوے سواے حضرت امام حسین کے اونکے بھی ہون محمد اکبر محمد اوسط محمد اصغر محمد حنفیہ عمر اور نسل آپکی پانچ بیٹون سے جاری ہے امام حسن امام حسین محمد حنفیہ عباس عمر اور بیٹیان آپکی سترہ ہین زینب اور کلثوم حضرت فاطمہ زہرا سے اور باقی اور بیبیون سے ہین واللہ اعلم **فصل** جاننا چاہئے کہ نور دیدہ نبی فرزند پسندیدہ علی محبوب عالم سر علن حضرت امام حسن سلام اللہ علی النبی و علیہ سید حکیم علیم زاہد و عابد صاحب وقار و حشمت جواد و حلیق علاق صاحب کرامت تھے نقل ہے کہ کہا حضرت امام حسن نے حیا آتی ہے مجکو کہ مین خدا سے ملاقات کرون اور نہ جاؤن پا پیادہ حج خدا کے واسطے نہ کیا ہو پھر آپ نے پاپیادہ سفر کر کے پچیس حج کئے اور گھوڑے کوتل آپ کے آگے چلتے تھے روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو سنا کہ خدا تعالے سے دس ہزار درم مانگتا ہے آپنے اپنے پاس سے اوسکو بھیج دئے روایت ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت مین آیا اور حال اپنے فقر و فاقہ کا بیان کیا اور کہا کہ مین پہلے مالدار تھا اور اب محتاج ہون آپنے فرمایا تیرے لایق دینے کو میرے پاس نہین ہے اگر قدر قلیل پر قناعت کرے تو مین کچھہ بھجوا دون اوسنے کہا اے فرزند دختر رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم اگر تو جسقدر کہ دیگا مین شکر کرونگا اور جو نہ دیگا مین عذر کرونگا آپ نے پچاس ہزار درم اور سو دینار اوسکو بھیجے اور بہت سا عذر کیا الغرض صفات کمالی اور کرامات عالی آپ کی خارج از حد بیان ہین **فرد** اگر عمری بباید ام سخن بادوست نظیم من لغت حسن را **فرد ہندی** تمام عمر جو آراستہ کرون مین سخن ٭ نہ تو بھی ہو سکے مجسے بیان نعت حسن ٭ روایت کہ بعد وصال شیر خدا ذی الجلال کو سب اصحاب و احباب نے حضرت امام حسن کو مسند خلافت پر بیٹھایا اور آپ کے ہاتھہ پر بیعت کی جب پیغمبر

خبر معاویہ ابن سفیان کو پہونچی ضحاک بن قیس کو شام مین اپنا نائب کیا اور وہان چھوڑکر آپ ساتھہ ساٹھہ ہزار مرد سپاہ کے کوفہ کیطرف
واسطے عمل کرنے کے اور رحلت مین ملانے ملکون عراق اور عرب کے متوجہ ہوئے اور امیر المومنین ریحان نبی گل بستان علی برگزیدۂ خدا
حسن مجتبے یہہ سنکر سات چالیس ہزار سوار ہوکر اونکے کوفہ سے برآمد ہوئے کوچ کرتے ہوئے قریب مدائن کے پہنچے اور وہان کے مقام اثنای راہ مین
یہہ اتفاق ہوا کہ جراح بن قبیصہ نے کہ شخص خارجی تہا چھپ کر آپکے ران مین خنجر مارا اور جب جراحون نے زخم کا علاج کیا حق تعالے نے شفا بخشی
روایت ہے کہ جب حضرت امام برحق خیر مطلق کے لشکر ظفر پیکر کی خبر مفصل معاویہ اور عمر عاص کو پہونچی عمر عاص نے معاویہ سے کہا متوجہ ہوا ہے
تیری طرف حسن ابن علی ساتہہ فوجون کے کہ پہاڑون کی مانند ہین پیٹھہ پھیرنے والے نہین ہین مرنے والے اور مارنے والے ہین پیغام بھیجا
معاویہ نے عبد الرحمن بن سمرہ اور عبد الرحمن بن عامر کو بیچ خدمت امام انام کے واسطے پہونچانے پیغام کے کہ اوسمین اشارہ اور ایما صلح کا تہا
حضرت امام حسن نے پہلے ہی اپنی یارون سے فرما دیا تہا کہ میرے دلمین کسیکی طرف سے کینہ نہین ہے اور مین یہہ چاہتا ہون کہ مسلمانون مین
خونریزی نہو اگرچہ خلافت کا امر معاویہ کیطرف جاوے بلکہ یہہ بات سنکر اکثر لوگ آپ سے بیزار ہوئے تھے اور بعضے لوگون نے آپ کے
لشکر مین سے کہ بداعتقاد اور بانیٔ فساد تھے آپکی جناب کرامت مآب مین بے ادبیان کین اور اذیتین پہنچائین القصہ حضرت امام نے
اون دو شخصون سے صلح کی کتنی شرطین کین اور اون دونون نے قبول کین اور کہا ہم ضامن ہین اور ہمارا ذمہ ہے کہ یہہ باتین
معاویہ قبول کریگا اور اوسپر عمل فرمادیگا بعد اوسکے وہ دو شخص امیر معاویہ کے پاس آئے اور شرطین صلح کی بیان کین
امیر معاویہ نے ایک اقرارنامہ اپنے طرف سے لکہا اور جو کہ حضرت امام حسن نے فرمایا تہا قبول کیا اور شام کے سردارون کی
مہر کروا کر اوس خط پر امام حسن کی خدمت مین ابن عامر کے ہاتہ بھیجا اور امر خلافت کا اپنی طرف چاہا اور صلحنامہ حضرت امام حسن سے
طلب کیا امام نے کہ وارث نبوت تھے اور خلافت ظاہری سے کچھہ غرض اور مطلب نہین رکھتے تھے صلحنامہ لکھکر امیر معاویہ کے پاس
بھیجدیا مضمون صلحنامہ کا یہہ ہے کہ صلح کی حسن ابن علی نے معاویہ ابن ابی سفیان سے اور خلافت دی اوسے اس شرط پر کہ معاویہ
عمل کرے بیچ خلق اللہ کے ساتہہ کتاب اللہ کے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اوپر طریق پہلے خلیفون کے
کہ ہدایت کرنے والے تھے اور ہدایت کئے گئے تھے اور نکرے معاویہ اپنی زندگی مین یہہ بات کہ کسیکو اپنا ولی عہد کرے بلکہ اوسکے مرنے کے
بعد مسلمان اہل حلم مشورہ کرکے جسکو مناسب جانین اور لائق خلافت کے سمجہین خلیفہ کرین اور اس شرط پر کہ امن مین رہین لوگ شام مین
اور عراق مین اور حجاز مین اور یمن مین ہین دوست اور یار علی کے اپنی جان سے اور مال سے اور زن فرزند سے جہان کہین کہ ہووین
اور اوپر معاویہ کے واجب ہے ان باتون سے عمل کرنا اور یہہ اوسکا عہد و پیمان ہے اور حسن اور حسین اور کوئی اہل بیت

ہین سے اوس سے ظاہر و پوشیدہ دشمنی و کینہ رکھیگا ان شرطونکے بجا لانے پر اور گواہ ہوا سپر فلان فلان و کفی باللہ شہیدا
جب صلحنامہ امیر معاویہ کے پاس پہنچا وہان سے کوچ کرکر کوفہ مین وارد ہوئے اور حضرت بھی مدینے سے کوفہ مین تشریف لائے امیر معاویہ نے چاہا
کہ حضرت امام حسن بھی منبر پر آوین اور میری بیعت کرین تا سبکو معلوم ہو کہ خلافت مجکو ہوئی حضرت امام حسن حسب طلب
امیر معاویہ کے تشریف لائے اور امیر معاویہ سے بیعت کی پھر التماس کیا معاویہ نے حضرت امام ہمام سے تو خطبہ پڑہین اور سب لوگون پر اچھی طرح سے
بیان کرین کہ مینے امر خلافت کا معاویہ کے سپرد کیا پس حضرت امام علی جدہ علیہ السلام منبر پر چڑہکر خطبہ ساتھہ کمال فصاحت اور بلاغت کے پڑہا
بعد حمد صلوٰۃ کے کلمات نصیحت و ہدایت کے زبان فیض ترجمان سے ادا کئے اور فرمایا اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالےٰ نے میرے نانا کے سبب سے تمکو
کفر سے اور جہالت سے نکالا اور پہلے تم ذلیل اور خوار تھے میرے نانا کے سبب سے تمکو عزیز کیا اور امتیاز دیا اور بعد قلت کے تمکو کثیر کیا اور تحقیق ہے
یہ بات کہ معاویہ نے مخالفت کی مجھسے اور جھگڑا کیا امر خلافت مین کہ وہ حق میرا ہے نہ اوسکا لیکن مصلحت امت پر مینے نظر کی اور کشت
خون سے اونکو بچایا کہ اپنا حق معاویہ کو بخشا اور حالانکہ تمنے مجھسے بیعت کی تھی اور عہد کیا تھا کہ جس سے میری صلح ہوگی تم بھی
اوس سے صلح کروگے اور جس سے مین لڑونگا اوس سے تم لڑوگے اب مینے امر خلافت کا معاویہ کو دیا اور اوس سے صلح کی اور جنگ موقوف کی تمہاری
صلاح اور بقا کے واسطے اور تمہاری محافظت جان کے واسطے امیر معاویہ یہہ خطبہ سنکر بہت شرمندہ ہوئے اور معجزہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا ظاہر ہوا کہ فرمایا تھا حسن کے حق مین کہ یہہ بیٹا میرا سید ہوا اور صلح کروادیگا حق تعالےٰ اوسکے سبب سے درمیان دو فرقون بڑونکے
مسلمانون مین سے اور فرمایا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ خلافت بعد میرے تیس برس رہیگی وہ پیچھے اوسکے سلطنت اور امیری
ہوگی جب حضرت مرتضے علی کا انتقال ہوا تھا تیس برس مین چھہ مہینے کم تھے جب چھہ مہینے حضرت امام حسن نے خلافت کی تیس برس پورے ہوئے کہ اسمین
فصل خلافت بحق رہی بعد اسکے پھر نہ رہی اکثر خلیفہ نام کے خلیفہ ہے نفسانیت اور طمع جاہ و مال اور عہد شکنی و ظلم اور جور و جفا
اونکا پیشہ تھا بعد اس صلح کے معاویہ ابن سفیان شام مین گئے اور حضرت امام حسن مدینہ معظمہ مین رونق افزا ہوئے اور اقامت اور رہنا
مدینہ مین مقرر کیا اور ملک کی آمدنی مین سے بمعرفت امیر معاویہ کے کفاف اور خرچ رکاب فیض مآب کا مقرر ہو گیا اور امیر معاویہ کی سرکار سے
سال بسال پہونچتا رہا **فصل** جاننا چاہیے کہ حضرت امام حسن کے نکاح مین ایک عورت تھی کہ اوسکا نام جعدہ بنت اشعث تھی یزید پلید نے
کہ امیر معاویہ کا بیٹا ہے اوس عورت کو پوشیدہ پیغام بھیجا کہ مین تجپر عاشق اور فریفتہ ہون اگر تو مجھہ سے نکاح کیجے تو لاکھہ درم تجھے مہر دونگا
اور بہت سا سلوک و انعام و اکرام کرونگا مگر چاہیے تجکو کہ چشم و چراغ دودمان مصطفے حسن ابن علی مرتضے کو کھانے
مین زہر قاتل دیکر کام اوسکا تمام کر تو یہہ مقصود حاصل ہووی اوس عورت نابکار و مردود دوزخ و نار نے

کئی مرتبہ آپ کو زہر دیا لیکن آپ کی کرامت سے کارگر نہوا آخر کو الماس سودہ دیا کہ اوس سے جگر فاطمہ کے
لخت جگر کا پارہ پارہ ہوگیا روایت ہے کہ جسوقت ثمر شجر خیر البشر کو زہر کا اثر معلوم ہوا اپنے بھائی پیارے حسین کو بلایا
اور گلے سے لگایا اور کہا کہ بھائی اب ہماری الوداع ہے اور رخصت ہے **قطعہ** ما بار فراق بر نہادیم و شدیم ٭
صد چشمہ زخون دل کشادیم و شدیم ٭ کام دل ما تو بودی اندر عالم ٭ ما کام بنا کام بدادیم و شدیم ٭ **قطعہ**
ہندی بار فراق سر پہ رکھا اور ہم چلے ٭ غمگین حزین فسردہ و با چشم نم چلے ٭ اللہ رکھے تم کو سلامت کہ ہم تو اب
ناکام اس جہان سے بدرد و الم چلے بہلے برادر عزیز میں نے خواب میں اپنی نانا اور باپ اور ماں کو دیکھا کہ باغ بہشت
میں مجکو اپنی ساتھ لئی ہوئے سیر کرتے ہیں اور نانا صاحب مجھسے فرماتے ہیں کہ اے حسن خوش ہو کہ تو نے دشمنوں کے
ہاتھ سے مخلصی پائی کل بات کو ہمارے پاس آویگا تو اور جنت میں بخورمی اور خوشی تکلم سیوے گا تو پس یہ خواب دیکھکر میں نے
اس کوزہ میں سے پانی پیا اب حلق سے لیکے ناف تک پارہ پارہ ہوا جاتا ہے اور دل بیتاب ہو رہا ہے حضرت امام حسین نے چاہا کہ اوس
کوزہ کا پانی پیویں تا حقیقت معلوم ہوئے کہ حضرت امام حسن نے وہ کوزہ زمین پر دے مارا اور اوسکے پانی سے زمین پارہ پارہ
ہوگئی بعد اسکے دمبدم آپ کو بیقراری اور اضطرابی زیادہ ہوتی تھی اور ٹکڑے ٹکڑے جگر کے کٹ کٹ کر قے میں نکلتے تھے شہید اور
مظلوم حزین اور مغموم امام کونین جناب حسین حضرت امام حسن کے گلے سے لگے اور موہنہ سے موہنہ ملایا اور پیشانی چومی
اور اسقدر بے اختیار روئے کہ کیسا اوس حال کے دیکھنے کی تاب و طاقت نتھی **فرد فارسی** بگذار تا بگریم چون ابر در بہاران ٭
کز سنگ گریہ خیزد روز وداع یاران ٭ **فرد ہندی** جبکہ مجھسے وداع یار ہوا ٭ درد دل سے میں بیقرار ہوا
میرے گریہ کو دیکھکر اسدم ٭ سنگ بہی غم سے اشکبار ہوا ٭ فصل الخطاب میں لکھا ہے کہ امیر المومنین حسن کو
چھہ بار زہر دیا کارگر نہ آیا پانچ بار کا اور چھٹی بار کارگر آیا امام حسین نے بالین پر حاضر ہو کر پوچھا کہ اے بھائی کس شخص نے
تجکو زہر دیا ہے مجھے ارشاد کیجئے آپ نے فرمایا اے بھائی پدر میرا علی مرتضی چغل خور اور غیبت جو نتھا اور میری ماں فاطمہ
چغل خور اور غیبت جو نتھی اور نانا میرا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم چغل خور اور غیبت جو نتھا اور نانی میری چغل خور اور غیبت جو نتھی
اہل بیت نبوی سے چغل خوری و غیبت جوئی نہیں ہوتی ہے **فرد** راز غم عشق تو در سینہ نہفتیم ٭ با ہیچ کس احوال خویش نگفتیم
فرد ہندی عشق کی تلوار سے زخمی ہے دل جو رہا ٭ حال اپنا لیکن میں نے نہیں ہرگز کہا ٭ سینہ بکینہ درد و غم سے ہو معمور
دل ہی دل میں چپکے چپکے درد سہتے ہیں سدا ٭ اے بھائی وہ شخص کہ گمان میرا اوسکی طرف ہے اگر نفس الامر اور واقع میں

وہ ہے پس شدت عذاب اور عقاب خدای تعالی کی کہ منعم حقیقی ہے سب عذابون سے سخت تر ہی اور جو فی الواقع وہ
شخص ہو تو حیف ہی کہ ایک بے گناہ میرے لئی مارا جاوے روایت ہی کہ آپ نے اوس عورت کو چپکے سے تنہا بلا کے فرمایا کہ اے
بدکار جفاکار مین نے اپنے بہائیون اور فرزندون سے تیرے اس ظلم و جفا کی خبر نہین کی ہی اور مین نے تیری پردہ پوشی کی
اور تجہ تیری قیامت کے محکمہ پر چہوڑی لیکن دنیا مین ہی تو اپنے مقصود کو نہ پہونچی گی روایت ہی کہ آپ نے حضرت امام حسین سے فرمایا کہ میرے تئین
نزدیک نانا جان میرے کے دفن کیجیو اور جو لوگ ہنگامہ کرین اور وہان دفن کرنے نہ دین تو مجکو بقیع مین میری دادی کی قبر کے پاس دفن کیجیو لیکن
بہائی تجکو قسم ہی کہ خون ریزی نکیجیو اور جنگ و جدال نہونے دیجیو روایت ہی کہ حضرت امام حسین سے یہہ بہی فرمایا کہ اے برادر عزیز یا جان پیغمبر
ہم اہل بیت نبوی ہین اور ہم مین نبوت ہی اور خلافت ساتہہ نبوت کے جمع نہین ہوتی میرے باپ کے ساتہ خلافت کے امر مین لوگون نے
کیا کیا اور میرے ساتہہ یہہ کچہہ ہوا اور مین خوب جانتا ہون کہ تجہ سے اور شریر لوگ کوفے کے تجکو خروج ظاہر کرنے کے واسطے بلاوین گے اور طعن سے
تیر اوچ کر دالین گے یعنی ہوگا جو کچہہ ہوگا الغرض اونتیسوین تاریخ صفر کی رات کو حال آپکا متغیر ہوا بہائی اور بہنین اور فرزند
جمع ہوئے اور آپکی خدمت مین حاضر رہے قریب آدہی رات کے آپ نے اپنے فرزندون اور بہنون اور بہائیونکے حق مین حضرت امام حسین سے سفارش کی
اور فرمایا کہ مین نے تمکو خدا کو سونپا اور کلمہ شہادت کا زبان پر جاری کیا اور اس خارستان دنیا کو چہوڑ کر گلستان عقبے مین جا کر صدر نشین ہوئے

مثنوی واحسرتا کہ سرور دان چمن برفت ✽ یعنی کہ نور دیدہ زہرا حسن برفت ✽ از شوق گیسوش جگر نافہ گشت خون
وز ہجر رویش آب رخ نسترن برفت ✽ یعقوب وار دیدۂ نرگس سفید شد ✽ کز مصر ناز یوسف گل پیرہن برفت

مثنوی ہندی افسوس شہ حسن سدہارا ✽ احمد کا گل چمن سدہارا ✽ زہرا کا اور علے کا فرزند
مسموم بصد محن سدہارا ✽ کیا بزم جہان مین ہوئے خوبی ✽ وہ رونق انجمن سدہارا ✽ گلشن مین نہ کسطرح
خزان ہووے جبکہ وہ نسترن سدہارا ✽ دنیا ہی سے دل اوٹہا وصال اب ✽ بلبل وہ شہ زمن سدہارا

فایدہ
وفات آپکی اونتیسوین تاریخ کی ہوئے اور بقیع مین نزدیک قبر مادر علی مرتضی کے گئے گئے اور عمر آپکی سینتالیس برس کی تہی
اور ہجرت کے برس تہی چالیس وہم اور روایت ہی کہ بعد وفات پانے حسن ابن علی حضرت امام حسین نے واسطے دفن کرنے کے
بیچ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عایشہ سے اجازت چاہی فرمایا کہ بہتر ہی اور بہت خوب ہی
پہر نعش جنازہ لیکر چلے اور چاہا کہ حضرت کے روضہ مبارک کے پاس دفن کرین مروان نے کہ امیر معاویہ کیطرف سے
مدینہ کا حاکم تہا ہنگامہ برپا کیا اور مزاحمت کی اور حضرت فرزند شیر خدا شہید بلا مسلح ہوئے اور تیار ہوئی اور آپ کے خادم

اور غلام سب لڑنے کے واسطے تیار ہوئے انکے طرفین سے کچھ تیر چلے اور دو ایک تیر جنازہ مبارک پر بھی پڑے بہین حضرت ابو ہریرہ
نے کہ صحاب پیغمبر خدا سے ہین صلے اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسین کو فہمایش کی اور کہا اپنے بہائی کی وصیت پر عمل کرو اور لڑائی قصہ بکار ہم
اور بقیع مین دفن کرو خیر ویسا ہی کیا روایت ہے کہ مروان نے جعدہ بنت اشعث کو یزید پلید کے پاس بہجوا دیا اور وہ عورت پہنچی اور اپنا
مطلب او سکو کہ وعدہ یزید سے لیکر کیا تہا طلب کیا یزید نے کہا تو نے فرزند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ کیا کیا جو میرے ساتھہ کریگی
وہ عورت زار زار روتی تہی اور کہتی تہی کہ والے حسرت وافسوس کہ دین بہی ہاتھ سے دیا اور مال دنیا بہی حاصل نہوا **بیت** ہے کہ دین
از بہر دنیا دہی از دست داد ؛ بیشکے محروم ماند از دولت دنیا ودین ؛ **رباعی** جسنے دنیا کے لئے دین کو برباد کیا ؛ حق کو ناراض
وشیطان کو بہت شاد کیا ؛ دین و دنیا کو دیا ہاتھ سے بیشک اوسنی ؛ کار نمرود کیا پیشہ شداد کیا ؛ لکہا ہے کہ آپکے چودہ بیٹے
اور دو بیٹیاں تہین ایک بیٹی آپکی کہ قاسم نام ہے کربلا مین اپنے چچا صاحب کے ساتھہ شہید ہوئے اور دو بیٹوں سے آپکی نسل جاری ہے
ایک تو حسن مثنے اور دوسرے زید شہید اور حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سر دفتر اولیا واستاد عرفا خلاصہ دودمان نبوی
گل گلستان مرتضوی حامی ہر شاہ امیر وفقیر محی الدین پیران پیر دستگیر سرور دو عالم غوث اعظم معشوق صمدانی شیخ سید عبد القادر
جیلانی قدس سرہ العزیز حضرت امام حسن مثنے کی اولاد سے ہین اور والدہ ماجدہ آپکی حضرت امام حسین کی اولاد سے ہین پس حضرت غوث اعظم
حسنی حسینی سید ہین اور خوارق اور کرامات اور صفات حسنہ آپکے اظہر من الشمس ہین اور اہل تحقیق اور تدقیق آپکو تیرہوان امام
سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ اہل بیت نبوی مین سے امام برحق تیرہ ہین ایک حضرت غوث اعظم اور باقی دوازدہ امام صلوۃ علی النبی
وعلیہم اجمعین

مخزن چھٹا بیچ ذکر وصف جمیل امام شہید امیر المؤمنین حضرت حسین کے

علی النبی وعلیہ السلام اور بیچ ذکر حال یزید پلید کے علیہ ما علیہ اور بیچ ذکر حال مسلم ابن عقیل کے علیہ الرضوان اوپر آئینہ دل ارباب صفا کے
اور اوپر مرآت احباب باوفا کے مبین اور روشن ہوجیو کہ احوال سنجیدہ اور افعال پسندیدہ حضرت شہید کربلا حسین ابن علی مرتضے کے
زیادہ اس سے ہین کہ تحریر اور تقریر گنجایش رکہے سخاوت اونکی نے نامہ حاتم طائی کو طے کیا اور شجاعت اونکی نے داستان رستم
دستان کو منسوخ فرمایا تاریخ کی کتابون مین لکہا ہے کہ جسوقت آتش قہر اوسشہسوار میدان کارزار کی شعلہ زن ہوتی ساتہہ شرارہ
تیغ برق آثار کے خرمن عمر اعدا کو صاعقہ وار خاکستر کرتی اور آب چشمہ لطف اوس معدن رحمت ومنبع شفقت کا جو ترشح
کرتا غبار جرایم واوزار کو صفحہ حال گنہگارون سے محو فرماتا امام نجم الدین عمر نسفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر تیسیر مین
آپکے خلق عظیم اور حلم کامل کے احوال مین لکہا ہے کہ ایک دن در بیان بوستان

ولایت یاسمن حدیقۂ ہدایت ثمرۂ نخل نبی یعنی حسین ابن علی ساتھ جماعت اشراف عرب کے اور رفقا اہل علم و ادب کے اوپر
دسترخوان کے بیٹھے تھے کہ خادم کے ہات سے کاسہ آش گرم کا اوپر سر شاہزادہ کے گرا اور لوٹ گیا اور وہ آش جلتے ہوئے کے
روی مبارک پر اور رخسارون پر گری شاہزادے نے از روی تعلیم و ادب کے نہ از راہ تعذیب کے تیز نگاہ سے طرف خادم کے دیکھا
خادم نے آیۃ کلام اللہ کی پڑھی اور کہا الکاظمین الغیظ یعنی اللہ تعالے نے فرمایا ہی کہ متقی وہ لوگ ہین کہ پی جاتے ہین غصہ کو شاہزادے نے
فرمایا مین نے غصہ کو پی لیا خادم نے کہا والعافین عن الناس یعنی بخش دیتے ہین تقصیر آدمیونکی آپنے فرمایا مین نے تجکو معاف کیا خادم نے
بقیہ آیۃ کا پڑہا واللہ یحب المحسنین یعنی اور اللہ دوست رکھتا ہی احسان کرنیوالونکو آپنے فرمایا کہ مین نے اپنے ملک سے تجکو آزاد کیا
اور خرچ تیری معیشت کا اپنے ذمہ پر لازم رکھا **قطعہ** آنکہ در و سیرت نیکو بود * آدمی از آدمیان او بود * نیکی مردم نہ نکو روی ہست
خوبی نکو مایۂ نیکوی ہست * **قطعہ ہندی** جسکی ہو نیک خو وہ آدم ہی * نہین تو جانور سے کیا کم ہی * صورت خوب کی
نہین خوبی * خوب سیرت پسند عالم ہی * جناب ولایت انتما خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب مین لکھتے ہین کہ مناقب اور خوبیان
اون صاحبون کی کہ پارہ ہای لخت جگر ہین صلے اللہ علیہ وسلم کے اور خدا نے اونکی شان مین فرمایا ہو * انما یرید اللہ
لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا کیا حاجت بیان کی رکھتے ہین **فصل**
جاننا چاہیے کہ قصہ اسباب کا کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے یزید پلید کو ولی عہد بنایا اور اوس مردود مطرود نے بعد میر
معاویہ کے خلیفہ بنکر کیا کیا کچھ کیا بہت طویل و دراز ہی اور بڑا ہی اگر مفصل لکھا جاوے تو یہہ کتاب بہت بڑی ہو وے
کہ جسے غبار کلال و ملال کا پڑھنے والونکی آئینہ خاطر پر بیٹھے اور لطف نہ ہو اسواسطے ذرۂ بیمقدار خاکسار گنہگار خاک
پاے آل پاک سید الابرار نے حدیث اور تاریخ کی کتابون سے انتخاب کر کے اور چھانٹ کر بہت اختصار سے اپنے ہیچ قلم
احوال رقم کیا تو کتاب بھی مختصر اور چھوٹی رہی اور مطلب بھی فوت نہوئے الغرض جبکہ سبط نبی حسن ابن علی نے رحلت
زندگانی کا طرف سرای جاودانی کے کھینچی یعنی وفات پائی اور رحلت فرمائی بعد اسکے حضرت امام حسین اپنے وطن مین یعنی
مدینہ معظمہ مین رہتے تھے اور بندگی خدای تعالے کی اور ہدایت خلق اللہ کو کرتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
روضہ مبارک کی زیارت سے بہرہ اندوز ہوتے تھے اور کسوسے کچھ غرض نرکھتے تھے لیکن یہہ درپیش آیا کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے
جب سنا کہ حسن ابن علی نے جہان فانی سے طرف سرای جاودانی کے انتقال فرمایا ارادہ مصمم کیا کہ یزید پلید کو کہ امیر معاویہ کا
پسر گوہر ہی اپنا ولیعہد کرے اسلئے پیشتر ازینکہ یزید بیحیا پر ظلم و جفا اور شراب خوار اور جواری اور بدکار حد سے زیادہ تہا اور فسق و فجور علانیہ کرتا تہا

فکر اور تردد تہا کہ ایسے شخص کو کیونکر ولیعہد کیا چاہیے اور اصحاب اور حبابے رسب مسلمان اور اہل ایمان کیونکر اس حرکت سے راضی ہو وینگے اور دوسرے یہہ اندیشہ تہا کہ آج تک سلف سے خلافت کے امر مین کسی نے کسیکو ولی عہد نہین کیا معاویہ ابن ابی سفیان کو یہہ تردد اور تفکر رہتا تہا اور درپے تہا اس تدبیر کے کہ اس اثنا مین حاکم کوفہ کا امیر معاویہ کیطرف سے تہا دمشق مین آیا اور امیر معاویہ کے پاس حاضر ہوکر خلوت مین کہا کہ مناسب یہہ ہی کہ اپنے فرزند یزید کو اپنا ولیعہد کیجیے اور حق پدری بجا لائیے امیر معاویہ نے کہا یہہ کام کیونکر سرانجام ہووے اوسنے کہا کوفہ والونکو تو مین راضی کرلاونگا اور حاکم بصرہ کو چاہیے کہ بصرہ والونکو راضی کرے اور اکثر سپاہ ان دو مقامونمین ہے جسوقت کہ یہانکے لوگ راضی ہوئے پہر سب آسان ہے القصہ امیر معاویہ نے اسکا کام سرانجام اوسیکو سونپا اور اوسنے ہزارہا درم کی طمع لوگون کو دیکر راضی کیا اور امیر معاویہ نے ایک خط مروان کو لکہا کہ اون دونون مین وہ مدینہ کا حاکم تہا کہ مدینہ کے لوگون سے یزید کی بیعت طلب کرے مروان لاکہہ درم عبداللہ ابن عمر کو بہیجے تہے کہ یزید سے بیعت کرین ابن عمر نے وہ درم پہیر دیئے اور کہا میرا دین لاکہہ درم کو بہت سستا ہے اور کسینے اوسکی بیعت اور ولی عہد ہونا قبول نکیا اور حضرت عایشہؓ نے فرمایا کہ معاویہ یہہ کیا بدعت کرتا ہے آج تک یہہ نہین ہوئی پس مروان نے یہان کا سب حال امیر معاویہ کو لکہا القصہ معاویہ ابن ابی سفیان نے بعضونکو درم و دینار کی طمع لائی اور بعضونکو ڈر اور دہشت اپنی دکہائی اور کوفہ اور بصرہ والونکو اور شام کے لوگون کو راضی کیا اور سب نے یزید کی بیعت کرنی قبول کرلی اور بعضے آدمیون نے امیر معاویہ سے کہا کہ حق بات یہہ ہے کہ یزید کو ولی عہد کرنا برا کام ہے اور اسکا بد انجام ہے آخر کو تو پشیمان ہوگا اور بہت پریشان ہوگا امیر معاویہ نے یزید کو بہت سی نصیحتین کین اور سمجہایا کہ برے کام چہوڑے تو قابل خلافت کے ہووے یزید نے بہی لوگون کے دکہلانے کے واسطے اور اونکا دل ہات مین لانیکے واسطے اوس برس حج کیا اور مکہ مدینہ مین مال بہت صرف کیا اور خیرات بہی کی کہ اس بات کی ملکون مین خبر مشہور ہوئی اور کسی شاعر نے ہجو اور کسینے مدح کی القصہ معاویہ نے خط اور پیک بہیجکر سردار اور اشراف اور نامی لوگ کوفہ اور بصرہ اور مصر اور جزیرہ دن کے ملک شام مین بلوائی اور انبوہ کثیر گرد دمشق کے کہ وہ شہر ہے شام مین جمع ہوے اور امیر معاویہ نے پہلے سے اپنے مصاحبون کو فہمائش کرکر اور مکر کی باتین سمجہاکر ایک دن مجلس مرتب کی بعد حمد و صلوٰۃ کے یہہ آیت پڑہی آیت یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم معنی اس آیت کے یہہ ہین اے مسلمانون فرمانبرداری کرو اللہ کی فرمانبرداری کرو پیغمبر کی اور فرمانبرداری کرو حاکمون کی کہ تم مین سے ہین اور پہر تعریف یزید کی بیان کی اور اوسکی شجاعت اور سخاوت اور خلق اور حلم کا ذکر کیا وہ اہل غرض لوگ کہ طمع اور لالچ مین گرفتار تہے اونکو پہلے سے سمجہا رکہا تہا اور مطلب اور مقصود امیر معاویہ کا جانتے تہے

باہم ہوکر ایک روز بولے کہ اے امیر زندگانی کا کچھ بھروسا اور اعتبار نہین ہی اور سرانجام آدمی کا زوال و فنا ہی
تجکو لازم ہی کہ ایسے فرزند ارجمند اپنے کو ولی عہد کرے تو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امن و امان مین رہی اور یزید کی خوبیان
ظاہر و باہر ہین اگرچہ بعضے حق کہنے والون نے اوسوقت بھی یہہ کہا کہ معاویہ نیک اندیشہ کر دیکہہ تو کس شخص کو امت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم پر والی کرتا ہی روز قیامت کو پرسش ہونے والی ہی امیر معاویہ نے کہا یہہ بات سچ ہی مگر صحاب سب بوڑھے ہوگئے ہین اس
کام کے نہین رہی اگرچہ اونکے فرزند ہین لیکن مجکو سب سے اپنا فرزند عزیز اور دوست زیادہ ہی الغرض طوعا و کرہا یزید سے سب نے
خواہ مخواہ بیعت کی اور امیر معاویہ نے مدینہ کو مروان کے تئین لکھہ بھیجا کہ شام مین سب ملکونکے سردارون اور اشرفون نے جمع
ہوکر یزید سے بیعت کرکے تجکو لازم ہی کہ مدینہ کے سب اشراف و صحاب و احباب کو جمع کرکے یزید کی بیعت لی نا خلاف نہ رہے
اور اطمینان ہو جاوے مروان امیر معاویہ کا فرمان بجا لایا مدینہ والون نے ہرگز نمانا چنانچہ اوس مجمع مین عبد الرحمن
ابی بکر سے کلام سست اور سخت صادر ہوئے بیچ حق مروان کے اور قریب تہا کہ خانہ جنگی اور فساد ہووے کہ تئے مین
عائشہ صدیقہ رضی یہہ غوغا سنکر تشریف لائین اور مروان کو برا بہلا کہا اور فرمایا تو وہ شخص ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
تجکو اور تیرے باپ کو مدینہ سے نکلوا دیا تہا اور تجہپر حضرت نے لعنت کی پہر تو میرے بہائی سے کہ صحابی و صحابی زادہ ہی
مقابلہ کرتا ہی اور درشت کلام کرتا ہی مروان خاموش اور شرمندہ ہوا اور صدیقہ دولت خانہ اپنے مین تشریف لیگئین
اور فتنے نے تسکین پائی اور مروان نے سب احوال امیر معاویہ کو لکہا بعد اسکے امیر معاویہ ساتہہ کئی ہزار سوار کے کوچ کرکے
مدینہ منورہ کو آئے حضرت امام حسین اور عبد الرحمن ابن ابی بکر اور عبد الرحمن بن عمر اور عبد اللہ ابن زبیر نے
استقبال کیا اور پیشوائی کو شہر سے باہر برآمد ہوئے اور لوگ بہت پیشوائی کے واسطے نکلے امیر معاویہ نے ان چارون
صاحبون سے کلام درشت اور ناسزا کئے اور حضرت امام حسین سے کہا تیرے خون نے جوش مارا ہی
خدائی تعالی تیرا خون کرا دیگا القصہ یہہ چارون بزرگوار اندیشہ کرکر وقت فرصت کے مدینہ سے مکہ کو راہی
ہوے منزل بمنزل چلکر مکہ مین جا پہونچے عائشہ صدیقہ رضی نے یہہ احوال سنکر امیر معاویہ سے ملاقات کی اور بہت
نصیحتین فرمائین اور فرمایا کہ ان چار شخصون کو آزردہ کرنا اور انکے ساتہہ بے ادبیان کرنی مناسب نہین
کہ صحاب کی اولاد ہین اور حسین ابن علی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسا ہی اوسکا ادب اور اعزاز اور اکرام ہر مسلمان پر
واجب ہی الغرض امیر معاویہ نے کہا اے ام المومنین جو تو نے فرمایا اوسی ہی پر

اوسکی پر عمل کرونگا یہ کہکر ان چار بزرگوار کو جو طلب کیا معلوم ہوا کہ مکہ کو گئی معاویہ ابن سفیان نے بھی مکہ کیطرف کوچ کیا
جبکہ قریب مکہ معظمہ کے پہونچی اشراف مکہ کے استقبال کے واسطے آئے اور حضرت امام حسین اور ابن ابی بکر اور ابن عمر اور
ابن زبیر یہ چار شخص بھی پیشوای کے واسطے تشریف لائے راہ مین امیر معاویہ سے ملاقات ہوی امیر معاویہ نے بہت انکا اعزاز اور اکرام
اور تعظیم کی اور کمال خوشی و خرمی اور اختلاط سے اونکو اپنے ساتھ لیکر شہر مین داخل ہوئے اور تحفہ تحائف اور اسباب
گرانمایہ ہر ایک کے واسطے بھیجا حضرت امام حسین نے پھیر دیا کہ اہل بیت نبوی طمع اور حرص سے پاک ہین بعد
چند روز کے چارون سے وہ ہی بیعت یزید کا پیغام موافق ہر ایک کے مرتبہ اور قدر کے کیا کسو سے نرم اور کسو سے
سخت اور ہر ایک کی طرف سے جواب خلاف مرضی اپنی کے سنا الغرض کئی مرتبہ ان چار شخص سے خلوت اور
خلوت مین سوال بیعت یزید کا کیا اور کبھی طمع مال کی دی اور کبھی شام فوج سی اور اونکے کینہ سے ڈرایا لیکن چارون
مین سے ایک نے بھی نہ مانا کہ ایسی فاسق فاجر بدذات بدصفات کی بیعت ہم کبھی قبول نکرینگے آخر کو امیر معاویہ نے
ناچار ہوکر یہ تدبیر ٹھہرائی کہ اپنی مصاحبون اور یارون کو پہلے سے سمجھا کر ایکدن سب اشرافون اور سردارون کو
قریش کے بلوایا اور ان چارون کو بھی بلایا سب آکر حاضر ہوئے امیر معاویہ منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑہا اور کہا کہ مین نے
ایک تعجب کی بات سنی ہے کہ لوگ کہتے ہین یہ چار شخص یزید کی بیعت سے راضی نہین اور اوسکی بیعت قبول نہین
کرتے اور حالانکہ مین نے خلوت مین انکو بلاکر پوچھا تھا اور اس امر کی مشورت کی تھی انہون نے مہربانیان مجھپر کین
اور ساتھ بیعت یزید کی اقرار کیا اور اس وقت ان کے روبرو اسواسطے مین نے کہا کہ جس شخص کو ان کی طرف سے
شبہ انکار اور تکرار کا ہووے تو وہ شبہ مٹ جاوی امیر معاویہ یہ کہہ رہے تھے کہ شام کے لوگون نے تلوارین میان سے
کھینچین اور یہ بات کہی اگر یہ چار شخص ظاہر بیعت یزید کی سب کے روبرو کرین تو خیر ہے اور نہین تو ہم ان کے
سر قلم کرتے ہین اور شوکت اور عظمت یزید کی اسقدر ہے کہ ان چار شخصون کے بیعت کی کیا احتیاج ہے اگر حکم ہو تو
ان چارون کو گردن مارین ہم امیر معاویہ نے کہا کہ تم ساکت ہو یعنی غصہ نکرو اور تلوارین میان مین کرو اور یہ چار شخص
اوسدم حیران تھے کہ خداوندا یہ کیا ماجرا ہے اور خاموش تھے کہ اگر انکار کرتے ہین تو ناحق مارے جاتے ہین
اور جو اقرار کرتے ہین تو یہ محض کذب اور جھوٹ ہے مکہ کے لوگون نے ان کے خاموش ہونے سے جانا کہ پوشیدہ
انہون نے بیعت قبول کی ہے پس اب ہمین تکرار نہین چاہیے سب نے یہ سمجھکر یزید کی بیعت قبول کی

اور اسکی ولیعہد ہونے کا اقرار کیا اور وہ مجلس ختم ہوئی پھر مکہ کے لوگون نے ان چار شخص کو ملامت کی کہ تمنے روز اول
یزید کی بیعت سے انکار کیا اور پوشیدہ معاویہ کے حضور مین تمنے قبول کی ان چار شخصون نے قسمین کھائین کہ ہم اسبات سے
ہرگز واقف بھی نہین ہین اور اوس وقت واسطے جان کی محافظت کے خاموش تھے ہم بعد اس معاملہ کو حضرت امام حسین اپنے
یارون کے ساتھ مدینہ منظمہ کو تشریف لے گئے اور امیر معاویہ نے شام کیطرف کوچ کیا اثناے راہ مین امیر معاویہ لقوے کے
مرض مین گرفتار ہوے اور سخت بیمار ہوے لوگ جو اونکے پاس واسطے عیادت اور خبر پرسی کے آئے تو دیکھا امیر معاویہ روتے ہین
اور دل تنگ ہین مروان بھی آیا اور کہا اے امیر عرض مرض سے جزع و فزع کرتے ہو تم امیر معاویہ نے کہا اس واسطے
روتا ہون مین میرا یہ ارادہ تھا کہ خیر اور نیکی بہت کرون مین لیکن کچہ مجہ سے نہو سکی اور دوسرے یہ کہ مرض ایسا بدن کو
عارض ہوا ہے کہ مدام اوسکو کہو یا چاہیے پس دشمن دیکھکر ہنسینگے اور دوست روئینگے اور ڈرتا ہون مین کہ یہ بلا
اس سبب سے نازل ہوئی ہے کہ علی ابن ابی طالب سے ناحق لڑا مین اور حق تلفی اوسکی کی مینے اور یزید کو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر والی کیا مینے یہ سب کچہ یزید کی محبت اور دوستی کے سبب مجہسے ہوا اگر افراط محبت اوسکی
مجکو نہوتی تو مین صراط مستقیم پر چلتا اور اپنی توفیق اور ہدایت کو پہچانتا اور ایسی ہی باتین دیر تک امیر معاویہ نے کہین
اور وہان سے کوچ کر کے کوچ بکوچ شام مین پہونچے اور بیماری نے شدت کی تشنگی نے غلبہ کیا اور غشی ہر دم رہنے لگا اور لحظہ
بلحظہ بیقراری بیماری زیادہ ہوتی تھی اور جب ہوش مین آتے تھے تو یہ کہتے تھے اے علی فرزند ابو طالب کے ہاے کیون مینے تیری خلاف کیا
اور کیون مین تجہسے لڑا الٰہی اگر تو مجکو عذاب کرے تو مین اسی کے قابل اور لایق ہون اور جو تو اپنے کرم اور لطف سے مجکو بخشدے
اور عفو اور مغفرت کرے میری تیری رحمت اور لطف سے بعید اور دور نہین ہے القصہ مفسد اور اوباش لوگ شام کے
کہ یزید سے سب متفق ہو رہے تھے گھبرا گئے کہ ایسا نہو کہ معاویہ اپنی زندگی مین خلیفہ کسی اور کو کرے اور یزید پلید کو بھی
یہ باتین سنکر اندیشہ ہوا پھر آپسمین مشورہ اور مصلحت کر کے یزید نے امیر معاویہ کے سرہانے بیٹھ کر عرض کی کہ اگر عیاذاً
باللہ نوع دیگر آپ کے دشمنون کو درپیش آوے اور لوگون نے سر سے آپکے آخری وقت مجسے بیعت کی
ہو وے تو یہ خلافت پختہ نہوگی اور اولاد بوتراب کی سے مجکو بہت رنج پہونچینگے مناسب یہ ہے کہ
اپنے روبرو مجہ سے سب کی بیعت کروا دیجئے اور امیر معاویہ یہ سنکر خاموش تھے اور کچہ نہ کہتے تھے
ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہ از کردہ خود پشیمان سے تھے اور آخر کو یزید کی بیعت سے اور

اور اوسکے خلیفہ ہونے سے بیزار ہوئی اور دل تنگ ہوئے القصہ ایکدن ضحاک ابن قیس اور مسلم ابن عقبہ کہ بڑے مصاحب
اور مقرب اور مخصوص امیر معاویہ کے اور یزید کے ہین امیر معاویہ کے پاس آئے اور بکمال خیرخواہی سے عرض کی کہ ظاہر
ایسا ہے کہ آپ اس مرض سے جان بر اور اچھے نہونگے التماس یہ ہے کہ آپ یزید کو خلیفہ کر دیجئے اور ہم یہ
چاہتے ہین کہ حکومت اور خلافت آپ ہی کے خاندان مین رہے اور علی ابن ابی طالب کے خاندان مین نجاوے امیر معاویہ نے
کہا کہ مین گناہون سے بہت گرانبار ہون اور مغفرت اور رحمت خدا کا امیدوار ہون ضحاک نے اور خلایق نے امیر معاویہ کو بہت
ضعیف اور ناتوان پایا سب دل تنگ ہوئے مسلم ابن عقبہ نے عرض کی کہ انکھین لگ رہی ہین دل رعیت کی اور سلطنت یزید کی لگ رہی
ہین اور سب یہ چاہتے ہین کہ آپ اپنی قید حیات مین اوسکو بالاستقلال خلیفہ کر دیجیے امیر معاویہ نے کہا آج روز چہار شنبہ ہے
اور جو کام چہارشنبہ کو کرنے مین آتا ہے انجام اوسکا برا ہوتا ہے ہرچند کہ امیر معاویہ نے عذر کیا اور بدہ کی نحوست سے
عذر کیا لیکن چونکہ یزید کی قسمت مین دونون جہان کا مردود اور ملعون ہونا تھا اور اوسکی سلطنت ناپایدار ہونے والی تھی
ضحاک اور مسلم مصر ہوئے اسبات پر کہ آج ہی یزید کو خلیفہ کیا چاہیے کہ جماعت بہت لوگونکی محل خلافت کے دروازہ پر
استادہ ہے اور یہ کہتی ہین کہ ہم نہ جاوینگے یہان سے جب تک کہ یزید سے بیعت نہ کرینگے ناچار ہو کر امیر معاویہ نے
اجازت دی ستر سردار شام کے اندر آئے اور سلام کیا امیر معاویہ کی شکرگذاری کی اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
کی شکایت کی کہ ولایت عراق سے آکر ہم شام والون ہزارونکو قتل کیا ہم یہ نہین چاہتے کہ خلافت اونکی اولاد مین جاوے
اور ہم سوا یزید کے کسیکا خلیفہ ہونا نہین چاہتے امیر معاویہ نے حکم دیا کہ اور لوگ بھی افسرون
اور سردارون مین سے حاضر ہووین بموجب حکم کے حاضر ہوئے پھر امیر معاویہ نے کہا کہ میرا وقت رحلت کا
عنقریب ہے پس تم جس شخص کی خلافت سے راضی ہو مین اوسکو خلیفہ کرون سب شامیون نے
کہا ہم یزید کی خلافت سے راضی ہین پھر امیر معاویہ نے کہا دل سے اور یقین سے یہ بات کہتا ہون مین کہ تم اس میں
میری خاطر نہ کیجیو تمہاری مصلحت مین جو شخص کہ قابل خلافت کے ہو مجھ سے کہہ دو کہ مین اوسکو خلیفہ کر دون تو خدا کے
کے روبرو مجکو امر خلافت مین حجت رہے سب نے بہ آواز بلند کہا کہ کسی کو یزید پر فضیلت نہین اور ہم سوا اوسکی اور کسیکو
نہین چاہتے کہ خلیفہ ہووے جب امیر معاویہ نے دیکھا کہ ساری سپاہ اسی بات پر متفق ہے کہا کہ خیر بیعت کرو پہلے سب سے ضحاک اور مسلم نے
بیعت کی یزید سے پھر سب نے کہ دار الخلافت مین تھے بیعت کی بعد اوسکے یزید خلعت خلافت کا پہنکر اور شمشیر حمایل کر کے

اور یہ ابن خون آلودہ حضرت عثمان کا خلعت کے اوپر پہن کر دار الخلافت یعنی شہر کی جامع مسجد مین آیا اور منبر پر چڑھکر
دیر تک خطبہ پڑھا باقی لوگ شام کے حاضر ہوئے اور بیعت کی دوسرے دن امیر معاویہ نے اپنے خاص لوگون کے مجمع مین یزید کو بلایا اور بہت
نصیحتین اور وصیتین امور دنیا کی اور امور دین کی کین اور کہا چار شخصون نے کہ تیری بیعت قبول نہین کی ہے اونسے یہ معاملہ
رکہیو کہ عبد الرحمن بیٹے ابی بکر سے کچھ اندیشہ نہ کیجو کہ وہ اکل اور شرب اور عورتون مین مشغول رہتا ہے اور ابن عمر خوش اخلاق اور زاہد عابد
گوشہ نشین ہے اور ابن زبیر مرد مکار ہے اوس سے ہوشیار رہیو اور جو وہ تیری متابعت کرے تو اوس سے بہت سلوک کیجو اور حسین کی حقیقت
یہ ہے کہ اے فرزند آہ آہ حسین ابن علی کو آزردہ نکیجو اگر وہ تیری مخالفت کرے تو فقط وعدہ اور وعید سے اور دہشت دکھانے سے کام نکالیو
اور زیادہ اس سے اوسکی جناب مین کچھ حرکت نکیجو اور جو اوسکی اہل بیت مین سے تیرے پاس کوئی آوے اوس سے بہت سلوک اچھا اور انعام
اور اکرام کرنا کہ جو خاندان نبوت مین سے ہین سوا عزت اور حرمت اور رفعت کی زندگانی نکرینگے اور زنہار اپنے تئین اوس قوم
مین داخل نکرنا کہ وہ قوم جب خدا کے پاس جاوینگی خون حسین کا اونکی گردن مین ہوگا اور مین نے سنا ہے اپنے کانون سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے قاتل حسین پر لعنت کی ہے الغرض امیر معاویہ نے بیچ امر تعظیم اور تکریم حضرت امام حسین کے بہت وصیتین کین اور
ضحاک اور مسلم کو کہا کہ تم گواہ رہنا بعد اسکے امیر معاویہ نے کہا کہ ناخن پیغمبر خدا کی اور موے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بطریق تبرک کی میرے گہر مین ہین پس اے دوستو تمکو چاہیے کہ جب مین وفات پاؤن تم اون ناخن مبارک کو ریزہ ریزہ کرکے
میری آنکھون مین کہدیجو اور موے مبارک کو کان مین اور منہ مین میرے رکہیو اور مجہپر نماز پڑھکر خاک مین دفن کیجو اور کام میرا ساتھ
رحمت اور لطف یزدانی کے حوالہ کیجو بعد اسکے آواز امیر کی بیٹھ گئی اور یزید پلید فراغت کرکے شکار کے واسطے سوار ہو گیا
اور ضحاک سے کہہ گیا کہ ہم فلانے مقام مین شکار کہیلتے ہین تو روز خبر امیر معاویہ کی بھیجتا رہیو دوسرے روز معاویہ ابن ابی سفیان نے
منزل جاودان کی طرف رحلت کی اور ماہ رجب مین اونکی وفات ہے اور عمر تھی اسی برس کی اور ہجرت کے برس تھے ساٹھ

فصل جاننا چاہیے کہ یزید نے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی خزانے مال کے کہول دئے اور امیرون اور سردارون
اور خیل وحشم کو بقدر مراتب کے بخشش کی اور نامہ ولید ابن عتبہ بن ابی سفیان کو بھیجا اور ولید اون دنون مین حاکم تھا
مدینہ کا اور مروان حاکم نہ تھا مگر مدینہ مین تھا مضمون خط کا یہ تھا کہ خلیفہ روے زمین نے یعنی معاویہ نے عالم فانی کو وداع کیا
اور سراے باقی کی طرف کوچ کیا اور اپنی قید حیات مین مجکو اپنا خلیفہ کیا تھا اور یہ وصیت فرمائی تھی
کہ اولاد ابو تراب سے اور اون کی جماعتون سے اور خونریزی کے پرخوف اور پرحذر رہنا اور تو جانتا ہے

که خدایتعالی کینه شہید مظلوم کا یعنی عثمان ابن عفان کا اولاد بوتراب سے رکھیگا اور اوس امر مین اولاد ابوسفیان
کی واسطه بڑی سی ہے یعنی اولاد ابوسفیان کی که یزید وغیره ہین بدلا خون عثمان کا اولاد علی مرتضی سے لیوینگے اور اے ولید
تو مضمون اس خط کا دریافت کرکے مدینه کے لوگون سے میری بیعت لیجو اور ایک قطعه اوس خط مین اور ملفوف کیا اسمین لکہا که
حسین ابن علی اور عبد الله ابن عمر اور عبد الرحمن ابن ابی بکر اور عبد الله ابن زبیر سے میری بیعت لیجو اور جو وه نه مانین تو اونکی سر کاٹ
کے میرے پاس بھیجدیجو جب یه نامه ولید کے پاس پہنچا اور اوسکی مضمون سے واقف ہوا کہا انا لله وانا الیه راجعون کیسے سکتین حسین
فاطمه سے کیا مطلب که اوسکا سر کاٹون لیکن یزید کے خوف سے ولید نے مروان سے مشوره کیا اوس مردود نے کہا ابن ابی بکر سے
اور ابن عمر سے اندیشه نکر مگر حسین سے اور ابن زبیر سے بیعت کر لی قبول کردا تو خلافت یزید کی مستحکم ہووے ولید اول حضرت امام حسین
کو بلایا آپنے وعده آنے کا کیا اور تیس غلام نے اپنے مسلح کئے اور تیار کرکے اپنے ساتھ لئے اور کہا تم کہڑی دروازه پر ٹہہرے رہنا اور مین اندر
جاؤنگا جس وقت میری آواز بلند ہو تم اندر چلے آنا اور اگر تلوار چلے تم بھی میرے ساتھ داد جوانمردی کی دینا القصه حضرت امام حسین ولید کے
پاس پہونچے اور مروان بھی وہان تہا اول ولید نے معاویه کے وفات کی خبر سنائی حضرت امام حسین نے فرمایا انا لله وانا الیه راجعون
حق تعالی تمکو اس مصیبت مین صبر جزیل اور ثواب جمیل عطا فرماوے پھر ولید نے کہا سب مسلمانون نے یزید سے بیعت کی ہے تم بھی اوسکی بیعت قبول کرو
آپنے فرمایا کل مین آؤنگا اور مسلمانون کے مجمع مین اس امر مین جیسا مناسب ہے گا ویسا کرونگا ولید نے کہا بہتر ہے اب آپ تشریف
لیجائے مروان ملعون نے کہا که ای امیر حسین کو جانے نه دے اور جو بیعت نکرے تو اوسی زدو کشت کر حضرت امام حسین نے غضب سے
فرمایا کسکا زہره ہے که ایسی حرکت مجھ سے کرے جو که یه قصد کرے دیکہلے که ابھی زمین کو اوسکی خون سے سیراب کرتا ہون اور
مروان کو سخت اور سست کہا پھر ولید کی طرف آپنے خطاب کرکے فرمایا ای ولید کیا تو نہین جانتا که ہم اہل بیت نبوت اور
معدن رسالت ہین اور گہر ہمارا محل رحمت کا اور آمد و رفت ملایک کا ہے اور یزید فاسق و فاجر شراب خوار زانی قمار باز
اور بدکار ہے اور فسق اور فجور اوسکی علانیه صادر ہوتے ہین ہم کیونکر اوس سے بیعت کرین کل کی دن که مجلس منعقد ہوگی اور مجمع ہوگا
جو که کہنا ہے کہونگا مین اور دیکہونگا مین که لایق اور قابل خلافت کے کون ہے القصه باتون مین حضرت امام حسین کی
آواز بلند ہوئی آپکی غلامون نے که ہتیار باندہے ہوے دروازے پر استاده تہے قصد اندر آنے کا اور ره سبت بردکرنی کا کیا که حضرت امام حسین
یه بات سمجه کر اور فہم کرکے جلدی سے اوٹھکر باہر تشریف لائے آئی تو فتنه اور فساد نہوے مروان نے ولید سے کہا که تونے میرا کہنا نه مانا
که حسین ہاتھه سے نکل گیا ولید نے کہا افسوس ہے تجھپر ای مروان مجکو ساتھ قتل حسین ابن علی کے اشاره کرتا ہی تو والله اگر شرق سے غرب تک

جہان مجکو بخشین تو بہی اوسکے خون گرانے مین سعی نکرون مین اے مروان فردای روز قیامت کے ترازو اعمال قاتل حسین کی نیکیون سے
خالی ہوگی پہر ولید نے عبد الرحمن ابن زبیر کو بلایا اونہون نے کچہ عذر کیا کئی مرتبہ آدمی واسطی طلب کے گیا اور ابن زبیر نہ آئی ولید نے
خوف اور دہشت دکہائی اور کہلا بہیجا کہ ناحق قید ہوگا اور قتل کیا جاوے گا ابن زبیر کے بہائی عروہ نے ولید سے کہا جا کر کہ وہ تیرے خوف سے
نہین آتا مگر کل کے دن آویگا کہا خیر مضایقہ نہین عبد اللہ ابن زبیر رات کی وقت مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوگئی دوسرے دن ولید نے یہ
سنکر اونکے پیچہے سوار بہیجے وہ کسی کے ہاتہ نہ آئے یہان ولید نے دل تنگ ہوکر ابن زبیر کے رشتہ دارونکو اور عبد اللہ ابن مطیع کو کہ حضرت عمر کا
قرابتی تہا اور ابن زبیر کا دوست اور یار ہے قید کیا عبد اللہ ابن عمر نے مروان کو اور ولید کو بہت فہمایش کی کہ اسبات مین فتنہ اوٹہیگا
مروان نے نہ مانا اور انکو قید ہی کہا آخر کو برادری کی لوگ ابن زبیر کے متفق ہوکر قیدخانہ پر چڑہ آئی اور دروازہ توڑ کر قیدیونکو نکال لیگئے
القصہ کئی مرتبہ ولید اور مروان نے حضرت امام حسین کی خدمت مین یزید کی بیعت کے واسطے التماس کیا آپنے قبول نفرمایا آخر کو ولید نے
بصلاح مروان کے سب احوال یزید کو لکہا یزید نے نامہ ولید کو بہیجا اور لکہا اگر حسین بیعت قبول نکرے سر اوسکا کاٹ کر اس نامہ کے جواب
کے ساتہ بہیجدے اور امیدوار انعام وافر کا رہے ✻ ولید نے وہ خط پڑہ کر کہا لاحول و لا قوۃ الا باللہ اگر یزید تمام دنیا مجہی بخشدے
تو بہی یہ کام نکرونگا اور جو یزید مجکو کیسا ہی ضرر پہنچاوے مین نہ ڈرونگا **فائدہ** تاریخ کی کتابون مین لکہا ہے کہ اون دنون مین
حضرت امام حسین ایک رات اوپر روضہ مطہرہ حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے گئے اور کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
مین فرزند فاطمہ کا ہون اور تیرے فرزند کا فرزند ہون اور آپنے میرے حق مین امت سے کیا کیا نصیحتین اور وصیتین فرمائین تہین
آپ کی امت نے آپکی وصیت نہ مانی اور مجکو ضایع اور محروم چہوڑا اور اونکی بیوفائی بوقت ملاقات مفصل خدمت مین عرض
کرونگا یہ کہکر تمام رات قریب روضہ مبارک کے نماز مین مشغول رہے دوسری رات پہر روضہ مطہرہ پر جاکر بعد مناجات اور
عرض حاجات کی سر مبارک کو قبر شریف پر رکہکر لیٹ رہے کہ آنکہ لگ گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب مین
زیارت کی کہ فوج عظیم فرشتون کی ہمراہ رکاب کے ہی اور حضرت نے حضرت امام حسین کو اپنے سینہ بے کینہ سے لگایا اور
دونون آنکہون کے درمیان مین بوسہ دیا اور فرمایا اے حسین گویا دیکہتا ہون مین کہ عنقریب امت میری کربلا مین تجکو قتل
کریگی اور تو اوس حال مین تشنہ لب ہوگا اور تجکو بوند پانی کی نہ دیوین اور باوجود اس حرکت کی میری شفاعت کی امیدوار ہین
وہ لوگ میری شفاعت سی محروم ہین اور انکو میری شفاعت نصیب نہوگی ای حسین تیری مادر و پدر و برادر دیدار تیری کے
مشتاق ہین اور تیرے لئی بہشت مین بڑے بڑے درجے ہین کہ بدون شہادت پانے کی ہاتہ نہ آوین گے بعد اسکے آنکہہ کہلگئی حضرت امام سعید و شہید

دست ہید اپنے گھر مین تشریف لائے اور شوق شہادت کا دامن گیر ہوا اور دل محبت منزل دام عشق کا اسیر ہوا خاطر فیض مآثر
مین عزیمت مکہ معظمہ کی مستحکم ہوئی یہ سنکر جان و ستونکی پرغم ہوئی ایکدن آدہی رات کی وقت حضرت امام حسین اپنے نانا صاحب
کے روضۂ منورہ پر حاضر ہوے اور بعد ادا کرنے صلوٰۃ و مناجات کے شرط وداع کی بجالائے اور رخصت ہوے اور مادر و پدر کی قبر پر
جاکر زیارت کی اور وداع کرکے دولت خانہ مین تشریف لائے محمد ابن حنیفہ کہ آپکے بھائی ہین آپ کی خدمت مین حاضر ہوے اور دونون
بھائی آپسمین درد جدائی سی ملکر بہت روئے اور باہم ایک نے دوسرے کو نصیحت اور وصیت کی آپنے وصیت نامہ لکھکر محمد ابن حنیفہ
کو دیا اور کہا ای بھائی مین مع اہل و عیال کے مکہ کو جاتا ہون اور تو مدینہ مین مقام رکھہ کہ تجھکو کوئی سروکار نہین کہتا اور نہ کہیگا
پس تو مجکو ہمیشہ حال یزید کا لکہتا رہیو الغرض محمد ابن حنیفہ کو وداع کرکے اور اپنے اہل و عیال کو ساتھہ لیکر بیچ شب چہارم
شعبان کے یعنی شب برات کے چاند مین تیسری تاریخ رات کے وقت مدینہ منورہ سے برامد ہوکر مکہ معظمہ کی طرف کوچ فرمایا اور
وہ دن تھا جمعہ کا الغرض کوچ بکوچ اور منزل بمنزل طی مسافت کرتے ہوے مکہ معظمہ مین پہونچے مکہ کی لوگون کو کمال خوشی
اور خرمی ہوئی رات دن آپ کی خدمت مین رشد و ہدایت پاتے تھے کہ اس اثنا مین یزید پلید نے یہ ماجرا سنکر ولید کو مدینہ
کی حکومت سی معزول اور موقوف کیا اور عمرو بن سعد الاشدق کو حاکم مدینہ کا کیا اور یزید یحیی بن حکم بن صفوان بن امیہ کو جو حاکم مکہ کا
تھا موقوف کیا اور عمرو بن سعد ابن العاص کو حاکم کیا اور اوس طرف کے شہرون کا والی کیا اس اثنا مین عبد اللہ ابن زبیر مکہ مین تھے
لوگون کو باہم کرکے مکہ مین اپنا عمل دخل کر لیا اور عامل مکہ کا چھپ کے بھاگ گیا اور حضرت امام حسین نے اون لوگون کو اپنے گھر سے نکلنا موقوف
کردیا اور پہلے ابن زبیر کو کہ جب قصد خروج کا اونہون نے کیا تھا حضرت امام حسین نے منع بھی کیا تھا لیکن اونہون نے نمانا تھا بعد چند روز کے
یہ سب خبرین یزید کو گذرین اور یزید نے حاکم مدینہ کو لکھا کہ لشکر طرف مکہ کی بھیجے تو ابن زبیر کی شر کو دفع کرے حاکم مدینہ نے لشکر
تیار کیا اور عمر ابن زبیر کو کہ بھائی ہے عبد اللہ ابن زبیر کا لشکر کا امیر کیا اور از بسکہ دونون بھائیون مین خفگی اور نا اتفاقی پیشتر سے تھی
بھائی نے بھائی سے لڑنا اختیار کیا اور علاوہ یہ کہ طمع دنیا کی بری بلا ہے کہ پاس بھائی بیٹے کا اسمین سب فنا ہے حالانکہ بعضے لوگون نے
عمر کو بہت سمجھایا کہ ایک تو سگے بھائی سے لڑنا دوسرے مکہ مین لڑنا ہرگز مناسب نہین اوس شخص نے ایک نمانی اور امیرون کو لشکر
کو ساتھہ لیکر مکہ کو گیا اور ایک طوق چاندی کا بنوایا کہ جب فتح کرونگا اور بھائی کو پکڑونگا یہ طوق اوسکی گلے مین ڈالونگا
اور یزید کے آگے بھیجونگا القصہ جب عمر لشکر لیکر قریب مکہ کے پہنچا نصف فوج انیس ابن عمر الاسلمی کے ساتھ کرکے ایکطرف کا ناکا اوسکو
سپرد کیا اور نصف فوج کے ساتھہ ایک ناکہ پر آپ رہا اور اپنے بھائی کو پیغام بھیجا کہ اے عبد اللہ حرمت کعبہ کی نگاہ رکہو اور باہر نکل کر ساتھہ

سلامتی کے یزید کی بیعت کر اور یہ طوق چاندی کا میرے پاس ہے اسکو پہن لے اور یزید کی خدمت مین حاضر ہو تا تیرا قصور معاف ہووے
اور عبد اللہ نے بھی جواب سخت اور سست کہے اور پہلے انیس سے جا لڑے اور فتح پائی انیس ہار گیا مصعب ابن زبیر کہ یہ بھی عبد اللہ ابن
زبیر کا بھائی ہے اپنے بھائی عمر سے لڑا اور غالب آیا جب عمر حیران ہوا آخر کو عبیدہ ابن زبیر کے پاس کہ وہ ان سب مین کا بڑا بھائی ہے
جا چھپا اور اوسکی پناہ مین آیا عبد اللہ نے خبر پاکر عمر کو پکڑوا بھیجا اور اوسنے کوڑے لگوائے کہ عمر مر گیا اور عبد اللہ ابن زبیر باشوق زور آور تھے
مکہ مین رہے اور عمل یزید کا مکہ مین سست رہا **فصل** جاننا چاہیے کہ بعد اس قصہ کے دو شخص دوستدار اہل بیت کے ایک نامہ کہ چند امرا اور
اعیان نے کوفہ کے لکھا تھا کوفہ سے لیکر بیچ خدمت حضرت امام حسین علیہ الصلواۃ والسلام کے حاضر ہوئے آپنے وہ نامہ کھولکر دیکھا
اوسمین جو لکھا تھا حاصل اوسکا یہ ہے کہ سلیمان ابن صرد اور رفاعہ بن شداد اور فلان فلان تحیت اور سلام بھیجتے ہین اور التماس
کرتے ہین کہ یزید ابن معاویہ چاہتا ہے کہ بے مشورہ اور بے مصلحت اہل اسلام کے حکومت کرے ہم لوگ فکر کہ آپ کے دست مین اوس
فاجر کی خلافت اور حکومت سے راضی نہین داعیہ ہمارا یہ ہے کہ آپ کی رکاب سعادت مین ساتھ دشمنو کے جنگ اور قتال کرین اور
آپ پر نثار اپنی جان اور مال کرین آرزو ہماری یہ ہے کہ آپ ساتھ ہیبت اور اقبال اور جاہ و جلال کے رونق افزا کوفہ کے ہوین
کہ ہم نہایت مشتاق جمال فیض التیام کے اور جویا طریقت اسلام کے ہین اور سب دوستدار آپکی توجہ کے امیدوار ہین کہ
بواسطہ حضور پرنور کے امور سلطنت کا انتظام پاوے اور سپاہ اور رعیت کا انتظام بخوبی ظاہر ہووے حضرت امام حسین
علیہ السلام نے خط پڑھکر کچھ نفرمایا اور جواب بھی نہ لکھا کہ عنقریب اسکے دو شخص اور کوفہ سے وہان کے سردارون
اور اشرافون کے خط لیکر حضرت امام ہمام کی خدمت مین حاضر ہوئے قریب پچاس خط کے تھے کہ ایک ایک خط دو دو
تین تین سردارون کی طرف سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام تھا اور مضمون ان کا وہی تھا جو کہ پہلے خط کا
تھا پھر عنقریب اسکے دو شخص اور پچاس خط لیکر اوسی مضمون کے حاضر ہوئے لیکن حضرت امام برحق نے ایک کا جواب نہ لکھا اوسمین
اور لوگ کوفہ کے خط لائے الغرض متواتر خط اور آدمی کوفہ سے آپکی خدمت سراپا برکت مین آئے روایت ہے کہ ایک سو بیس خط کوفہ
والون کے آئے اور بعضے روایتون مین ہے کہ قریب ڈیڑھ سو خط کے بیچ جناب شہادت انتساب کے پہنچے القصہ جبکہ ایلچی اور خط کوفیونکے بکثرت آئے
آپنے جواب لکھا کہ خط تمہارے پہنچے اور اشتیاق تمہارا اور محبت اور دوستی اور ارادہ تمہارا سب معلوم ہوا مین بھی تمہارے مقصود اور مطلوب کے
بر لانے مین تاخیر اور تعجیل جایز نرکھونگا خاطر جمع رکھو مگر بالفعل مسلم ابن عقیل کو کہ میرا بھائی چچا کا بیٹا ہے تمہارے پاس بھیجتا ہون تو کیفیت
حال اور صدق مقال تمہارا معلوم کرکے مجھے لکھے اور تمہے بیعت کرنا اور اوسکی مدد کرنا روایت ہے کہ عبد اللہ ابن عمر اور عبد اللہ ابن عباس

عباس نے اور عبد اللہ ابن زبیر نے آپکو عزیمت کوفہ سے بہت منع کیا اور بیوفائیان کوفیون کی بیان کین اور جو کہ بدعہدیان کوفیون نے حضرت علی مرتضے کے ساتھ کین تھین سب یاد دلائین لیکن چونکہ عاشق زار پروردگار خلف رشید حیدر کرار قتیل تیغ کرشمہ محبوب شہید خنجر اداے خوبی کشتہ صمصام عشق خدا یعنے حسین ابن علی مرتضے کو شراب شوق شہادت نے مخمور و مست کر رکھا تھا اور غرہ بادہ تمناے وصال یار کا دل مین سما رہا تھا کسی کی نہ سنی نہ مانی اور جی مین بات شہادت عظمے پانے کی ٹھانی اور مسلم ابن عقیل کو حکم دیا کہ تیاری کوفہ کے جانے کی کرو بعد چند روز کے جواب خطون کے کہ کوفہ سے آئے تھے حضرت مسلم کو دیکر اور نصیحت اور وصیت فرما کر رخصت کیا اور فرما دیا کہ اے بھائی اور اے ابن عم کوفہ مین اوس شخص کے مکان پر اوتریو اور مقام کیجیو کہ اہل بیت کی محبت مین راسخ دم اور ثابت قدم ہووے اور لوگون سے میری بیعت اپنے ہاتھ پر لیجیو پس جبکہ جانے تو کہ قول اور فعل اونکے مطابق ہین اور کردار اونکے ساتھ گفتار کے موافق ہین مجھکو خبر کیجیو کہ مین بھی جلدی تیرے پاس آؤنگا اور مین امیدوار ہون کہ حق تعالے مجھکو اور تجھکو درجہ شہادت کا عطا فرماوے پھر دونون بھائی گلے لگ کر روئے اور ایک نے دوسرے کو وداع کیا اور حضرت مسلم نے کہا مین بموجب فرمان واجب الاذعان کے جاتا ہون اور حسب مقتضا ارشاد عین سداد کے انشاء اللہ تعالے بجا لاتا ہون

نظم

نہ تابم سر ز فرمانت بتیغم گر زنی ہر دم — مرا عید آن زمان باشد کہ قربان رہت گردم

من اول روز دانستم بمہمان خانہ عشقت — کہ جز خون جگر خوردن غذائے نیست در خوردم

ہندی

حکم سے تیرے نہ سر پھیرون میان — تیغ سے تیری نہ منہ موڑون میان

عید ہو اوس دن کہ تیری راہ مین — شوق سے قربان ہون اے میری جان

خانۂ الفت مین تیرے پہنچکر — ہمکو گذرا تھا یہی دل مین گمان

خون دل پینا پڑیگا لاکلام — کیونکہ ہے یہ ہی غذاے عاشقان

ہے طریق عشق مشکل تر وصال — پاس جان رکھنا ہے اس رہ مین زیان

بعضی کتابون مین لکھا ہے کہ حضرت مسلم نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھکو گمان ایسا ہے کہ دنیا مین مجھکو پھر دیدار مبارک آپ کا میسر نہوگا یہ کہکر حضرت امام حسین کے ہاتھ اور پاؤن چومے اور رو رو وداع کیا اور روئے کہ یہ دیدار آخری ہے اور یہ وصل کی بہار آخری ہے

ابیات فارسی

دمی امشب کہ عزم جان وداع آخرین دارد — ز کویت میروم و ز غصہ ام قصہ مشکل

ندارم طاقت دوری ندارم تاب مہجوری — عجب دردیست بیدرمان عجب کاریست بیحاصل

بود حاصل مرا دامن گر بتیغم دلی دیدن — چہ سان آئینہ مہجوری بجز آن غنچہ زیر گل

ابیات ہندی

وداع دوستان جو اس ماہ ہے — گھڑی یہ سر پہ میرے پس گران ہے

جدائی کی نہین از بسکہ طاقت — غشی مین قلب و جان ناتوان ہے

رہون قدمون مین تیرے یہ خوش — ولے اپنا نصیبا ایسا کہان ہے

زیارت پھر بھی ہو تیری میسر — گر یہ محض اب وہم و گمان ہے

وصال اور اوسکی جدائی کے الم سے جز دل کی نہ فکر جسم و جان ہے • حضرت امام حسین بہی بہت روئے اور حضرت مسلم کو گلے سے لگایا
اور بہت نوازشین اور دعائین کین پہر حضرت مسلم نے وہان سے کوچ کرتے ہوئے مدینہ منورہ مین پہنچے روضۂ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
بجا لا کر اپنے گہر مین گئے اور سب اہل و عیال کو وداع فرما کر دو بیٹے چہوٹے کہ ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام ابراہیم ہے ساتھ اپنے لئے کہ اون سے
کمال محبت رکھتے تھے اور رات کے وقت کوفہ کو روانہ ہوئے لکہتے ہین کہ رات کو راہ گم کی اور رستہ بہولکر ایک جنگل بے آب مین جا پڑے وہ رہبر کہ ساتھ تھے
تشنگی سے مر گئے اور حضرت مسلم مع ہر دو فرزند دلبند کے ساتھ ہزار محنت و مصیبت کے کسی پانی کے مقام مین پہنچے بعد اسکے مسافت طی کرتے ہوئے
کوفہ مین وارد ہوکر اوس سرزمین کہ دار مختار اوسی کو کہتے تھے اوترے اور مقام کیا اشراف و اعیان کوفہ کے حضرت مسلم کی خدمت مین
حاضر ہوئے اور ملازمت اور ملاقات کی حضرت مسلم نے خط حضرت امام حسین کا اونکو دیا اور پڑہا اور حضرت امام ہمام کے اشتیاق
مین مارے شوق و ذوق کے روئے اور آواز و شوقا کی بلند کی پہر روز بروز لوگ کوفہ کے حضرت مسلم کی خدمت مین آتے تھے
اور اطاعت اور فرمان برداری ظاہر کرتے تھے یہانتک کہ بارہ ہزار یا اٹھارہ ہزار مرد جنگی دائرہ بیعت مین داخل ہوئے اور حضرت
مسلم نے خط حضرت امام حسین کو لکہا کہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جماعت کثیر نے میرے ہاتھ پر آپکی بیعت کی ہے
اور سب آپکے دیدار پر انوار کے آرزومند اور مشتاق ہین جس وقت چاہیے اوس وقت اس طرف توجہ فرمائیے کہ کام یہان کا رونق پر ہے
اسی اثنا مین نعمان ابن بشیر کہ یزید کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے اس احوال سے آگاہ ہوکر کوفہ کے جامع مسجد مین گئے اور کوفیون کو بلایا اور خطبہ
منبر پر چڑہکر پڑہا اور یزید کے غضب و غصہ سے اور فتنہ اور فساد سے سب کو ڈرایا اور کہا اپنے اوپر رحم کرو اور درپئے خون یزید کے مت ہو
نعمان ابن بشیر نے فقط زبانی سمجہانے اور ڈرانے پر کفایت کی اور منبر سے اوترکر اپنے گہر مین جا بیٹھے کہ اس مین یزید کے جاسوسون نے کہ کوفہ مین تھے یہانکا
احوال اور سستی نعمان بشیر کی یزید پلید کو لکہ بہیجی یزید پلید نے بمشورہ بعضے مصاحبون اپنے کے عبید اللہ ابن زیاد کو کہ حاکم بصرہ کا تہا فرمان حکومت
کوفہ کا لکہ بہیجا اور اوسکو لکہا کہ تو اپنا نائب بصرہ مین چہوڑکر جلد تر کوفہ کو جا اور مسلم کو قتل کرکے سر اوسکا میرے حضور مین بہیجدے اور مینے
حکومت کوفہ کی بہی تجہے دی اور نعمان بشیر کو معزول کیا ابن زیاد مردود بہت خوش ہوا اور کوفہ کے چلنے کی تیاری مین مشغول ہوا
اسی اثنا مین خبر اوسے پہنچی کہ سلیمان غلام حضرت امام حسین کا بصرہ کے بعضے سردارون کے نام خط لیکر آیا ہے اور حضرت امام حسین نے
لکہا ہے کہ مین تمکو ساتھ زندہ کرنے نشانہائے دین حق کے اور باطل کرنے رسمون باطل کے دعوت کرتا ہون اگر میری دعوت قبول
کروگے تو راہ حق کی پاؤگے • قطعہ • بہر کہ اور راہ ہدایت سے طلب کو پیا دو نجات پا کن •
قدمے در حدیقہ مانند • روضۂ قدس را تماشا کن • طالب راہ حق بشوق تمام • تو ہماری طرف رخ اپنا کر

سیر کر باغ عشق کی ہر دم روضۂ قدس کا تماشا کر ٭ اور اب مین کوفہ کی طرف روانہ ہوتا ہون جو کہ دوستان اور شیعوان مین
چاہیے کہ اوس طرف آویں القصہ ابن زیاد نے سلمان کو تلاش کروا کر پکڑ وا بلایا اور قتل کیا بصرے کے لوگون نے جو یہ حال دیکھا بہت خوف کیا
اور وہ مردود نائب اپنا بصرہ مین چھوڑ کر اوسی دن کوفہ کو روانہ ہوا اور کوفہ والے انتظار کر رہے تھے حضرت امام حسین کے آنیکا
کہ امروز فردا صبح و شام آپ کوفہ مین مع الخیر داخل ہوا چاہتے ہین کہ رات کے وقت ابن زیاد اونٹ پر چڑھا ہوا عمامہ سر پر باندھے
ہوئے اور کپڑا اسلو ر منھ پر ڈالے ہوئے بیابان کی طرف سے ساتھ مصاحبون تھوڑے کے روانہ ہوکر دن چھپے کوفہ مین داخل ہوا لوگوں
نے جانا کہ حضرت امام حسین ہین کہ تشریف لائے ہین فوج فوج لوگ اونٹ کے گرد ہوئے اور کہتے تھے السلام علیک یا ابن رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھکو مبارک ہو مرحبا اور وہ ابن زیاد چپکے چپکے جواب سلام کا دیتا تھا اور کچھ نہ کہتا تھا مگر غصہ سے اپنے ہاتھ کاٹ کھا
کھاتا تھا پس جبکہ دار الامارت کے دروازہ پر پہنچا نعمان بشیر کہ قلعہ کے اندر تھے اونھون نے بھی جانا کہ حضرت امام حسین تشریف لائے ہین
یزید کے خوف سے کوٹھے پر چڑھکر پکارے یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہان سے تشریف لیجاؤ اور فتنہ مت اوٹھاؤ کہ یزید اس شہر کو تیرے
تصرف مین رہنے نہ دیگا کہ اتنے مین ابن زیاد نے منہ اپنا کھولا اور آواز اپنی سنائی اور لوگون نے جان لیا کہ یہ عبداللہ ابن زیاد ہے لوگ
سب تتر بتر ہو گئے اور نعمان نے دروازہ کھلوا دیا کہ وہ مردود محل مین جا کر اوترا دوسرے دن شہر کی جامع مسجد مین آیا اور سب لوگون کو
جمع کیا اور فرمان اپنی حکومت کا سب کے روبرو پڑھا اور کوفیون کو مخالفت یزید کی سے ڈرایا یہ خبر حضرت مسلم نے سنکر اندیشہ کیا اور رات
کو سرا ئے مختار سے نکل کر ہانی بن عروہ کے گھر گئے اور کہا اے ہانی مین واسطے پناہ کے تیرے پاس آیا ہون ہانی نے حجرہ اپنے مکان مین
آپ کے واسطے تیار کیا اور کہا بسعادت تشریف لاؤ اور بسلامت قرار و آرام پکڑو **بیت** رواق منظر چشم من آشیانہ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست + دیدہ و دل ہے آپکی منزل + آئیے کیجیے کرم صاحب + رکھیے تشریف شوق سے اس جا
کھائیے آپ کچھ نہ غم صاحب لکھا ہے کہ اہل بیت کے دوستون نے یہ احوال دریافت کر کر حضرت مسلم کے پاس حاضر ہونا شروع
کیا الغرض لوگ آتے تھے اور نئے سرے سے بیعت کرتے تھے اور عہد و پیمان کو ساتھ قول و قسم کے مستحکم اور مضبوط بناتے تھے یہانتک
کہ زیادہ بیس ہزار سے آدمی ساتھ بیعت شاہزادہ کے سرفراز ہوئے القصہ ابن زیاد ہر چند جست و جو کرتا تھا لیکن حضرت مسلم کا
پتا بھی نہ پاتا تھا آخر کو اوس مردود نے ایک ہوشیار سے غلام اپنے کو تین ہزار درم کی تھیلی دی کہ تو اہل بیت کے دوستون سے
مل کر اور اخلاص کر کر کسی طرح مسلم ابن عقیل کے پاس پہنچ اور یہ درم اوسکو گذران اور ظاہر کر کہ مین دوست اہل بیت کا
ہون واسطے مدد اہل بیت کے یہ مال لایا ہون تو مجھکو ثواب جمیل حاصل ہووے اور تو اس مکر اور حیلہ سے اوسکا سب احوال معلوم کر کے میرے پاس آ کے

ظاہر کر وہ غلام بد انجام حکم ابن زیاد کا بجا لایا اور بمعرفت مسلم ابن عوسجہ کے حضرت مسلم کی خدمت میں پہنچا اور درم گذرانے اور
قدم بوسی کی اور قسمیں کھائیں کہ میں دوستدار ہوں نہ مکار و غدار ہوں اور رات کو آپکی خدمت میں رہا اور سب احوال معلوم کر کر صبح کو
ابن زیاد سے جا کہا دن چڑھے اوس پلید کے دربار میں اسما ابن خارجہ اور محمد اشعث آئے اونسے کہا کہ ہانی کہاں ہے انہوں نے کہا کہ بیمار ہے کہا کہ سنا ہے
کہ ان دنوں میں اچھا ہو گیا ہے اور گھر کے دروازہ کے باہر نکلکر بیٹھتا ہے اور میں اوسکا مشتاق ہوں تم جاؤ اور اوسے سوار کر کے لے آؤ وہ دونوں حکم
بجا لائے ہانی کو اگرچہ خوف ہوا لیکن اوپر تقدیر ربانی کے راضی ہو کر اون دو شخصوں کے ساتھ دربار میں آئے ابن زیاد نے کہا اے ہانی تو نے مسلم ابن عقیل
کو اپنے مکان میں اوتار کر ایک خلق و انبوہ کو بیچ دائرہ بیعت حسین کے لایا ہے ہانی نے فرمایا کہ میں نے اوسے نہیں بلایا مگر چونکہ وہ پناہ کے
واسطے آپ میرے پاس آیا میں نے دل میں کہا کہ مروت اور حمایت سے بعید ہے کہ میں اوسکو منع کروں اور پناہ نہ دوں ابن زیاد نے کہا اب تو مسلم کو میرے
پاس حاضر کر ہانی نے کہا ہرگز یہ نہ کروں گا کہ ایک مسلمان کو جو پناہ دیکر پھر دشمن کے ہاتھ میں دوں قاعدہ وفاداری کا یہ نہیں ہے **بیت**
ضعیف عاشق صادق بحقیقت نیست   کہ گرش سر برود از سر پیمان نرود   **ہندی** محبت چاہیے انسان نہ چھوڑے
کبھی محبوب کا دامان نہ چھوڑے   نشان عاشق صادق یہی ہے   کہ سر دے پر سر پیمان نہ چھوڑے
ہر چند ابن زیاد کے مصاحبوں نے ہانی کو بہت سمجھایا لیکن اونکے خیال میں نہ آیا آخر کو ابن زیاد نے ہانی کو قید کیا پھر بھی ہانی نے
نہ مانا اور اپنا فدا کرنا مسلم ابن عقیل پر ٹھانا **شعر** ما بر سر سوئے علم روز یکہ می افراشتیم   بر سر کوئے تو اول ماتم خود داشتیم
ہندی عشق کا جس دن علم میں نے اوٹھایا جان جان   ماتم اپنا کر لیا تیری گلی میں اوس زمان   روایت ہے کہ ابن زیاد نے حکم دیا تو ہانی
کو سر بازار لیجا کر گردن مارا اور سر مبارک اونکا ابن زیاد بد اعتقاد کے پاس پہنچا عمر حضرت ہانی کی اسی اور نو برس کی تھی [89] وہ
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب سے تھے اور حضرت علی مرتضے کے احباب سے تھے جبکہ یہ خبر حضرت مسلم نے سنی
رگ ہاشمی ایک غضب جوش میں آئی اور اپنے دونوں فرزند ارجمند کو قاضی شریح کے گھر بھیج کر مسلح اور تیار ہوئے اور ندا دی
کہ اے اہل بیت کے دوستو حاضر ہو قریب بیس ہزار سوار کے مسلح اور مکمل ہمراہ رکاب کرامت مآب کے ہوئے اور قصر امارت پر آئے
اور ابن زیاد اپنے مصاحبوں اور ملازموں کے ساتھ قلعہ بند ہوا اور حضرت مسلم نے قلعہ کو گھیر لیا اور دونوں فوجوں میں جنگ عظیم
اور لڑائی بڑی در پیش آئی قریب تھا کہ قلعہ کو لے لیں اور اوس مردود پر فتحیاب ہوویں کہ اوس ملعون پلید نائب یزید کی صلاح سے اشرار کوفہ کے
مانند کثیر ابن شہاب اور محمد اشعث اور شمر ذی الجوشن کے کوٹھے پر چڑھے اور حضرت مسلم کی فوج کو کہ سب کوفی تھے یزید کا خوف دلایا اور ڈرایا اور
کہا کہ اے کوفیو افسوس ہے تمکو کہ عنقریب لشکر یزید کا شام سے آیا چاہتا ہے اور اوسنے قسم کھائی ہے کہ اگر یہ لڑائی سے باز نہ آئینگے تو میں انکے

انکے زن و بچے تک قتل کرواؤن گا پس اے لوگو تم اپنے جانون پر بخشش کرو اور اپنے زن و فرزند پر رحم فرماؤ فوج کوفیونکی یہ سنتے ہی
مارے خوف کے لرزنے لگی اور متفرق ہونے لگی اور پرے کے پرے سوارونکے کھسکنے لگے الغرض کوفیون نے موافق عادت قدیم اپنے کے
بیوفائی ظاہر کی اور شرم خدا و رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے مین سے باہر کی آخر کو تیس سوار پاس رہ گئے پھر تھوڑی سی دیر مین وہ بھی جدا ہو گئے
اور حضرت مسلم تنہا رہے حیران و پریشان تھے اور زبان حال سے یہ مقال کہتے تھے **قطعہ** اول خودنمائی میکنند واندر آخر بیوفائی میکنند
چون چنین جدا اندر بیگانگی پس چرا آن آشنائی میکنند **قطعہ ہندی** تمنے اول تو خودنمائی کی آخرش خوب بیوفائی کی
تھی یہ بیگانگی اگر مرکوز کس لیے پہلے آشنائی کی۔ القصہ حضرت مسلم ابن عقیل سرگردان رات کو محلون اور کوچون مین پھرتے تھے
اور کوچے اور راہ کے ابن زیاد مایہ فساد کے حکم سے بسبب فوج اور پاسبان اور نگہبان کے بند تھے اور گرد شہر کے اور دروازون پہ پورا انکا
بندوبست تھا جو فوج کہ ہمراہ رکاب حضرت مسلم کے تھی وہ سب ابن زیاد بدنہاد کے فرمان بردار ہوگئے الغرض حضرت مسلم نے
راہ کہین نہ پائی کہ شہر سے باہر نکلین یا کہین جا کر بیٹھ رہین کہ پھرتے پھرتے ناگاہ ایک بڑھیا کے دروازہ پر جا پہنچے کہ نام اوسکا طوعہ تھا اور وہان
بیٹھ گئے بڑھیا نے دیکھکر کہا کہ اے شخص شہر پر آشوب ہے اور رات کا وقت ہے تو اپنے گھر کیون نہین جاتا حضرت مسلم نے کہا مین
مسافر خاندان نبوت سے ہون اور گھربار نہین رکھتا ہون اگر تو مجھکو اپنے گھر مین مقام دے حق تعالے تجھکو اسکی جزا خیر دنیا و عقبی مین
عطا فرماوے گا اوس ضعیفہ نے حضرت کا نام و نسب پوچھا اور بہت مبالغہ اور تکرار کی آپنے فرمایا کہ مسلم ابن عقیل امام حسین
کا بھائی ہون عورت مردانہ صفت نے کہا مبارک اور مرحبا قدم رنجہ فرماؤ میرے مکان مین چلکر الغرض اندر لیجا کر ایک
حجرہ مین آپکو بٹھایا اور وہ اون کا حال دریافت کر کر رونے لگی کہ اتنے مین اوس عورت کا بیٹا آیا اور مادر کو حجرہ مین
آتے جاتے اور روتے دیکھا پوچھا کیا سبب ہے کہا ایک شرط سے کہتی ہون کہ تو یہ بھید ظاہر نکرے اوسنے بقول و قسم شرط
کی عورت نیک بخت نے کہا مسلم ابن عقیل نے مجھسے پناہ چاہی اور مین نے پناہ دی اور رسم خدمت کی بجا لاتی ہون
اور اللہ تعالے سے امید ثواب کی رکھتی ہون الغرض بیٹا اوس پیرزن کا صبح کو ابن زیاد کے دربار مین گیا کہ ابن زیاد نے
حکم دیا تھا کہ شہر مین منادی ہوجاوے کہ جو شخص خبر مسلم کی لاوے گا دس ہزار درم سرکار سے پاوے گا اور وہ شخص جس مراد
اور حاجت کے واسطے مجھسے عرض کرے گا مین قبول کرون گا اور جو شخص اپنے گھر اوسے چھپاوے گا قتل کیا جاوے گا
اور گھر اوس کا لوٹ لیا جاوے گا اوس بڑھیا کے بیٹے نے یہ سنکر محمد اشعث سے کہا کہ مسلم ابن عقیل میرے گھر مین ہے اور میری
مان نے اوسے پناہ دی ہے محمد اشعث نے ابن زیاد سے کہا ابن زیاد نامراد خوشحال ہوا اور اپنے نائب کو کہ نام اوس کا

عمرو ابن حریث مخزومی نے کہا کہ تین سو آدمی جنگی محمد اشعث کے ساتھ کر دے اور محمد اشعث سے کہا کہ طوعہ کے گھر پر جا کر مسلم
ابن عقیل کو گرفتار کر لا محمد اشعث کو سپاہ کو ساتھ لیکر سوار ہوا اور طوعہ کے گھر پر جا پہونچا اور طوعہ کے در و دیوار و بام کا بندوبست
کیا کہ کہیں مسلم نکل نجاوین حضرت مسلم صبح کی نماز پڑھکر جا نماز پر یاد الٰہی مین بیٹھے تھے کہ آواز گھوڑون کے سمونکی کان مین آئی اپنے
جانا کہ وقت شہادت کا عنقریب آیا اوٹھے اور سلاح بدن مبارک پر آراستہ کیے اور شمشیر میان سے نکالی اور گھر سے باہر نکلے
کہ فوج نے آپ پر حملہ کیا حضرت مسلم نے مانند شیر ژیان کے حملہ کیا اور کتنے مردودون کو جہنم واصل کیا یہ خبر ابن زیاد کو پہنچی اوس
بدنہاد نے محمد اشعث کو کہلا بھیجا کہ مین نے تجھکو ساتھ تین سو مردان جنگی کے پکڑنے کو ایک شخص کے بھیجا ہے اگرچہ وہ مرد دلیر ہے لیکن
پھر ایک ہی ہے عجب ضعف و سستی تیری ہے کہ باوجود اتنی فوج کے ایک شخص ہاتھ نہین آتا محمد اشعث نے اوسکے جواب مین کہلا بھیجا
کہ تجھکو شاید خیال یہ ہے کہ کسو بقال یا جلاہے کے اوپر ہمکو بھیجا ہے واللہ مسلم بن عقیل وہ دلاور ہے کہ شمشیر انتقام سے خون دلاورونکا
اوپر خاک ہلاک کے ڈالتا ہے اور وہ صفدر ہے کہ ساتھ ضرب خنجر کے خاک معرکہ کو ساتھ مغز دلیرون کے ملاتا ہے **بیت**
چو بر جوشد از خشم آن تند میغ + نزاب آتش انگیز و از برق تیغ **ہندی** اگر وہ جوش مین آوے ملاو ڈرے غصہ سے اوسکے فوج و لشکر +
لگا دے آگ پانی مین غضب سے + کرے شمشیر بجلی کو ششدر + ابن زیاد نے کہلا بھیجا کہ اوسکو امان دیکر میرے پاس لے آو محمد اشعث نے
کہا اے مسلم ہاتھ تیغ زنی سے باز رکھ اور میرے پاس آ کہ امیر نے تجھکو امان دی ہے حضرت مسلم نے فرمایا کہ ہمیں تمہاری امان کی کچھ
احتیاج نہین ہے اور ہمکو کوفیون کے قول پر اعتماد نہین ہے **بیت فارسی** ندیدم من از ہیچ کوفی وفا ++
زکوفی نیاید بغیر از جفا **بیت ہندی** کسی نے نہ کوفی سے دیکھی وفا عجب قوم ہے یا دغا پر جفا +
یہ فرما کر پھر حملہ کیا اور بہتون کو قتل اور اکثر کو زخمی کیا کہ سپاہ سب عاجز آئی اور سوار پیادہ ہوئے اور اکثر کوٹھون پر چڑھے اور
تیر اور پتھر آپ پر مارے کہ آپ کا بدن مبارک کوفتہ اور زخمی بہت ہو گیا لکھا ہے کہ ایک تیر آپ کی پیشانی مبارک پر لگا اور چہرہ منور
تمام لہو سے سرخ ہو گیا **شعر** چون شہیدان ترا در ہر دو عالم سرخ روست خوش ادے باشد کہ ما را کشتہ زین عالم زند
شعر ہندی دو جہان مین سرخ رو کیونکر نہوں ہیں شہید کشتہ ہونا عشق کے میدان مین اونکی عید ہے
پس مکہ کی طرف رخ کیا اور کہا اے بھائی حسین ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ آپ کو خبر ہے کہ تمہارے چچا کے فرزند
پر کیا گذر رہی ہے لیکن مجھکو خدا کی راہ مین کچھ اندیشہ نہین ہے **قطعہ فارسی** ہر نشان کز خون دل در دامن جانان ماست
پیش اہل دل دلیل من بپاکی من ست شد تنم فرسودہ زیر سنگ جور کوفیان کشتہ عشقم تن این سنگہا خاک منست **قطعہ ہندی**

عزیزو یہ خون دامن چاک کا + نشان ہے ہر دامن پاک کا + ہوا دفن تن زیر سنگ ستم + کیا کام تیغ نے یان خاک کا
پھر حضرت مسلم کہ زخموں سے چور ہو گئے تھے ایک دیوار سے لگ کر بیٹھ گئے کہ ایک بدبخت نے تلوار ماری کہ ہونٹ اوپر کا اور دانت کٹ گیا
آپ نے اوسی حالت میں کمال چالاکی سے اوٹھ کر ایک ضرب تیغ کی ایسی دی کہ اوسکا سر کٹ کر دو قدم پر جا پڑا اور پھر دیوار سے لگ کر بیٹھ گئے
اور یہ کہتے تھے کہ اے خدا ایک شربت آب کی آرزو رکھتا ہوں اور کسی کو یارا نتھا دہشت سے کہ پانی پاس لیکر آوے آخر کو محمد بن اشعث نے کہا
بڑی عار اور ننگ کی بات ہے کہ ایک شخص اتنی فوج سے مارا نہیں جاتا پس سب مل کہ دفعتہ اس پر حملہ کرو سپاہ نے ویسا ہی کیا اور ایک
مردود نے پیچھے آکر نیزہ مارا کہ آپ غش کھا کر گر پڑے رمق جان کی باقی رہی تھی کہ اوٹھا کر ابن زیاد کے پاس لے گئے اوس نے سر مبارک کاٹ کر
یزید کے پاس دمشق کو روانہ کیا اور ہانی کا سر بھی یزید کے پاس بھیجا اوس مردود نے دونوں سر دمشق کے دروازے پر لٹکوا دیے
اور یزید پلید ابن زیاد پلید سے بہت راضی اور خوش ہوا اور اوسکو شکریہ لکھا اور انعام احسان کثیر کا متوقع کیا اور لکھا کہ تیرے
برابر کوئی عزیز اور مقرب اور مصاحب میرا نہیں ہے بعضی روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جب حضرت مسلم کو اوٹھا کر لیگئے ہنوز اونکی
طاقت باقی رہی تھی کہ عمر سعد سے آپنے تین وصیتیں کین اور فرمایا کہ ایک تو میں اس شہر میں سات سو درم کا قرضدار ہوں میرا گھوڑا
اور زرہ بیچکر ادا کیجیو اور دوسرے جب میرا سر کاٹ لیویں تو میری لاش کو کسی مقام مناسب میں دفن کریو اور تیسرے میرے بھائی سید کونین امام حسین
کو میری طرف سے لکھیو کہ زنہار زنہار اور پر قول و قسم کوفیون کے اعتماد نکرنا اور عراق کی طرف متوجہ نہونا ایسا نہو آپ پر وہ گذرے
کہ جو مجھ پر گذرا اور میں تو آپ پر فدا ہوا جو کہ کام میرا تھا وہ مجھسے ادا ہوا **فائدہ** جاننا چاہیے کہ حقیقت انکے دونوں فرزندوں کے
قتل ہونے کی روضۃ الاحباب میں اور روضۃ الصفا میں نہیں لکھی ہے لیکن میں نے اور کتابوں معتبر میں بہ روایات معتبرہ لکھی دیکھی ہے
کہ وہ دونوں مظلوم و یتیم یعنے محمد اور ابراہیم کہ دونوں کمال خردسال تھے اور گلستان ابوطالب کے نونہال تھے زمین حیات سے ساتھ
باد صرصر ممات کے فنا پذیر ہوئے اور جڑ سے اوکھاڑے گئے یعنے کوفیوں نے اونکو بھی قتل کیا **ابیات** دریغ و درد کہ آن ہر دو نوجوان قتند
بصد علالت و حسرت ازین جہان رفتند + چو عندلیب سزد گر کنیم نالہ و آہ + کنون کہ یاسمن و گل ز بوستان رفتند
غم غریبی و غربت نبود شان در خور + بجانب پدر خویشتن روان رفتند + **ابیات ہندی**
دریغ و درد کہ معصوم وہ یہان سے گئے + مراد کو بھی نہ پہنچے کہ اس جہان سے گئے + نکیونکہ نالہ کرون عندلیب کے مانند
جو گل تھے رونق گلزار بوستان سے گئے + غم غریبی و غربت سے تنگ وہ ہو کر + پدر بزرگ کے نزدیک اس مکان سے گئے
مگر تفصیل سے حقیقت انکے قتل ہونے کی روضۃ الشہدا میں لکھی ہے اس تفصیل سے کسی کتاب معتبر میں لکھنے کا اتفاق نہیں ہوا

مخزن ساتواں بیچ ذکر روانگی حضرت امام حسین علیہ السلام کے مکہ معظمہ سے طرف کوفہ کے اور پہنچنے کی بیچ کربلا کے اور درپیش آنے جنگ اور لڑائی کے

روایت کرنے والے راویان درد و غم کے

اور نقل کرنے والے نقل بارنج والم کے اس طرح روایت نقل کرتے ہیں کہ جس روز کوفہ میں حضرت مسلم نے شہادت پائی اوسی دن بسبب اتفاق حضرت امام حسین علیہ السلام نے مکہ معظمہ سے کوفہ کو کوچ کی ٹھہرائی اور شہر سے برآمد ہوئے گویا خانہ شہادت میں قدم ڈالے روایت ہے جبکہ ارادہ امام شہید اکبر حسین ابن علی صلوٰۃ اللہ کا کوفہ کی طرف مصمم ہوا یاروں اور دوستداروں اور عزیزوں اور رشتہ داروں کو کمال فکر اور غم ہوا چنانچہ عبداللہ ابن عمر آپ کی خدمت میں آئے اور شرط منع کرنے کی اس ارادہ سے طرح طرح پر بجا لائے جبکہ دیکھا کہ عرض اور التماس اس امر میں پذیرا نہیں ہے بہت روئے اور پیشانی حضرت کی چومی اور کہا میں نے تجھکو خدا کو سونپا اے شہید سعید اور منع کیا عبداللہ ابن زبیر نے بھی اور عبداللہ ابن عباس نے کہا یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوفہ کا قصد مت کر کہ کوفی مکار غدار بیوفا پرجفا ہیں تیرے باپ اور بھائی کے ساتھ کیا کیا برائیاں اور بیوفائیاں کی ہیں کہ سب تجھپر روشن ہیں حضرت امام حسین نے فرمایا اے فرزند عم کمال شفقت فرمائی تونے اور حق نصیحت کا بجا لایا تو اور جو کہ محبت اور خلوص تیرا میرے ساتھ ہے خوب مجھے معلوم ہے حق تعالے تجھکو جزائے خیر دیوے لیکن چونکہ قریب بارہ سو خط کے میرے پاس آچکے ہیں اور وہ لوگ بظاہر رشد و ہدایت کے طالب ہیں اور میں نے اونسے وعدہ آنے کا کر لیا ہے جانا ہی ہمین لابد ہے ایک روایت یہ ہے کہ آپنے فرمایا کہ عزیمت میری کوفہ کو جانے کی مصمم ہوئی کہ یہ کسی طرح موقوف نہیں ہوسکتی اور اس سفر میں امر الہی درپیش آنے والے ہیں کہ میں ہی جانتا ہوں عبداللہ ابن عباس نے کہا کہ خیر زن و فرزند کو ساتھ مت لیجا آپنے فرمایا کہ انکو کہاں چھوڑ جاؤں کسکو سونپوں بہتر یہی ہے کہ میرے پاس تو بھی ہووے عبداللہ ابن عباس نے کہا کہ بالفعل مجھکو کچھ ضرورت درپیش ہے کہ میں مدینہ کو جاتا ہوں اگر تونے کوفہ میں قرار پکڑا تو میں بھی تیری خدمت میں آونگا یہ کہکر ابن عباس بے اختیار ہو کے بہت روئے اور کہا وا حسیناہ اور ہزار دریغ توقع ہمیں کچھ نہیں دیکھا چاہیے کہ حال اوسکا عراق میں کیا ہوگا روایت ہے عبداللہ ابن عمر نے بھی بہت فہمایش کی اور کہا اے حسین عداوت اور دشمنی لوگوں کی کہ تیرے ساتھ ہے اور بیوفائی کوفیوں کی سب تجھپر روشن ہے اور خلقت نے یزید کے ساتھ بیعت کر لی ہے ہمیں اندیشہ ہے کہ ساتھ طمع مال دنیا کے مکہ کے لوگ بھی تجھسے مخالف ہوجاوینگے اور کوئی نصرت اور مدد تیری نکریگا اور میں نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے حسین قتل کیا جاویگا اور جو کہ اوسکی مدد نکریگا روز قیامت کے حق تعالے اوسے ذلیل اور خوار کریگا پس مصلحت یہ ہے کہ یزید کی بیعت قبول کر اور صبر فرما اور ہماری عزیمت اب

مدینہ کی حرمت ہے تو بھی مدینہ کو تشریف لیچل اگر اوس پلید سے بیعت کی مرضی نہو تو اپنے گھر مین بیٹھ رہنا اور کسی کچھ غرض نرکھنا کہ ایذا اونکی تو حفظ رہیگا تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہیہات ہیہات اے ابن عمر دشمن مجھکو گھر مین بیٹھنے بھی نہ دینگے جہان مین جاونگا مجھکو یزید کی بیعت کی تکلیف دینگے اور مین انشاء اللہ تعالے ہرگز ہرگز نہ مانونگا اور وہ مجھسے ویسے پیش آوینگے جیسے کہ پیش آوینگے اے عم یہ جواب سنکر بہت روئے اور کہا اے آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے واسطے پاکی اور طہارت ہے اور دنیا مین سراپا رنج اور اذیت اور غصے مین ہیں اور نعمت اور راحت ہے اور ابن عباس نے کہا کہ قسم خدا کی اگر تیرے سامنے اے حسین ابن علی تلوار لیکر دونون ہاتھ سے دشمنون سے لڑون یہان تک کہ میرے دونون ہاتھ قلم ہوجاوین تو بھی تیرے باپ کے ایک حق سے ادا نہوں ہین اونکے حقوق مجھپر ہین اور اب کہ تو کوفہ کو تشریف لیجاتا ہے اور مجھکو عزیمت مدینہ کی درپیش ہے دیکھا چاہیے کہ یہ دیدار پھر تیرا کب نصیب ہوتا ہے

قطعہ فارسی تو میروی و من خستہ بازمی مانم در آنکہ بے تو بمانم عجب ہے مانم تو باد پاے عزیمت چو باد میرانی من آب دیدہ گلگون چو آب میرانم

ابیات ہندی مجھے ہوتا ہے کیون جلد افسوس تو چلا مین یہان رہا افسوس تو روان مثل باد اور رہ رہا چشم سے میری بہ گیا افسوس

اور عبد اللہ ابن زبیر نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے عرض کی کہ تو مکہ مین اقامت کر خط اور قاصد اپنے ہر طرف بھیج کر اپنے دوستون کو اپنے پاس جمع کر اور قوت پکڑ پھر یزید کے عامل کو مکہ سے نکال دے اور خلافت اور حکومت کر پس یہین بیٹھے ہوئے کہ مقام حرم ہے اور مرجع ہے تمام عالم کا اپنے مطلوب اور مقصود کو پہنچیگا تو اور مین تیرا مددگار اور معاون ہونگا حضرت امام حسین نے فرمایا کہ مینے اپنے باپ سے یہ حدیث سنی ہے کہ مکہ مین ایک دنبہ ہوگا کہ اوسکے سبب سے کعبہ کی حرمت نرہیگی یعنے ایک شخص ہوگا کہ اوس سے جنگ و قتال کعبے کے متصل ہوگی اور حالانکہ واسطے حرمت کعبۃ اللہ کے لڑائی اور خونریزی مکہ مین منع ہے پس دوست رکھتا ہون مین اس بات کو کہ وہ دنبہ مین نہون

فائدہ جاننا چاہیے کہ یہ حدیث ساتھ حال عبد اللہ ابن زبیر کے مطابق ہوئی کہ بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے یزید کی فوج سے اور ابن زبیر سے عین مکہ مین لڑائی ہوئی اور حجر اسود ٹوٹا اور کعبہ معظمہ کے پردے جلے روایت ہے کہ جب خبر حضرت امام حسین علیہ السلام کی روانگی کی مدینہ منورہ مین محمد ابن حنیفہ کو پہنچی اور وہ وضو کرتے تھے اور لگن آگے رکھا ہوا تھا سنکر اتنا روئے کہ تمام لگن آنسوؤن سے بھر گیا اور مدینہ مین اور مکہ مین تمام اصحاب اور احباب اس امر سے غمگین و حیران اور پریشان ہوئے لیکن دوستون اور ہوادارون مین قدر قلیل نے آپکا ساتھ دیا اور ہمراہ رکاب شہادت انتساب کے کوفہ کو روانہ ہوئے اور اکثر ساتھ نہین گئے سو واسطے کہ اگرچہ اندیشہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف سے سبکو تھا لیکن یقین نتھا

کہ جانتے ہی ایسی جلدی نعمت شہادت کی پاویں گے اور کوئی اول اول ہی بیوفائی اور بیحیائی اپنی ظاہر کرینگے بلکہ یہ
بات حضرت مسلم کے خطوط سے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام آیا تھا سبکو معلوم ہوگئی تھی کہ اٹھارہ ہزار آدمی ساتھ مسلم
ابن عقیل کے امیر المومنین حسین کی بیعت کی اور قرینہ سے جانتے تھے کہ روز بروز اور بھی ترقی ہوگی اور حسین ابن علی جسوقت پہنچینگے ہزار ہا آدمی
دائرہ بیعت میں داخل ہونگے اور یزید کہ بہت دور ہے یعنے شام کے ملک میں شہر دمشق میں ہے کہ جنگ درپیش آوے گی اور کوئی جبکہ مغلوب
ہونگے یا طمع میں آوینگے تو اوس وقت موافق عادت اپنی کے بیوفائی کرینگے پس ان باتوں میں ابھی عرصہ ہے اور اسی
مدت میں جسکو شامل حال حسین ابن علی علیہم السلام کے ہونا ہے ہووے گا یہ وجہ اس بندۂ گنہگار امیدوار مغفرت پروردگار کے
خیال میں گذری ہے واللہ اعلم بالصواب **فصل** چاہیئے جاننا کہ حضرت امام انام علی النبی علیہ السلام نے بقضا و رضاے ربانی
کے کسو کا کہنا نہ مانا اور قصد سفر کوفہ کا دل میں مصمم ٹھانا اور اپنے ملازموں اور یاروں کو جمع کیا اور موافق قدر اپنے کے مال و
اسباب دیا اور بیبیوں اور بچوں کے واسطے محمل اور کجاوے تیار کیے الغرض سب اہل و عیال اپنے ساتھ لیے اور منگل کے دن ذی الحجہ کی
تیسری تاریخ یا آٹھویں تاریخ یا نویں تاریخ بحسب اختلاف روایات کے کہ وہ دن شہادت مسلم ابن عقیل کا تھا مکہ سے
بہ قصد سفر کوفہ کے برآمد ہوئے سب یار اور وفادار اور مخلص اور دوستدار روتے تھے زار زار اور یہ کہتے تھے پکار پکار
کہ اے شاہزادۂ نامدار ابن سید الابرار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوفیوں کے پاس جانا مصلحت نہیں اور اس میں سواے رنج کے
راحت نہیں کوفیوں کے قول کو وفا کہاں ہے اور انکی وفا کو بقا کہاں ہے براے خداے پاک یہ قصد اندیشناک موقوف کرو
اور آپ فرماتے تھے اے عزیزو دوستو مبالغہ نکرو اور بہت منع نفرماؤ کہ اس سفر میں بے اختیار ہوں اور تابع امر پروردگار ہوں
پردۂ غیب سے ایک کمند مجھپر ڈالی ہے کہ میں اوس میں گرفتار ہوں اور صید مطلب اپنے کا جویا اور طلبگار ہوں **بیت**
رشتۂ در گردنم افگندہ دوست   می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست   القصہ امام کونین حضرت امام حسین
علیہ السلام منزل بمنزل اور کوچ بکوچ راہ طے کرتے تھے اور تشریف لیجاتے تھے جبکہ منزل صفاح میں پہنچے فرزدق شاعر
کو دیکھا کہ عراق سے آتا ہے اور مکہ کو جاتا ہے آپنے پوچھا اے فرزدق عراق کے لوگوں کا کیا حال ہے اوسنے کہا یا ابن
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آدمیوں کے دل آپکے ساتھ ہیں اور بنی امیہ کے ساتھ اونکی تلواریں ہیں اور قضا
آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جو بات کہ خدا نے چاہی ہے وہی حاصل ہوتی ہے آپنے فرمایا کہ سچ کہتا ہے تو اے فرزدق
اور آپنے فرزدق کو رخصت کیا کہ وہ روانہ مکہ کو ہوا اور آپ مقام بطن الرمہ میں پہنچے اور وہاں سے خط اپنا

روانگی کے احوال کا قیس ابن مسہر کے ہاتھ کوفہ کو بھیجا حصین ابن نمیر نے کہ فوج لیکر ابن زیاد کی طرف سے آیا ہوا تھا اور قادسیہ کے میدان میں مقام رکھتا تھا قیس کو پکڑ کر کوفہ کو ابن زیاد کے پاس بھیجدیا اوس نے اونکو قلعہ کے اوپر سے خندق میں گروا دیا کہ اونہوں نے درجہ شہادت کا پایا الغرض ابن زیاد بدنہاد نے خبر روانگی حضرت امام حسین علیہ السلام کی شکر سپاہ جابجا راہ میں پھیلا رکھی تھی کہ راہ کے سڑک کا بندوبست قرار واقعی ہے اور حضرت امام حسین کسی طرف نہ جا سکین آخر آپ منزل زرود میں پہنچے وہان ایک خیمہ نظر پڑا پوچھا کہ خیمہ کس کا ہے کہا زہیر ابن القین کا ہے کہ مکہ سے آیا ہے اور کوفہ کو جاتا ہے آپنے زہیر کو بلایا اوسنے آنے میں تامل کیا زہیر کی بی بی نے کہا سبحان اللہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند تجھے یاد کرے اور تو اغماض کرتا ہے اس کہنے نے دل میں اوس کے اثر کیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا بعد ایک لحظہ کے حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیمہ سے نکلکر اپنے خیمہ میں آکر کہا کہ میرا خیمہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیمے کے پاس آمادہ کردو اور اپنی بی بی سے کہا کہ میں تجھکو طلاق دیتا ہون کہ تو اپنے بھائی کے ساتھ وطن کو جا اور اپنے بھائی اور سب ساتھ والون سے کہا کہ جسکو شوق شہادت کا ہو میرے پاس رہے اور جس کو خوشی وطن کی ہو مجھسے جدائی اختیار کرے سب ساتھ والے اپنے وطن کو بعضے کوفہ کو چلے گئے اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ زہیر کی عورت نے کہا کہ اے مرد مردانہ اور اے صاحب ہمت و فرزانہ تو بیچ خدمت فرزند مرتضیٰ علیہ السلام کے رہنا اور میں بیچ خدمت سیدۃ النسا فاطمہ زہرا علیہا السلام کے رہونگی پس طلاق کیون دیتا ہے اور مجھکو اپنے ساتھ کیون نہین لیتا ہے جب آپ مقام زرود سے روان ہوئے ایک شخص کوفہ سے آنے والا راہ میں ملا آپنے خبر کوفہ کی پوچھی اوسنے کہا میں کوفہ میں ہی تھا کہ حضرت مسلم ابن عقیل اور ہانی ابن عروہ کو قتل کیا آپنے سنکر کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن جس وقت کہ آپکے ساتھ والون نے یہ سنا بعضون نے عرض کی کہ برائے خدا اپنے اوپر اور اپنے بال بچون پر رحم کر اور اب وطن کو پھر چل اور کوفہ میں کوئی تیری مدد نکریگا اس میں حضرت مسلم کے بھائی اور بیٹے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تھے اونہون نے کہا کہ بعد مسلم کے ہمکو زندگانی کی احتیاج نہین اور ہم پھر جانیوالے نہین جب تک کہ اپنا کینہ اور بدلہ نہ لین یا کہ مارے جاوین اور شہید ہووین حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے جینے میں بھی نیکی اور بھلائی نہین تمہارے بعد

بیت فارسی

زندگی بہر دیدن یار خوش است ++ یار چون نیست زندگی عار است

رباعی ہندی

مزہ زندگی کا ہے دلدار سے ملاقات سے صحبت یار سے
ہو باغ دنیا میں گر اوس کی بو گل زندگی ہے بُر اخار سے

پھر وہان سے کوچ کر کر منزل زبالہ میں پہنچے کہ خط عمر سعد کا پہنچا اوس میں سب حال حضرت مسلم کی شہادت کا لکھا تھا جب یہ خبر بہ تحقیق

سبکو معلوم ہوئی اکثر لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس سے اوٹھ گئے اور متفرق ہو گئے سوائے اہل بیت کے اور مخلص یاروں کے
آپکی خدمت میں کوئی نہیں رہا جبکہ آپ منزل قصر بنی مقاتل میں پہنچے دیکھا کہ سراپردہ کھڑا ہوا ہے اور نیزہ زمین میں گڑا ہوا ہے اور
گھوڑا بندھا ہوا ہے آپنے پوچھا کہ یہاں کون اوترا ہوا ہے لوگوں نے کہا عبید اللہ ابن حر جعفی ہے سرداروں اور بہادروں کوفہ سے آپنے اوس سے
ملاقات کی اور مدد اور نصرت چاہی اور امیدوار اوسے بہشت کی نعمت اور درجہ کا کیا اوسنے کہا میں اسی واسطے کوفہ سے باہر نکل آیا ہوں
کہ میں نے دیکھا کہ کوفیوں کا اعتقاد خاندان نبوت کی طرف سے فاسد ہو گیا ہے اور عبید اللہ ابن زیاد سے سب لگ گئے ہیں واسطے
طمع دنیا کے میں نے کہا ایسا نہو کہ یہ قوم حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کو شہید کریں اور میں اس قوم میں ہوں اور انکے گناہ میں جاوں
اور اے حسین ابن علی کرم اللہ وجہہ یہاں کوئی تیرا مددگار نہیں ہے ظن غالب ہے کہ تو قتل کیا جاوے گا اور یہ بھی جانتا ہوں
کہ جو تیری متابعت کریگا خوبی آخرت کی پاویگا لیکن قسم ہے اوس خدا کی کہ جسنے تیرے دیدار سعادت آثار سے مجھکو شرف اور زیارت
دی کہ میرا نفس موت کو اختیار نہیں کرتا مگر توقع یہ ہے کہ یہ گھوڑی میری ہے اسکو تو قبول فرما کہ نام اسکا ملحقہ ہے اور قسم خدا کی یہ
ایسی ہے کہ جسکے پیچھے میں نے اسکو دوڑایا ہے اوسکو وہیں جا لیا ہے اور اسکے پیچھے کیا ہی تیز رو گھوڑا دوڑایا ہے اسکو اوسنے
نہیں پایا ہے اور شمشیر میری بہت تحفہ ہے اس کو بھی قبول فرما آپنے فرمایا مجھکو کسی کی طمع نہیں ہے میں نے تیرے بھلے کیواسطے
کہا تھا لکھا ہے کہ بعد واقعہ کربلا کے یہ شخص تمام عمر پچھتاتا رہا اور روتا رہا اور غم کھاتا رہا کہ ہائے میں نے کیوں نہ مدد
حسین علیہ السلام کی کی اور نعمت شہادت کی ہاتھ سے دی جبکہ آپ منزل عقیق میں پہنچے ایک شخص نے قوم بنی بکر سے
آپکی خدمت میں آکر عرض کی کہ یا حسین علیہ السلام یزید پلید نے آپکی خبر پا کے کوفہ کی لشکر ابن زیاد بدنہاد کو لکھا ہے
کہ فوجیں راہ میں پھیلا دے اور رستے طرفوں کے بند کروا دے کہ حسین اور کسی طرف کو چلا نجاوے چنانچہ اوس بدنہاد نے
حصین ابن نمیر کو ساتھ لشکر عظیم کے قادسیہ کو بھیجا ہے کہ سپاہ جابجا جنگلوں میں راہیں گھیرے ہوئے پڑی ہے اور حر ابن
ریاحی کو مع سات ہزار سوار کے روانہ کیا ہے کہ وہ حسین علیہ السلام کو کوفہ کی طرف تو آنے دے اور کسی طرف جانے نہ دے
پس مناسب یہ ہے کہ آپ مکہ کی طرف پھر جائیے اور کوفیوں کے قول اور فعل پر کچھ اعتماد نہ کیجیے کہ وہ سب یزید سے مل گئے ہیں اور
آپکے قتل کے واسطے مستعد ہیں آپنے فرمایا جزاک اللہ تو نے شرط نصیحت کی بجا لایا پھر وہاں سے آپ آگے کو روانہ ہوے جبکہ منزل سراۃ میں
پہنچے رات کو وہاں مقام فرمایا صبح کو پھر کوچ کیا دوپہر کے وقت حر ابن یزید ریاحی مع سات ہزار سوار کے نمود ہوا کہ صحرا میں چلا آتا ہے
اور سوار چھپے ہوئے گھوڑوں کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں آپنے بھی متصل حر کے ڈیرے کے اپنا ڈیرا کیا ظہر کی نماز پڑھی اور اوسکی فوج نے حضرت

امام برحق کے ساتھ ادا کی پھر عصر کی بھی نماز سب نے آپکے ساتھ پڑھی بعد نماز عصر کے آپنے خطبہ پڑھا بعد حمد و صلوٰۃ کے کہا
اے کوفیو مین تمھارا بلایا ہوا یہان آیا ہون آپسے مین کچھ نہین آیا جبکہ تمھارے خط اور ایلچی حد سے زیادہ میرے پاس آئے مین
اور تمھارا کمال اشتیاق اور خلوص مجھکو ظاہر ہو لیا ازروے نامہ و پیغام کے تب مین ادھر کو آیا ہون پس اگر تمنے عہد شکنی اور
بیوفائی پر کمر باندھی ہے تو مین مکہ کو پھر جاتا ہون اور آپنے خرجی مین سے بہت سے خط نکال کر دکھائے اور اون فوج مین اکثر وہ لوگ
تھے کہ جنھون نے حضرت امام حسین کو خط لکھے تھے سب لوگ سنکر اور دیکھکر سرنگون اور شرمندہ تھے اور حقیقت مین شرمندہ تھے
بلکہ سیاہی بیحیائی اور بیوفائی کی اون تیرہ دلون کے دل پر چھا رہی تھی حر بن یزید ریاحی نے قسم کھائی کہ مجھکو خبر نہین اور مین اون مین سے
نہین ہون کہ جنھون نے تجھکو یہ خط لکھے ہین لیکن مجھکو امیر ابن زیاد کا حکم ہے کہ تجھسے جدا نہون جبتک کوفہ مین ابن زیاد سے
ملاقات نکرلیگا آپنے فرمایا کہ مجھکو موت قبول ہے اور ملاقات ابن زیاد کی قبول نہین یہ فرماکر آپنے تیاری کوچ کی کر کے مکہ کی طرف کوچ کیا
کہ اسمین حر اور لشکر اوسکا راہ مین حائل ہوے اور مکہ کی طرف جانے کے روادار نہوئے حضرت امام حسین نے کہا کہ اب بغیر جنگ کے چارہ
نہین ہے اور ہاتھ قبضہ شمشیر پر رکھا اور چاہا کہ میان سے کھینچین کہ حر نے کہا مجھکو لڑائی کی بھی رخصت نہین ہے اور دونون طرف سے
کلام درشت اور سخت صادر ہوئے آخر کو حر نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر یہ ہے کہ لڑائی اور قصہ
موقوف کرو اور مین اور تو ایسی طرف کو کوچ کرتے ہوئے چلین کہ نہ وہ راہ مکہ کی ہو اور نہ کوفہ کی اور اس عرصہ مین معلوم
ہو جاویگا کہ اب مرضی ابن زیاد کی کیا ہے اور مین بھی اوسکے غصہ و غضب سے بچا رہونگا آپنے فرمایا بہتر ہے پس دونون
گروہ برابر کوچ کرتے ہوئے اور منزلین طے کرتے ہوئے ایک مقام پر پہنچے کہ وہان شتر سوار ابن زیاد کا نمودار ہوا اور
اوسنے خط ابن زیاد کا حر کو دیا حر نے خط پڑھا لکھا تھا کہ اے حر جس مقام پر کہ یہ خط میرا تیرے پاس پہنچے اوسی مقام پر حسین کو
ٹھہرانا اور آگے پیچھے کہین جانے ندینا اور چاہیے کہ ایسی جگہ اوسکا ڈیرا ہو کہ پانی اور گھانس وہان سے بہت دور ہو اور مینے شتر سوار
سے کہدیا ہے کہ جو عمل حر سے اس مقدمہ مین صادر ہو مجھسے بعینہ بلاتفاوت آنکر کہدے حر نے وہ خط پڑھکر حضرت امام حسین علیہ السلام
کو دکھایا اور کہا اے حسین اب یہین مقام کیا چاہیے کہ مین امیر کے حکم سے لاچار ہون ورنہ مین اوسکا تقصیروار ٹھہرونگا آپنے فرمایا
کہ اس مقام کا اور اس زمین کا کیا نام ہے لوگون نے کہا اس زمین کا نام کربلا ہے آپنے فرمایا عجیب حال ہے کہ مین اپنے باپ علی مرتضے رضی اللہ عنہ
کے ساتھ تھا سفر مین جب صفین کو گئے تھے اور اس زمین پر جب گذر ہوا تو فرمایا کہ اس زمین کا کیا نام ہے لوگون نے اسی طرح
سے کہا تھا کہ اس کا نام کربلا ہے اور آپنے یہ نام سنکر فرمایا کہ یہ وہ جگہ ہے کہ انکے اونٹ اترینگے اور یہان انکے محمل گرینگے

اور یہاں خون انکے گرائے جاوینگے کسوکی سمجھ مین نہ آیا کہ آپ کسکے حق مین فرماتے ہین اور کیا کہتے ہین جب آپسے پوچھا تب آپنے کہا کہ ارادہ ازلی حق تعالے کا یون ہے کہ اس مین ایک گروہ آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتریگا اور مقام کرینگے پھر گذرے اون پر جو کہ گذرے اور ایک یہ روایت ہے کہ حضرت شاہ ایسا پھوٹ پھوٹکر اتنا روئے کہ داڑھی آپکی آنسوؤن سے تر ہوگئی اور آنکھون سے زمین تک ایک لڑی آنسوؤنکی بندھ گئی حضرت امام نے یہ نقل اپنے قبلہ گاہ کی لکھکر فرمایا کہ یہین اونٹون کو اوتارو اور یہین خیمہ استادہ کرو

ابیات

بارکشا اینجا کہ اینجا خون ما بخت خواہند ریخت
آبروی ما بخاک کربلا خواہند ریخت
کودکان جعفر طیار را خواہند کشت
گرد بر رخسار آل مصطفی خواہند ریخت

ابیات ہندی

کہا شبیر نے یہ کربلا ہے *
یہان کا حال سارا بر ملا ہے
یہی آل محمد صلعم کا ہے مقتل
بجھیگی یان علی کے گھر کی مشعل
ہمارا حال یان ہوگا پریشان
بدن یہ ہونگے خاک و خون مین غلطان
یہ بیٹے جعفر طیار کے سب
یہان ہونا قتل ہے یہ مرضی رب
پڑے رخسار آل مصطفے پر
غبار و گرد خاک راہ یکسر
پس اب اونٹون کو اسجا کہ بٹھاؤ
یہین ٹھہرو کہین آگے نجاؤ
کہ ہے یہ کربلا جاے شہادت
سعادت اوسکی جو پاوے شہادت

الغرض امام مغموم شہید مظلوم فاطمہ کے دل کے چین حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ کلمہ سنا تو قضاے ربانی کے اور راضی ہوکر ساتھ رضاے سبحانی کے اوس مقام مین اوترے اور فرمایا کہ یہ مقام کربلا ہے یعنے جگہ کرب کی اور بے چینی کی اور بلا کی ہے اور دوسرے دن عمر ابن سعد ساتھ جمعیت چار ہزار آدمی جنگی کے کربلا مین واسطے جنگ حضرت امام حسین علیہ السلام کے آیا اور مقابل آپکے اوترا اور حقیقت عمر بن سعد کی یہ ہے کہ ابن زیاد نے رے کے پرگنہ کا فرمان اوسکو دیا تھا اور رے کا والی کیا تھا جبکہ اوسکو حکم دیا کہ تو واسطے جنگ امام حسین کے تیار ہو بسبب کر عمر بن سعد نے کہا کہ تو مجھکو اس کام سے معذور اور معاف رکھ ابن زیاد نے کہا اچھا مگر تو فرمان رے کا پھیر دے اور رے کی حکومت سے دست بردار ہو عمر نے کہا مین اپنے دوستون سے مشورہ کرکر اسکا جواب دونگا اوس نے کہا بہتر ہے عمر نے اپنے گھر آکر اپنے عزیزون سے مشورت کی و بھانجے نے کہا کہ قسم خدا کی حسین سے لڑنا گناہ عظیم ہے اور پاس رشتہ داری کا نکرنا یہ دوسرا گناہ ہے اور اوسکے عزیزون مین سے کچھ کہا اور کسو نے کچھ کہا آخر کو حب جاہ نے اوسکو دوزخ کے چاہ مین ڈبویا اور رے کی محبت نے اوسکا دین و ایمان کھویا اور ساتھ چار ہزار سوار کے واسطے قتال سر دستہ خصال کے تیار ہوکر مقابل آیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ اے حسین تو کس ارادہ سے یہان آیا ہے آپنے مفصل احوال اپنے آنے کا کہلا بھیجا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اہل کوفیون کی بیوفائی و جفاکاری مجھکو معلوم ہوئی میرا ارادہ یہ ہے کہ وطن کو چلا جاؤن جو تمنے مجھے جانے نہ دیا اب تو کہ میرا قرابتی ہے قرابت کا ملاحظہ کرکر مجھکو اجازت دے

کہ مین اپنے وطن کو جاؤن عمر سعد نے جواب شکر کہا الحمد للہ امید ہے مجھے کہ مجھمین و حسین مین جنگ نہو گی اور عمر سعد نے ابن زیاد کو یہ حال
لکھا اوس بد نہاد نے لکھا کہ تو حسین سے کہہ کہ بیعت یزید کی قبول کرے پس اگر حسین نے اور اوسکے ساتھ والون نے بیعت یزید کی قبول کی
تو مجھکو لکھیو اور منتظر میرے حکم کا رہیو کہ پھر میرا حکم کیا صادر ہوتا ہے عمر سعد وہ خط پڑھکر کہا کہ مینے جانا کہ ابن زیاد خیر و عافیت نہین چاہتا ہے
فتنہ اور فساد کو چاہتا ہے اور خط حضرت امام حسین کی خدمت مین بھیجا آپنے فرمایا کہ مجھکو بیعت یزید کی ہرگز قبول نہین ہے یہ خبر ابن زیاد کو
پہنچی اوس بد نہاد نے غصہ مین آکر حصین ابن نمیر اور حجار ابن ابجر اور شبیب ابن ربعی اور شمر ذی الجوشن کے ساتھ فوج سوار و پیادہ کی واسطے مدد
عمر سعد کے بھیجا ہر چند ابن زیاد جماعت کثیر کو حضرت کے مقابلہ مین بھیجتا تھا لیکن اکثر لوگ اس بات کو برا اور مکروہ جانکر پھر آتے تھے آخر ابن زیاد
نے اونمین سے ایک شخص کو پکڑکر گردن مارا پھر یہ بیرحمی اوسکی دیکھکر مارے خوف کے کوئی نہ پھرتا تھا اور کربلا کو لوگ جوق جوق واسطے مقابلہ اور
مقاتلہ حسین ابن علی کے چلے جاتے تھے بعضی کتابون مین لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے ہمراہیونکو جمع کرکر فرمایا کہ اے
عزیزو مینے تمکو برضا و خوشی اجازت اور رخصت دی جہان تمہارا جی چاہے چلے جاؤ اور اپنی جان و مال کو بچاؤ اور مجھکو یہ امر پیش آیا ہے مین ہون
اور یہ امر ہے سب یارون نے اور وفاداروں نے زبان اخلاص کی کھولی اور ساتھ صدق نیت کے اور حسن طبیعت کے عرض کی یا ابن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہزار جان ہماری تیری خاک قدم پر فدا ہو جیو کہ تو سپہر ولایت کا ماہ ہے اور مسند امامت کا
شاہ ہے آج کے دن جو تجھسے منہ پھیرے وہ کل کو حشر کے دن کس طرح اور کن آنکھون سے تیرا دیدار دیکھے **قطعہ**

اے قبلۂ ہر مقبل آمد رویت روئے ہمہ مقبلان عالم سویت امروز کسی کہ از تو گرداند روے فردا بکدام دیدہ بیند رویت

قطعہ ہندی ترا رخ صاحب ایمان کا قبلہ بلا شک مقبلونکی جان کا قبلہ سبھونکا رخ تیرے رخ کی طرف ہے
تجھی سے قبلۂ عالم شرف ہے یہان تجھسے جو کوئی منہ کو پھیرے وہان کس آنکھ سے دیدار دیکھے اے گلستان روضۂ رسالت
اور اے یاسمن گلشن جلالت ہمکو بوستان وصال سے ساتھ خارستان فراق کے حوالہ مت کر اگرچہ تمام عالم گل و گلزار ہے
لیکن ہمارے نزدیک تیرے خار عشق کے روبرو سب خار ہے **قطعہ** با خار غم عشقت آویختہ در دامن
کوتہ نظری باشد رفتن بگلستان ہا گر در طلبت ما را رنجے برسد غم نیست چون عشق حرم باشد سہل است بیابان ہا

قطعہ ہندی خار غم اپنا جس کے دامان سے لگا پھر نہ اوس نے دل اپنا گلستان سے لگا گل عشق اپنا جس کے ہے طرۂ سر
ہے جی خار مغیلان بیابان سے لگا **فرد** گر تو صد بار دامن افشانی + نگذاریم دامن تو ز دست **فرد**
تو جو چاہا کہ دامن کو چھڑاوے نچھوٹیگے ترے جان جائیگی جاوے **فرد** دامن است چاہ دیدہ گریبان امید حیف باشد کہ بگیرند و گریبان ...

فرد ترا دامن پکڑ کر چھوڑ دینا گنہ یہ بس نہین ہے سر پہ لینا ۔ دوست وفادار یہ کہتے تھے اور روتے تھے
اور آپ بھی روتے تھے اور اونکے حق مین دعاے خیر کرتے تھے **فائدہ** نقل ہے کہ کربلا کے قریب قبیلہ بنی اسد کا تھا کہ
اونکے پاس ایک شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر سے گیا اور کہا کہ حسینؑ ابن فاطمہؓ زہراؓ جسطرح سے کربلا مین ٹھہرا ہوا ہے اوس
قبیلہ کے لوگون نے سوجب اپنی سعادت کا اور باعث نجات کا سمجھکر حضرت امام ہمامؑ کی مدد کا ارادہ کیا چنانچہ نوّے مرد مسلح اور
مکمل ہوکر وہان سے کربلا کو متوجہ ہوے عمر سعد نے یہ خبر سنکر چار ہزار سوار اونکے مقابلہ مین بھیجے اور راہ مین لڑائی ہوئی چونکہ وہ لوگ
بہت قلیل تھے اکثر مارے گئے اور باقی پراگندہ ہوکر شکست کھا گیے حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ حال سنکر بہت ہی افسوس کیا
فائدہ جاننا چاہیے کہ اون دنون مین ایک رات کو حضرت امام حسین علیہ السلام نے عمر سعد سے ملاقات کی اور طرح طرح سے فہمایش کی اور عذاب دوزخ
سے ڈرایا اور نعمت بہشت کا امیدوار کیا اوس نے کہا کہ مین نقد کو کہ ملک رے کا ہے عوض قرض کے کہ نعمت بہشت کی ہے ہاتھ سے نہین
کھوتا الغرض ابن زیاد نے سنا کہ عمر سعد سے اور حسین ابن علیؑ سے راتون کو مشورت ہوتی ہے اور حسین کہین اپنے لوگون کو
بھیجکر مدد بلاتا ہے یہ سنکر بہت غضب مین اور غصہ مین آیا روایت ہے کہ ابن زیاد نے عمر سعد کو لکھا کہ آب فرات کا بندوبست
قرار واقعی کر تو حسین اور ہمراہی اوسکے بالکل پانی نہ پاوین عمر ابن سعد نے پانسو سوار فرات پہ تعینات کیے کہ حسین علیہ السلام کے
لشکر مین پانی جانے نہ پاوے لکھتے ہین کہ تین دن پانی ساقی کوثر کو اور اونکی مستورات و بچون کو نہین ملا روز شہادت سے پہلے
روایت ہے کہ جب تشنگی کا غلبہ ہوا پسر ساقی کوثر پر اور سب بال بچون پر حضرت عباسؓ ابن علیؑ ساتھ تیس سوار اور بیس پیادون کے دریاے
فرات پہنچے اور درمیان عباسؓ کے اور فوج عمر سعد کے لڑائی ہوئی حضرت عباس رضی اللہ عنہ غالب آئے اور تیس سوار پانسو سوار سے لڑتے رہے
اور پیادون نے مشکین بھر کر حضرت امام ہمام کے لشکر مین لے پہنچے کہ چلو چلو پانی لوگون کو بھیجا اور لب خشک تر ہوے روایت ہے کہ حضرت
امام حسینؑ نے عمر سعد سے کہلا بھیجا کہ تو تین باتون سے ایک بات اختیار کر اول یہ کہ مجھکو وطن کو جانے دے اور جو نہین مانتا تو مجھکو کسی اور طرف
جانے دے کہ ملک خدا کا وسیع ہے کسی طرف کو مین چلا جاؤن اور جو یہ بھی نہین مانتا تو مجھے یزید کے پاس جانے دے کہ جو میرا اور اوسکا معاملہ ہونا ہے ہو رہیگا
عمر سعد نے یہ باتین سنکر پسند کین اور ابن زیاد کو لکھ بھیجا کہ حسین ابن علیؑ یون کہتا ہے اور یہ باتین نامناسب نہین ہین اور انمین امت کی خیر اور صلاح
ہے ابن زیاد نامراد نے عمر سعد کو لکھا کہ مین نے تجھکو مقابل حسینؑ کے اسواسطے نہین بھیجا ہے کہ تو اوس سے مصلحت کرے اور اوسکا مددگار ہو اور مجھسے
اوسکی سفارش کرے اگر حسین میرا حکم مانے اور یزید کی بیعت قبول کرے تو تو کوفہ مین اوسکو لے آ اور نہین تو اوسکو قتل کر اور اوسکے پیٹ اور
سینہ کو گھوڑونکے سمون سے مضمحل کر اگر تو یہ قبول کرتا ہے تو فبہا ورنہ مین لشکر کا سردار شمر کو دونگا اور تیرا منصب موقوف کرونگا پس تجھے

چاہتے کہ جلد اوس کا کام تمام کرا اور اس مقدمہ مین نہ صبح و شام کر عمر سعد نے رے کی طمع مین قتل کرنا حضرت امام حسینؑ کا دل مین
ٹھان لیا اگرچہ اپنا دوزخی ہونا جان لیا اور جلد جلد اسباب قتال و جدال کا تیار او مہیا کر کر نوین تاریخ محرم کی چاہا کہ قتال او جنگ
کر کر فیصلہ کرے حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ آج جمعہ کی اور عاشور یکی رات ہے مین چاہتا ہون کہ اس رات مین بیچ طاعت اور عبادت
حق تعالے کے مشغول رہون اور میرے ہمراہ وظائف اس رات کی موقوف نہ ہوئین پس صبح کو جنگ و قتال کی ٹھہراؤ اور آجکی رات
اس حرکت سے باز آؤ اگرچہ شمر ذی الجوشن وغیرہ نے انکار کیا اور کہا کہ تمکو آن واحد مہلت ایک لحظہ کی نہین لیکن عمر سعد نے ساتھ مشورہ ہمراہیون کے
مہلت دی اور جنگ و جدال کو نوین تاریخ موقوف رکھا ایک شاعر نے شمر وغیرہ کے حق مین خوب کہا ہے **قطعہ** شما بس سخت رو و سست دین اید

چو شیطان لعین با کبر و کین اید زہر فرزند آدم نے اید نہ حق سبحانہ شرمندہ اید بانہما اہل بیت مصطفےٰ اند بصد کرب و بلا در کربلا اند

ابیات بہت تم سخت رو اور سست دین ہو نہ آدم بلکہ شیطان لعین ہو نہ خلقت سے تمھین شرم و حیا ہے
تمھارے دل مین نہ خوف خدا ہے نہین تم جانتے آل عبا کو نہین پہچانتے تم مصطفےٰ کو ارے یہ آل فخر دوسرا ہین
مصیبت مین مبتلا کرب و بلا ہین روایت ہے کہ نوین تاریخ بعد دوپہر کے حضرت امام حسینؑ نے ایک خواب دیکھا اور اپنی
بہن زینب سے کہ سرہانے بیٹھین تھین کہا کہ اے ہمشیرہ مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ اے حسینؑ
تو اب ہمارے پاس آنے والا ہے حضرت زینب سنکر رونے لگین اور بے اختیاری کے عالم مین اپنا برا حال کرنے لگین کہ آپنے اونکی
بہت تسلی کی اور تسکین فرمائی اور اوس دن حضرت امیر المومنین امام المسلمین عاشق زار ذات کبریا حسین ابن علی مرتضےٰ نے اپنے یارون اور
بھائیون اور بھتیجون اور بھانجون کو جمع کر کر فرمایا کہ حمد و شکر خدا تعالے کا ہے حالت فرصت مین اور حالت مصیبت و محنت مین آ عزیزو
مین نے جان لیا کہ میرے یار دوستی وفادار کوئی دنیا مین نہین اور میرے رشتہ دار دوستی مہربان اور نیکوکار دنیا مین نہین پس حق تعالے
تمکو جزائے خیر دیوے کہ تمنے میرا ساتھ خوب نبھایا لیکن اب مین رشتہ بیعت کا تمھاری گردنون مین سے نکالتا ہون اور تمکو آزاد کرتا ہون اور
ساتھ رضا اور رغبت کے کہتا ہون کہ تم اپنی اپنی مستورات اور بی بیون کے ہاتھ پکڑ پکڑ کر چلے جاؤ تو محنت سے رہائی پاؤ اور شدت غم اور خوشی
حاصل کرو اور مخالف مجھکو جو چاہتے ہین وہ نہ تمسے مزاحمت اور تمھاری جستجو کرینگے **فرد** من شدم غرقہ گرداب غم آن بہ کہ شما
کشتی خود ببلا سوی ساحل آرید **فرد** مین ہوا گرداب غم مین غرق یہان مت آؤ تم اپنی کشتی کو کنارے پر کہین پہنچاؤ تم
سب یارون اور بھائیون اور فرزندون نے عرض کی کہ ہم اپنا جینا بعد آپ کے مرنے کے نہین چاہتے اور آپ کو
چھوڑ کر ہم کہان جاتے ہین یہ ہرگز ہرگز نہوگا مسلم ابن عوسجہ اسدی نے کہا جبتک کہ جان بدن مین ہے اور حق تعالے

بین ہے اور شمشیر اور نیزہ ہاتھ مین ہے اور طاقت و قدرت ذات مین ہے اشقیا و اعدا کے آدمیون سے اور دشمنان قرۃ العین رسول رب العالمین کے
مقابلہ اور جنگ کرینگا اور یا نہ رہونگا یہانتک کہ زمانہ اجل کا آپہونچے **فرد** بقیامت برم آن عہد بستم با تو تا نگوئی کہ درین زمانہ شکستم
فرد تا قیامت یہ ہیگا عہد و پیمان ہمارا تا نہ مجھکو بے وفا کہنے لگے اوس روز یار جب دیکھا حضرت امام حسین نے کہ سب فرزند
سعادتمند اور سب برادر غمخوار اور سب یار وفادار بیچ راہ وفاداری کے ثابت قدم اور راسخ دم ہین تب فرمایا آپنے کہ خیمے پاس پاس
کھڑے کرو اور تین طرف لشکرگاہ کی خندق کھودو اور خندق کو لکڑی اور کوڑے سے بھر دو اور ایک طرف واسطے لڑائی کی صاف رکھو کہ اودہر سے
جانے آنے کی میدان مین راہ رہی بموجب حکم عالی کے سنتے ہی کون سپاہیون نے ملکر خیمے متصل کئے اور خندق تیار کی اور یہ تجویز ٹھہرائی کہ بوقت
جنگ کے اوس خندق مین آگ لگادین تو یہ قوم ستمگار نابکار خیمون کے پیچھے جانب اور مستورات کی طرف نہ آنپاوینگے **فایدہ** جاننا چاہیے کہ بعضے کہتے ہین
دوسری تاریخ محرم کی حضرت امام حسین مقام کربلا مین پہنچے اور ساتوین تاریخ مخالفون نے پانی بند کیا تین دن پانی بند رہا اور دسوین
تاریخ شہادت ہوئی اور بعضے لکھتے ہین کہ آٹھوین تاریخ محرم کی مقام کربلا مین پہونچے اور اوسی دن پانی بند کیا اور فوج مخالفون کی بیس
بائیس ہزار پیادہ اور سوار تھی اور حضرت امام حسینؑ کے ساتھ کل بہتر آدمی لڑنے والے تھے اور صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ اسّی اور کئی آدمی تھے
حسین ابن علی کے ساتھ **فصل** چاہیے جانا کہ نوین تاریخ جبکہ دن گذرا اور مہر غریب نے بیچ ماتم خانہ غروب کے مقام پکڑا اور شب سیاہ فام نے
لباس سیاہ بیچ ماتم خاندان رسول اللہ صلعم کے پہنا اور شفق نے خون دیدہ اور دامن سپہر کے گرایا اور عرصہ زمین نے گرد و غبار کو اپنے سر پر اڑایا
فرد دود ظلام روی زمین را سیاہ کرد ٭ مہر از پی خویش بحر [?] را تباہ کرد **فرد** غبار گرد نے سوئی زمین سیاہ کیا ٭
رخ اپنا ماہ نے دل خاک بیس تباہ کیا ٭ یعنی کہ آفتاب غروب ہوا اور رات ہوئی حسین ابن علی اور سب اہل بیت نبی اور سب یار
اور دوستدار تمام شب از روی نیاز کی بیچ درگاہ خدا کارساز کی بہو اور پیاسے ساتھ ذکر الٰہی کے اور درود رسالت پناہی کے
اور بیچ طاعت اور عبادت کی اور استغفار اور انابت کے مشغول رہے اور سلاح جنگ و جدال کے اور ہتیار لڑائی اور قتال کے
بناتے سنوارتے رہے اور شوق و ذوق سے اور رنج و درد فوق مافوق سے روتی دہوتی رہے **فرد** اشک چشم تا بماہی رفت و
آہم تا بماہ ٭ ماہ و ماہی را باشک و آہ میگیرم گواہ **فرد ہندی** اشک تا ہفتم زمین اور چرخ تک پہنچی ہے آہ
ماہی و مہ اشک و آہ اپنی کے رکھتا ہون گواہ ٭ روایت ہے کہ بریر ابن حضیر ہمدانی حضرت امام حسینؑ کے یارون مین سے کہ بڑا عابد زاہد
اور متقی تھا بصلاح حضرت امام ہمام کے رات کو عمر سعد کے پاس گئے اور اوسکو سلام نہ کیا اور بیٹھ گئے عمر نے کہا غصہ ہو کر
تو نے مجکو سلام نہ کیا مین کیا مسلمان نہین ہون اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا مین نہین پہچانتا ہون بریر نے کہا

قتل کرنا ساتھ فرزند رسول اللہ صلعم کے اور منع کرنا پانی کا اوس کے اہل بیت سے یہ خاک ایمان ہے تیری لشکر کو جانور
اور کتے فرات پر جا کر پانی پیوین اور حسین اور اوس کے بال بچے ایک قطرہ کو ترسین پس تجکو ہرگز بہرہ اسلام اور مسلمانی سے نہین ہے اور تجسا سنگ
دل اور بے رحم کوئی دین مین نے نہین دیکھا عمر سعد نے سنکر سر نیچے ڈالا اور ایک لحظے خاموش رہا پھر سر اوٹھا کر کہا کہ اے میر یہ جو تو کہتا ہے
حق اور راست ہے مجکو بھی یقین ہے کہ جو حسین سے لڑیگا مقام اوس کا دوزخ مین ہوگا لیکن ملک رے کی چھوڑنی کو دل میرا نہین چاہتا
اور طمع ملک و جاہ نے اور شوکت فوج و سپاہ نے اوس شخص کا دل سیاہ کر دیا ہے بعضے اونے لکھا ہے کہ عاشورے کی رات کو
قریب صبح کے آسمان سے آواز آئی کہ اے لشکر خدا کے تیار ہو کہ وقت کارزار کا آیا اور اوٹھو اور خبردار ہو کہ وقت رحلت کا ساتھ
دار القرار کے آیا ہمشیرہ امام حسین کی کہ ام کلثوم نام ہے جو شان و حزن و شان مانند بید کے سوز ہو کر بیچ خدمت امام ہمام کے گئین اور کہا بھائی
تمنے آج ایسی آپنے فرمایا کہ بہن ابھی مجھے ذرا غنودگی سی آگئی تھی کہ مین نے یہ خواب دیکھا کہ کئی سگ ہین کہ مجھپر حملہ کرتے ہین اور اونمین ایک
کتا خارشتی ہے کہ وہ بہت بھونکتا ہے اور میرے نزدیک آتا ہے مجھکو گمان ہے کہ قتل کرنے والا میرا ابرص ہے یعنی اوس کے بدن کی سفیدی کا
مرض ہے اور ساتھ اس خواب کے مین نے اپنے نانا پیغمبر خدا صلعم کو دیکھا کہ فرماتے ہین کہ اے فرزند تیری روح پاک کے استقبال کے واسطے ساکن عالم
بقا کے اور مقرب ملاء اعلی کے آئے ہین اور ساتھ مرتبہ اور درجہ تیرے کے اشارت اور بشارت کرتے ہین تو بھی سعی اور کوشش کر کہ آج کی رات
روزہ میرے پاس آ کر افطار کر اور توقف روا مت رکھ ام کلثوم یہ سنکر زار زار بے اختیار رونے لگین آپنے فرمایا کہ اے ہمشیرہ صبر کر اور
اہل بیت میرے کو بلا لے کہ اسکو وداع کرون اور مین رخصت ہوتا ہون **ابیات** الوداع ای دوستان کین دم سفر خواہیم کرد ✣
مسکن اصلی خود جائے دگر خواہیم کرد ✣ ما با براہیم چون یوسف درین زندان اسیر ✣ مصر عزت را عزیز آسا سفر خواہیم کرد
حاصل دنیا متاعے نیست کان را قیمتی است ✣ زو چو صاحب ہمتان قطع نظر خواہیم کرد ✣ ما ازین جا شاد و خرم میرویم ازبہر آنکہ ✣
منزل اندر بقعۂ زین خوب تر خواہیم کرد ✣ ہر کرا عزم تماشای ریاض خلد ہست ✣ گو بیا شو کہ باینجا سفر خواہیم کرد **ابیات**
رخصت اے دوست کہ ہم یہانسے سفر کرتے ہین ✣ اپنے رہنے کی جگہہ جا کے دگر کرتے ہین ✣ مثل یوسف کے جو ہم قید مین دنیا کی اسیر ✣
چھوڑ یہ مصر فراغت مین گذر کرتے ہین ✣ رخت دنیا کو جو دیکھا تو ہے وہ بے قیمت ✣ اسکے اسباب سے اب قطع نظر کرتے ہین
اصلی خوش ہین کہ وہ گھر ہے یہانسے بہتر ✣ کوچ اب جلد ہم اس جا سے اودھر کرتے ہین ✣ چاہئے ساتھ ہو جو کہ ہے جویائے وصال
لوگ وہ ہوین جو مرنے سے حذر کرتے ہین پس نزدیک آئے شہر بانو اور اولاد سجاد اور زینب و کلثوم اور اہل بیت سب جمع ہوئے
اور اپنی نصیحتین اور وصیتین فرمائین اور سب کو گلے لگایا اور روئے اور شہر بانو سے کہا کہ اے یار وفادار اور اے دوست غمخوار

اے رفیق دیرینہ اور اے سرو سینہ چہرہ کبھو اوس سرس واقعہ مین نہ کھولیا اور نوحہ نہ کیجیا اور منہ ادیدنہ نہ میٹھو خروش اور
فغان اہل حرم کے اوٹھی اور قیامت خیمون مین برپا ہوئی کشتی صبر و سکون کی بیچ گرداب اضطراب کے پڑی اور سیل غم و الم کی دروازہ دل پر آ ہوئی
دریا اشک کا دیدہ حسرت سے جاری تھا اور ہمین شور آہ و زاری تھا **قطعہ** بیچ زمین ہم از شہر دہ طوفان غمے * دیدہ در گوشم از ہر طرف صداے ماتمی
اہل عالم را نمیدانم چہ کار افتادہ است * ما نمیدانیم کہ دیگر نیست کار عالمے **قطعہ** اشک کا دریا ہر اک کی چشم سے جاری ہوا * کربلا مین شور نالہ و زاری ہوا
اہل عالم کا عجب عالم ہوا پیر حشر * کہ نہ ہاتھا کار پر ہم سب مرگ بارہ ہی ہوا * بیبیان کہتین تھین کہ اے یادگار خاندان نبوت
اور اے گل گلزار دیوان رسالت تیرے بعد ہمارا کون محرم ہوگا اور ہمارے زخم غم پر کون راحت کا مرہم رکھے گا **فرد**
فریاد از آن روز کہ ما بے تو بجانیم * در آرزوے عمر بحسرت گذرانیم **فرد ہندی** دریغ تیری جدائی مین صبح و شام کردن
یہ عمر آرزو نے وصل مین تمام کردن * الغرض وداع اور رخصت آپس مین ہو رہی تھی کہ صبح بہزیمت پردہ سپہر کبود پوش سے منہ اپنا
نکالا اور خورشید خنجر گذار ہیبت اوس واقعہ عظمیٰ سے لرزان اوپر بام نیلی حصار کے نمودار ہوا یعنی صبح ہوئی اور آفتاب نکلا اور
حضرت امام زمان فخر زمین و آسمان قبلہ ارباب ہدیٰ کعبہ اصحاب تقی مفخر کونین حضرت امام حسین ساتھ اپنے یارون اور دوستدارون کے صبح کی نماز
تیمم سے پڑھ کر بیچ یاد معشوق حقیقی اور محبوب تحقیقی کے قبلہ رخ بیٹھے تھے کہ آواز نقارہ و حربی کی اور صداے نا زمی کی لشکر مخالف سے
آئی اور جوق جوق سوار و پیادہ مکمل اور مسلح میدان کارزار مین نمودار ہوگئے اور نشان میدان مین کھڑے کر دیے آواز ہل من مبارز
کی بلند ہوئی یعنی ہے کوئی جنگ کرنیوالا کہ میدان مین آوے حضرت شاہزادہ حسین خیمہ کے اندر تشریف لائے اور عمامہ پیغمبر خدا عز و علا
صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک پر رکھا اور زرہ تن مین پہنی اور شمشیر یمانی حمایل کی اور خیمہ سے برآمد ہو کر اسپ باد پا پر سوار ہوئے
اور طرف میدان کے رونق افزا ہوئے سپاہ امام ہمام نے فوج عمر سعد بد انجام کی دیکھی کہ پرے کے پرے ساتھ برگ و نوا اور زرق و برق کے
چلی آتی ہے پس یہ بھی دریاے عشق حسین مین موجین مارتے ہوئے کمر جان شیرین کو ساتھ نیکون خدمتگاری کے یقین کی ہاتھ سے باندھکر
میدان مین آئے عمر سعد نے تعبیہ اپنے لشکر کا اس طرح سے کیا کہ میمنہ نامیمون کو یعنی داہنی طرف کو بیچ عہدہ عمر ابن حجاج کے اور میسرہ
ناسرہ کو یعنی بائین طرف کو بیچ عہدہ شمر ذی الجوشن کے سپرد کیا اور علم اپنے غلام کو دیا کہ نام اوسکا زید ہے
اور حکم دیا کہ سوار عزرہ ابن قیس کے فرمان بردار رہین اور پیادہ شیث بن ربعی کے تابع حکم کے رہین اور حضرت امام حسین نے
اپنی فوج مین کہ موافق ایک روایت کے بتیس ۳۲ سوار اور چالیس ۴۰ پیادے تھے سواے حضرت امام کے اس طرح
انتظام کیا کہ داہنی طرف لشکر کے زہیر ابن القین کے سپرد کی اور بائین طرف حبیب ابن مظہر کو دی اور

علم اپنے بھائی عباس ابن علی کو عنایت فرمایا جیکہ صفین دونون طرف کی آراستہ ہوئین اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے لاورن
اور بہادرون نے نقد جان کف کفایت اور دست عنایت پر رکھ لیا گویا کہ ہاتف غیبی سے اور عالم لاریبی سے اون کے گوش ہوش مین
یہ ندا پہونچی **ابیات** روز جنگ ہست جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ تا شود مرد عرصہ در میدان ٭
تنگ بر اسپ تنگ باید کرد ٭ شکم ماہ و پشت ماہی را ٭ زنگ شمشیر زنگ باید کرد ٭ اندرین بحر غوطہ باید خورد ٭
جا بکام نہنگ باید کرد ٭ رزم با این سگان روبہ باز ٭ ہمچو شیر و پلنگ باید کرد ٭ **ابیات**
آج ہے روز جنگ جنگ کرو ٭ پاس ناموس یا من تنگ کرو ٭ صفحہ دشت کربلا پہ تم ٭ ہان شجاعو انکے خون سے رنگ کرو
چست و چالاک اور دلیر ہو ٭ اپنی گھوڑون کے تنگ تنگ کرو ٭ ہین عدو بیشمار تم تھوڑے ٭ پر شجاعت سے بس یہ ننگ کرو
اب شہادت کی بحر مین غوطہ ٭ کھاؤ باشوق مت درنگ کرو ٭ ہین یہ بیشک سگان روبہ مزاج ٭ جنگ تم ان سے چون پلنگ کرو
جان کا شیشہ گرچہ ہے نازک ٭ پر نہ اس رہ مین خوف سنگ کرو ٭ عشق دیدار کا ہے ہمکو ٭ اوس کے ملنے سے بس اومنگ کرو
جان دو شوق سے جو باجوبال ٭ دل مین فرحت خوشی درنگ کرو ٭ اس اثنا مین حضرت امام حسین مخالفون کے فوج کی طرف تشریف
لائے اور بہ آواز بلند فرمایا کہ اہل عراق تمکو قسم خدا کی کہ تم یہ جانتے ہو کہ مین نواسا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا
اور جگر گوشہ فاطمہ زہرا کا اور قرۃ العین علی مرتضے کا اور برادر حسن مجتبے کا ہون اور چچا میرا جعفر طیار رہا یہ جناب العلے
ہے اور میرے باپ کا چچا حمزہ سید الشہدا ہے کہا اوس قوم نے اے حسین جو کہتا ہے تو صدق اور راست ہے
آپنے فرمایا جو تم مجھکو سچا اور ایسا جانتے ہو پس کس طرح قتل کرنا میرا دوست سمجھتے ہو اور وہ پانی کہ یہود اور نصارا
اور جانور اور سگ اور خنزیر پیتے ہین مجھسے بند کرتے ہو کہ جان میری اور اہل بیت میرے کی مارے تشنگی کے
ہلاکت کو پہنچی ہے اور مین تمہارا بلایا ہوا آیا ہون اور پھر پکار کر کہا آپنے کہ اے عمر سعد اور اے حمر ابن حجاج اور اے شیث بن ربعی
اور اے فلان فلان تمنے مجکو خط اور ایلچی بھیج کر بلوایا اور آج میرے مقابل قتال کے واسطے آئے ہو یہ کیا حرکت ہے اونھون نے خطون کے
بھیجنے سے انکار کیا کہ ہمکو خبر بھی نہین آپنے اون کے خط منگا کر دکھا دئے بیچارا سر با خجلا لکھنے لگا کہ ہمنے بیوقوفی اور بے عقلی سے
لکھے تھے آپنے فرمایا کہ تم خدا اور رسول خدا سے شرم کرو اور روز قیامت سے اور ظلمات جہنم سے ڈرو **فرد** فریاد از ان بکی علیہ بیوفائی
از رسول اور اوسکے شہیدان کربلا **فرد ہندی** لرزیگا عرش روز قیامت کو جبکہ آہ ٭ کھوینگے وا ے وے شہیدان کربلا ٭ بعد اسکے فرمایا
کہ الحمد للہ حجت میری تم پر تمام ہوئی اور تمکو مجھپر حجت کچھ نہین ہے اور جو کہ حق ارشاد و نصیحت کا تھا مین بجالایا عمر سعد نے کہا اے حسین

یہ باتین اب کام نہین آتی ہین یا یزید کی بیعت قبول کریا اپنی ہلاکت اوس مردود نے یہ کہکر تیر کمان مین رکھکر حضرت امام حسینؑ
کی طرف پھینکا اور کہا کہ اہل کوفہ گواہ رہنا کہ پہلے سب سے مین نے لشکر حسین پر تیر مارا ہے اور گواہی ابھی پیش کے آگے یعنی ابن زیاد کے حضور مین
دینا سبحان اللہ عجب شان الہی ہے کہ حضرت عمر سعد قلب کا تیر حضرت پیغمبر صلعم کے روبرو پہلی پہل کافرون کی فوج پر چلا تھا اور اون کے
فرزند ناپسند کا تیر پہلی پہل حضرت حسین کی فوج پر پڑا القصہ جب حضرت امام حسینؑ باگ گھوڑے کی اودھر سے پھیر کر اپنے لشکر مین تشریف لائے اور خلعت
صبر رضا کا کہ واصبر وما صبرک الا باللہ ان اللہ مع الصابرین اور جامہ استقامت کے راست کیا اور دل جلالت منزل کو اوپر محاربہ اور
جنگ مخالفون کے رکھا اور اپنے ملازمون سے فرمایا کہ خندق مین آگ لگا دو تو کوئی بدذات اور بدصفات خیمون کی طرف اور
مستورات کی طرف نہ جانے پاوے بموجب حکم عالی کے خندق مین آگ دے دی ادھر آتش خندق شعلہ زن تھی اور ادھر نایرہ قتال کا
اشتعال مین تھا کہ اتنے مین مالک بن عروہ گھوڑا دوڑا کر حضرت امام حسین کی فوج کے روبرو آیا اور اونچی پکار کر کہا لیکن اوس مردود ملعون نے وہ کہا
کہ اوس کے لکھنے کو جی نہین چاہتا مگر چونکہ نقل کفر کفر نہین ہوتی لکھا جاتا ہے کہ اوس نے یون جھک مارا کہ اے حسینؑ آخرت کی آگ سے پہلے تو نے اپنے مین
آگ لگائی حضرت امام نے فرمایا جھوٹا ہے اے دشمن خدا کے تجھے یہ گمان ہے کہ مین دوزخ مین جاونگا اور تو بہشت مین مسلم ابن عوسجہ نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اگر فرمائی تو ایک تیر اس مردود کے منہ پر ماروں آپنے فرمایا کہ اے مسلم مین نہین چاہتا کہ پیش دستی اور پہل ہماری طرف سے
ہووے لڑائی مین اور تو قدرت خدا کی دیکھ کہ کیا ہوتا ہے یہ فرما کر آپنے روبقبلہ ہوکر کہا الہی کھینچ تو اسکو طرف آگ کے اور آتش دوزخ سے
پہلے اس کو چاشنی دنیا کی آگ کی چکھا دے کہ اسیمین پاون اوس مردود دوزخی کا رکاب سے نکل گیا اور باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی اور گھوڑے نے
ادھر اودھر دوڑ کر اوس ناری کو خندق کی آگ مین ڈالدیا اور وہ مردود جلکر مر گیا خروش اور فغان لوگون سے اوٹھی حضرت امام حسین نے
سجدہ شکر کا کیا اور پکار کر کہا کہ الہی ہم ذریت اور اہل بیت تیرے رسول صلعم کے ہین داد ہماری ان ظالمون سے لیجیو یہ سنکر ابن اشعث
نے کہا کہ اے حسین تجھکو ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا قرابت ہے اور خویشی ہے کہ دم بدم لاف اور شیخی مارتا ہے تو یہ بات سنکر حضرت
امام حسینؑ کو غیرت آئی اور سر نیاز سے بیچ درگاہ کریم کارساز کے دعا کی کہ الہی یہ پسر اشعث کا میرا نسب قطع کرتا ہے اور مجھکو تیرے
پیغمبر صلعم کا فرزند نہین سمجھتا تو آج ہی اسکی خواری مجھکو دکھا اور رگ جان کی قطع کر ہنوز تیر دعا کا ہدف آسمان پر نہ پہونچا تھا
کہ شہباز قضا کا فضاے عالم دہر سے ادھر جھپٹا اور فی الفور اوس موذی کے پیٹ مین درد اوٹھا اور قضاے حاجت کے واسطے
گھوڑے سے نیچے اوتر بیٹھا کہ ایک سیاہ بچھو نے اوس کی ستر مین ڈنک مارا کہ وہ نجاست مین لوٹتا لوٹتا
مر گیا اور حیدہ مزنی نے آگے آن کر کہا اے حسینؑ یہ پانی فرات کا کہ دیکھتا ہے تو موج مار رہا ہے

قسم خدا کی کہ تو ایک قطرہ بھی نہ چکھیگا اور تشنگی سے ہلاک ہوگا حضرت امام حسین علیہ السلام نے دعا کی کہ الہی مار اسکو تشنہ فی الحال گھوڑا
اوس مردود کا کودا اور بھاگا اور اُس کو اپنے اوپر سے ڈالدیا کہ وہ مردود گھوڑے کے پیچھے دوڑا یہان تک کہ تشنگی اور پیاس نے
اوس پر غلبہ کیا اور العطش کہتا تھا اور پیتا تھا لوگ اوسکو لب آب پر لیگئے مگر اوسکو مارے اضطرابی اور بیقراری کے قدرت پانی پینے کی
نہوئی اور اوسی حال مین وہ شقی جان دی الغرض اہل عراق اور اہل شام اس قدر تھے سیاہ باطن و بدانجام کہ ایسی کرامات دیکھتے تھے
لیکن ویسی ہی جہالت اور عناد پر استقرار رکھتے تھے **قطعہ** بیت اشقیا منکر کرامات اند ﴿ بر بساطِ مناکرت مانند ﴿
اولیا را چو خویش پندارند ﴿ سر اہلِ فنا فرو نارند ﴿ **قطعہ ہندی** شقی جو ہین منکر کرامات کے ﴿ وہ قائل نہین حق کی آیات کے
نہون معتقد اولیا کی کبھی ﴿ گرفتار ہین اپنی ہی بات کی ﴿ اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر مستجاب الدعوات بندہ خاص
قاضی الحاجات شاہزادہ کونین قرۃ العین نبی الثقلین جناب امام حسین اوس قوم بے وفا پر جفا کے واسطے جیسی
دعا کرتے لمیہ قبولیت کی تھی کیا تاب و طاقت تھی اوس قوم بے حیا کی کہ آپ کی جناب مین بے ادبی اور گستاخی اور
بے اعتنائی کرتی لیکن چونکہ تقدیر ازلی ساتھ معاملہ اہل نبوی کے یاین طور متعلق تھی اور جناب شہادت مآب کو درجہ
شہادت عظمے حاصل کرنا تھا پس ہر حال مین راضی برضا رہے اور تابع تقدیر و قضا رہے اور صبر و سکوت اختیار کی
اور نقد جان راہ عشق دوست مین نثار کی القصہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بعد نصیحت اور فہمایش بکرر کے جب دیکھا کہ یہ قوم
قاسی القلب ہرگز جہل اور عناد سے باز نہین آتی اور کجروی چھوڑ کر سیدھی راہ کی طرف نہین جاتی اور یہی کہتے ہین کہ یا یزید کی
بیعت قبول کرو یا ہم سے لڑو تب آپنے ناچار ہو کر فرمایا بہتر جنگ مینے قبول کی لیکن چاہیئے کہ ایک سے ایک لڑتا جاوے
تا معلوم ہووے کہ مرد کون ہے اور نامرد کون ہے اور ہنرمند کون ہے اور بے ہنر کون ہے مخالفون نے کہا بہتر ہے ہم اسی طرح سے لڑینگے
اور عرب کی لڑائی کا یہ طور ہے کہ ایک کے مقابل ایک لڑنے کو آتا ہے اور معرکہ حرب و قتال مین نام اور لقب اپنا اور فخر اپنی قوم اور
قبیلہ کا اور اپنے دلاوری اور بہادری کا ظاہر کرتا ہے اور اس مضمون کا شعر پڑھتا ہے کہ اوسکو رجز کہتے ہین الغرض حضرت امام حسین اپنے
لشکر کی صف مین تشریف لائے اور مستعد بجنگ ہوے کہ اتنے مین عمر سعد کے لشکر مین سے ایک مردود دلاور نامدار میدان مین آیا کہ نام
اوس کا سالم ہے اور بعضی کتابون مین لکھا ہے کہ نام اوس کا سالمہ ہے اور کوفہ کے سردارون اور بہادرون مین بڑا ہی نامور
مشہور ہے مرکب تیز لگام پر سوار اور دوستی ملوکانہ اوس کے سلاح و ہتیار گھوڑا اچھالتا ہوا اور جولان دیتا ہوا میدان کارزار مین آشکار ہوا اور
رجز کہکر ہل من مبارز کی دی اور مقابلہ اور مقاتلہ کرنے والا چاہا حضرت امام حسین کے پاس زہیر ابن القین کھڑا تھا اوسنے عرض کی کہ

کہ یہ مرد کہ میدان مین آیا ہی مبارز صف شکن اور جرّار اور غرّ اگلن ہے مجھکو اجازت ہو تو اوس سے مبارزہ کرون مین اور علم لاف و گزاف
کا کہ ساحت میدان مین اپنے بلند کیا ہے اوسکو ساتھ بازو قہر و غلبہ کے توڑ دون مین نے زہیر کو اجازت دی زہیر کہ مبارز مردانہ اور دلاور
فرزانہ تھا مقابل سالم کے میدان مین آیا اور گھوڑے کو جولانی دی فرد در افگند مرکب بمیدان دلیر مغز بد غرید تند شیر
فرد نے سمجھو دو دل یا دفعتاً جولان مین پھر شیر کی مانند دی آواز پھر میدان مین سالم کے بدن پر خوف زہیر سے لرزہ پڑا اور وہ
مقابل آکر نصیحت کرنے لگا کہ زہیر نے ایسا نیزہ اوس کے منہ پر مارا کہ گردن کے پیچھے سے نکل گیا اور سالم نے گھوڑے سے گر کر ساتھ خواری
جان دی اور اصل جہنم ہوا زہیر برابر لشکر کے پھر آیا اور نعرہ مارا کہ مین ہون زہیر ابن القین کون ہے کہ میرے سامنے آوے تا سکی زور آزمائی کرین
ہم دیکھین کہ ہمت کسکو یاری دیتا ہے اور کسکی شوکت کو خاک خواری پر ڈالتا ہے فرد کوئی عشق است در تو تم بلا ہے کوچہ
کہ قدم بر سر اینکوی نہد فرد کوچہ عشق ہے اور تم بلائے درپیش ہم بھی دیکھین کہ میان کون قدم رکھتا اہل عراق اور شام نے
کہ نام اوس یگانہ آفاق کا سنا اور پہلے سے آوازہ اوس کی شجاعت کا اور دبدبہ اوس کی ہیبت کا اون کے کانون مین پہنچا
ہوا تھا سب نے سر نیچے ڈالا اور اوس کے مقابلہ سے ڈرے جب عمر سعد نے اپنی فوج پر آواز کی کہ یہ کیا بے ہمتی ہے کہ
کوئی تم مین سے میدان مین نہین جاتا کہ اسمین نضر ابن کعب کہ بڑا بہادر ہے اور برابر سو سوار کے عرب مین اوسکو گنتے تھے
مقابل زہیر کے میدان مین آیا اور اوسنے چاہا کہ زہیر کو باتون مین لگا کر اور غافل دیکھکر نیزہ مارے زہیر نے فریب اوس کا سمجھ کر ساتھ کمال
چالاکی کے ایک ضرب شمشیر سے سر اوس کا اوڑا دیا بعد اوس کے بھائی نضر کا کہ صالح اوس کا نام ہے میدان مین آیا اوسنے بھی جام موت کا
زہیر کے ہاتھ نوش کیا پھر بیٹا صالح کا کہ کعب نام تھا زہیر کے مقابل ہوا زہیر نے نیزہ اوس کی ناف پر مارا کہ پیٹھ سے نکل گیا اور صحرای عدم کو
روانہ ہوا بعد اس کے زہیر نے گھوڑا اپنا دونون صف پر جھپٹایا اور کئی کو راہ فنا کو بھیجا یا اور وہان سے پھر کر مقابل سعد کے آکر کہا کہ
آج کون مقابل آتا ہے جو اوسکے مقابل آتا تھا ساتھ نیزہ کے ہاتھ سے عمر بیان کے غصہ انگیز تھا اور ہاتھ ضربہ عاشقان سکین کے
خونریز تھا خون اوس کا گراتا تھا اور خون کو ساتھ خاک میدان کے ملاتا تھا یہانتک کہ تھوڑی دیر مین ستائیس سردار بہادر کو
شربت موت کا چکھایا فرد عزیزان بہر جانبی میشتافت ستیہ نیزہ دل دشمنان میشگافت فرد ہر طرف نیزہ سے
کرتا تھا مصاف دشمنون کے دل کو دیتا تھا شگاف عمر سعد نے عبد الاجبار سے کہا کہ تو پشت و پناہ میرے لشکر کا ہے
مقابل زہیر کے ہو اور جو تیری عرض اور حاجت ہوگی مین روا کر دونگا اور بہت تجھکو انعام دونگا
حجر نے کہا ہیہات ہیہات اے عمر سعد تو عرصی آتش کے شیر کے کیا کر سکتی ہے اور حجر آگے شہادت کے

کب اوڑ سکتی ہے زہیر ابن القین و لاو اسدی یعنی قبیلہ بنی اسد سے تھا اوسکے ہمراہ ہزار سوار کہ حرب مین گنا جاتا ہے مین اپنی جان سے
سیر نہین ہوا کہ اس سے مقابلہ کرون **فرد** گوزنے کہ با شیر بازی کند ٭ بخون خودش ترک تازی کند ٭ **فرد**
شیر سے جو گوزن جنگ کرے ٭ ہے وہ شیشہ کہ قصد سنگ کرے ٭ مگر ایک صلاح ہے جو تجکو پسند آوے کہ تین مقامون مین سو سوار گھات کی جگہ مین
استادہ ہین اور مین دس سے مقابلہ کرتا ہون جس وقت کہ مجھمین اور اوسمین نیزہ بازی اور تیغ اندازی اور صنعت اور کاری گری
سپاہ گری کی ہونے لگے گی اور وہ مجھپر حملہ کریگا تو مین بھاگ کے پہلے سو سوارون مین آونگا جب وہ اس صف کو بھی توڑے گا تو
مین دوسرے سو سوارون مین آونگا جب وہ اوس صف کو بھی توڑیگا تو مین تیسرے سو سوارون مین آونگا پھر سب ملکر اوسے گھیر
لینگے اور ہر طرف سے اوسپر ضرب نیزہ اور شمشیر کی دینگے شاید کہ اس حکمت سے وہ گھوڑے سے گرے عمر سعد کو یہ رائے پسند آئی اور
ویسا ہی کیا اور زہیر بجز اس کے سے میدان مین کھڑا ہوا منتظر تھا کہ مخالفون مین سے کونسا بہادر نکلتا ہے اور لب خشک ہو رہے
تھے اور تشنگی کا غلبہ تھا کہ ناگاہ حجر میدان مین آیا اور دور کھڑا رہا زہیر نے کہا اے حجر نزدیک آ تو ہم اور تو اپس مین کام سپاہ گری کا
بجا لاوین حجر نے کہا مین تجھسے لڑنے کے واسطے نہین آیا ہون بلکہ نصیحت کے واسطے حاضر ہوا ہون کہ تو ایسا شجاع اور جری ہے اگر ابن زیاد
کی خدمت مین رہے تو دولت اور مال سے کمال بہرہ مند ہووے تیری کیا عقل ہے کہ حسین کے پاس رہے تو کہ وہ مال اور منال اور اختیار اور اقتدار
نہین رکھتا زہیر نے کہا اے ملعون جو دولت کہ حسین کے پاس ہے وہ اوس مردود کے پاس کہان ہے **مصرع** چہ نسبت خاک را با عالم پاک ٭ زہیر نے یکبارگی
حملہ اوسپر کیا کہ وہ بھاگا زہیر کو دریغ آیا کہ یہ غدار شکار ہاتھ سے جاتا ہے اسکو بھی واصل جہنم کیجیے زہیر نے گھوڑے کو باگ دیکر اوسکے پیچھے دوڑایا
کہ حجر نے بھاگ کر گھات کی جگہ اپنے تئین پہنچایا اور پیادہ ہوا اور پکار اٹھا کہ سو سوار کہ گھات مین لگ رہے تھے نکلے اور زہیر کو گھیر لیا اور ہر طرف سے
طعن اور ضرب نیزہ و تیغ کا شروع ہونے لگا زہیر نے کچھ اندیشہ نکیا اور نیزہ و شمشیر سے سوارون پر تاخت لایا کہ سوارون نے پیٹھ پھیری اور دوسری گھات کی جگہ
پہنچے کہ یہ پھر بھی بھگاتا ہوا وہانتک پہونچا اور وہان بہت مردون کو مار کر پھر تیسری جگہ پہونچا آخر کو سوارون نے ہر طرف سے گھیر لیا اور زہیر نے اپنے نیزہ
ہاتھ سے ڈالکر شمشیر میان سے کھینچ لی اور سوارون کی چپ و راست سے تاخت لایا اور بہت دشمنون کے سر تن سے جدا کیے **فرد** آفرین بر برق تیغت کو بیکدم بر آورد ٭
فرق بیداد پیمان سگ و مغفر سکندر ٭ **فرد ہندی** آفرین صد آفرین ہے تیری برق تیغ کو ٭ دم مین خاکستر کیا ہے جس نے خرمن زندگی
الغرض پچاس سوار کو زہیر نے راہ عدم کا راہی کیا اور خود زخم سر سے پاؤن تک کھائے جب زخمون سے چور ہوا اور حضرت امام حسین نے وہ حال مشاہدہ کیا فرمایا
کہ زہیر کی مدد کرو اور لاؤ کہ سعد غلام حضرت امام کے نے ساتھ دس لڑکے اور فوج مخالف پے حملہ کیا اور کئی سوارون کو جان سے بیجان کیا اور زہیر
کو دشمنون کے لشکر سے باہر لایا اور حضرت امام کی فوج مین پہونچایا حضرت امام حسین زہیر کے سرہانے آکر کھڑے ہوئے اور زہیر نے آپ کے جمال باکمال پر

نظر کی اور زور کر کے اپنے سر کو آپکے قدمون تک پونہچایا اور آنکھون کو قدم مبارک سے ملا **فرد** خاکِ قدم دوست شدم نیست گریزا
این عیش کہ امروز مرا در قدم دست **فرد ہندی** خاکِ قدم دوست ہوا کام برآیا ۔ یہ عیش جو ہے آج مجھے اور کسے ہے
حضرت امام ہمام نے صد آفرین اور مرحبا فرمائی اور کہا اے زہیر سے بول اور کچھہ بات کہہ عرض کی کہ اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ و آلہ
جام آب زلال کا سیر واسطے لائی ہین ہین پہلوون جو بولون حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جو ہین اسکے واسطے جام لائین ہن پھر زہیر کو دیکہا کہ ہونٹ
اور منہ ہلاتا تھا کہ جیسے کچھہ پیتا ہے اسی وقت طوطی روح اوسکی نے طرف شکرستان بہشت کے پرواز کی حضرت شاہزادہ حسین
بہت روئے اور فرمایا کہ خوشی اور خنکی ہو زہیر کو کہ بہشت مین میرا ہمسایہ ہے اور خداے عزوعلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ اوس سے راضی ہین
فائدہ جاننا چاہئے کہ حضرت حسین کے یارون اور دلاورون نے ایسی ہی بہادریان اور جوانمردیان کین ہین کہ قطع نظر کرامات سے یہ جرأت و شجاعت
کسی زمانہ مین کسی پہلوان سے اور کسی میدان مین ظاہر نہین ہوئی انصاف اور حق یہ ہے کہ اگر یہ جرأتین رستم گرد معاینہ کرتا ساری عمر کبھی دلاوری کا نام لیتا
اور روئین تن اگر یہ شجاعتین مشاہدہ کرتا عرق خجالت سے موم کے مانند پگل جاتا القصہ بعد شہادت پانے زہیر کے غلام زیاد کا اور غلام عبداللہ ابن زیاد کا
جیسے زرق و برق سلاح اور زرہ پہنے ہوئے میدان مین اسپ کو جولان دیکر مقابل کو چاہا بریر ابن حضیر ہمدانی اور حبیب ابن مظاہر نے اجازت
چاہی تھی آپ نے اونکو اجازت نہ دی کہ اتنے مین عبداللہ ابن عمر کلبی نے آپ سے اجازت چاہی آپنے اوسکو اجازت دی اور فرمایا کہ یہ دونون اسکے
ہاتھہ سے مارے جاوینگے الغرض عبداللہ اجازت لیکر اون دونونکے مقابل ہوا کہ اونمین سے ایک نے عبداللہ پر نیزہ چلایا اور اوسنے نیزہ خالی
دیکر ایک ہاتھہ تلوار کا ایسا دیا کہ وہ زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا عبداللہ نے چاہا کہ کام اوسکا تمام کرے کہ دوسرا تیغ کھینچے ہوئے پیچھے سے آیا اور قصد کیا
کہ ایک ہاتھہ تلوار کا مارے اور حضرت امام حسین کے لوگ پکارے کہ اے عبداللہ خبردار ہو اور عبداللہ نے کچھہ خیال نہ کیا اور وہ جو گھوڑے سے گرا تھا
اوسکے سینہ پر پیلا تلوار کا رکھہ کر جو زور کیا تلوار پیٹ سے اودھر نکل گئی کہ دوسرے غلام نے تلوار عبداللہ پر ماری اور اوسنے ہاتھہ پر لی
اور انگلیان عبداللہ کی قلم ہو گئین عبداللہ نے تلوار اوس پہلے غلام کے سینے سے کھینچکر سر پر غلام دوسرے کے ماری اور کام اوسکا تمام کیا اور
دونون کو مار کر میدان مین پکارا کہ اب کون ہے میرے مقابل آتا ہے وہ ظالم عہد شکن چار طرف سے اوسپر گرے اور عبداللہ گھرا ہوا تھا
اور چپ و راست تاخت کرتا تھا اور دادِ دلاوری کی دیتا تھا اور بہت عدو دون کو دوزخ کی طرف روانہ کرتا تھا
آخر کو زخمون سے چور ہو کر شربت شہادت کا پیا اور بہشت کی طرف راہی ہوا بعد شہادت عبداللہ کے بریر ابن حضیر ہمدانی
ساتھہ اجازت حضرت امام کے میدان مین آیا اور قتال اور جدال مخالفون سے کی اور ایسی بہادری اور دلاوری کی کہ
فلک دوار اوس جنگ اور چالاکی کو دیکھکر حیران تھا اور مریخ خنجر گذار انگشت تحیر بدندان تھا **بیت**

گر آن جنگ رستم بدیدی بخواب + شدی از نہیب و ہیبتش زہرہ آب + **قطعہ ہندی** جو رستم دیکھتا وہ خواب مین جنگ +
تو اوسکا زرد ہوتا خوف سے رنگ + کہان رستم کہان مردان اسلام + تھو اونکا قدر اونکا ہے بس نام + وہ وہ کین تن اگر صد کوہ توڑے +
پر اونکے روبرو سے منہ کو موڑے + آخر الامر بعد کمال قتال کے شربت شہادت کا نوش فرمایا لکھتے ہین کہ بریر زاہد بزرگوار اور
عابد پاکیزہ روزگار تھا اور جملہ مقربان درگاہ آلہ اور زمرہ خواصان اہل اللہ سے تھا بعد واقعہ بریر کے قمر والدہ وہب ابن عبد اللہ کلبی کی وہب کے
پاس گئی اور کہا اے فرزند دلبند اوٹھہ اور مدد فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کر اور قصور اس کام مین ہرگز مت رکھہ اوسنے کہا اے مادر جاتا ہون اور قصور
نکرونگا انشاء اللہ تعالے اور وہب عروس تھا کہ تھوڑے دن ہوئے تھے اسکو نکاح اور شادی کئے ہوئے اور دولہن بھی ہمراہ تھی اور نوجوان خوبصورت
اور نیک سیرت تھا الغرض تیار ہو کر میدان مین آیا اور اہل شقاق و نفاق کے ساتھہ خوب لڑا اور کئی شخص کو مارا اور پھر اپنی والدہ کے پاس آیا اور کہا
اے اماں راضی ہوئی تو یا ابھی راضی نہین ہوئی ماں نے کہا اے بیٹا جب تک حسین پر تو اپنے تئین نثار نکرے گا اور شہید نہو گا مین
راضی نہون گی اور وہب کی دولہن کہتی تھی اے وہب تجھکو قسم خدا کی کہ مجھکو جدائی کی آگ مین مت جلا اور اپنی آتش
فراق کا داغ میرے دل کو نہ دلا **بیت** جدائی آتش تیز است بسوزد دل و جان را + الہی بر نصیب کس نساند داغ ہجران را +
بیت ہندی جدائی تیز آتش ہے جلاتی ہے دل و جان کو + کسیکے دل پہ مت رکھیو الہی داغ ہجران کو +
اور ماں اوسکی کہتی تھی کہ اے فرزند عورت کا کہنا نکیجیو اور کینہ حسین کا اوسکے دشمنون سے لیجیو تو روز جزا کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارا
شفاعت کرین اور ہم گنہگارون پر عنایت کرین **رباعی** سر کوئش ہوا داری ہوا را پشت پا زن + ور این اندیشہ یکسو باش و عالم را قفا زن +
طریق عشق میجوئی خدا را عہد را کن + بساط قرب میخواہی بلا را مرحبا کن + **ابیات ہندی**
جو ہے یار کی سیر دل مین ہوا + سر خواہش نفس پر ہارا + ہمت رہ تو راسخ مین ثابت قدم + نہین کام یہان مطلقاً عقل کا +
وہب حکم مادر مہربان کا بجا لایا اور میدان مین موجود ہوا اور جو کوئی اوسکے مقابل آتا تھا کسیکو ساتھہ نیزہ کے پشت اسپ سے
اوٹھا کر زمین پر پھینکتا تھا اور کسیکو ساتھہ تیغ بے دریغ کے خاک ہلاکت پر ڈالتا تھا یہان تک کہ کشتون سے پشتے لگا دئے
اور دشمن بہ تنگ آگئے آخر کو بقضائے الہی راضی ہو کر روضۂ رضوان کو سدھارا بعد اوسکے عمر بن خالد میدان
مین آیا بعد اظہار کمال مردانگی کے شہادت پائی پھر سعید ابن حنظلہ تمیمی کہ سردار اور بڑا بہادر ہے میدان
مین آیا اور خوب مقابلہ اور مقاتلہ کیا اور بہت دوزخیون و دوزخ کی طرف روانہ کر کر آپ خود صدر نشین بہشت کا
ہوا پھر مسلم ابن عوسجہ اسدی داد مردانگی کی دیکر حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین آیا کہ نافع بن ہلال

حملی نے مقاتلہ کرکے بہت ظالمون کو قتل کیا اور اس قدر دلاوری کی کہ بیان سے خارج ہے تب عمر سعد کے سردارون نے یہ صلاح کی کہ طرح
ہم حسین کے بہادرون سے سربراہ نہوسکینگے بہتر یہ ہے کہ سب ملکر ایکدفعہ حملہ کرین الغرض بہت سے سوارون نے ملکر حضرت امام برحق کے لوگون پر
حملہ کیا اور ہاشمی بہادرون نے اور آپکے ملازمون نے سعی بلیغ کرکر اونکو دفع کیا لیکن مسلم بن عوسجہ چند زخمون سے ہوکر گھوڑے سے گرا اور
حبیب ابن مظہر کو وصیت کی کہ بغیر شہید ہونے کے تو بھی ان ملعونون سے جنگ کئے جائیو تا آنکہ حسین کے روبرو شہادت پائیو حبیب نے کہا قسم
رب کعبہ کی ایسا ہی کرونگا بعد شہادت مسلم اور نافع کے عبد الرحمن ابن عبد اللہ یزنی نے عرصہ کارزار مین آکر یہ رجز پڑھا **فرد**
انا عبد الرحمن من آل یزن * دینی علی دین حسین وحسن * **ترجمہ** مین ہون عبد الرحمن آل یزن * مرا دین دین حسین وحسن *
اور یہانتک لڑا کہ شہید ہوا بعد اوسکے یحیی بن سلیم مازنی شہید ہوا بعد اوسکے قرہ بن قرہ غفاری نے شہادت پائی بعد اوسکے مالک بن
انس المالکی نے بعد کوشش بسیار کے رخت زندگانی کا طرف سراے آخرت کے کھینچا بعد اونکے عمر بن مطاع الجعفی ساتھ عز
شہادت کے فائز ہوا بعد اسکے حبیب مظاہر اسدی عرصہ قتال مین آشکار ہوا اور خوب لڑا آخر کو خلعت شہادت کا پہنا بعد
اوسکے غلام ابی ذر غفاری کا جو امام دلاوری کر کر شہید ہوا بعد اسکے جابر جعفی نے شہادت پائی بعد اوسکے مسروق بن حجاج کہ
حضرت امام حسین کا موذن تھا شہید ہوا بعد اوسکے جنادہ بن حارث انصاری محاربہ کرکر طرف فردوس کے گیا بعد اوسکے عمر بن
جنادہ موافقت ساتھ محاربہ کرکر جنت مین اپنے باپ کے نزدیک پہنچا بعد اوسکے ایک نوجوان میدان مین آیا کہ اوسکا باپ جنگ پہلے
شہید ہولیا تھا اور اوسکی ماں نے اوسکو میدان مین بھیجا تھا کہ حسین بن علی پر اپنے تئین فدا کرے اور حق امت ہونیکا ادا کرے جبکہ
حضرت امام حسین نے دیکھا کہ وہ لڑکا داعیہ قتال رکھتا ہے آپنے فرمایا کہ باپ ابھی شہید ہوا ہے پس اسکی مادر اسکے قتال سے کاہیکو راضی
ہوگی لڑکے نے سنکر کہا مین اپنی ماں سے رخصت لیکر آیا ہون اور اوسی نے مجھکو میدان کارزار مین بھیجا ہے پھر اوسنے میدان مین مقابل صف
اعدا کی یہ رجز پڑھا **قطعہ** امیری حسین ونعم الامیر * سرور فواد البشیر والنذیر * علی وفاطمہ والدہ *
فہل تعلمون لہ من نظیر * لہ طلعۃ مثل شمس الضحے * لہ غرۃ مثل بدر منیر * **ابیات ہندی** میرا امیر حسین ابن حیدر ہے
مبارک امیر و بشیر و نذیر * ہر جان و دل اوس کا ہے چین * علی فاطمہ کا ہے وہ نور عین * جہان مین نہین آج اوسکا نظیر *
جبین جسکی غرت کا بدر منیر * وطلعت مین ہے مثل شمس الضحی * وخلقت مین بیشک ہے نور الہدی * اور قلع اور قمع دشمنون کا قرار واقعی
کرکر مقام شہادت کو پہنچا لکھتے ہین کہ ظالمون نے ازروے شیطنت و بے رحمی کے سر اوسکا کاٹ کر طرف سپاہ
حضرت امام حسین کے پھینک دیا کہ ماں اوس لڑکے کی دوڑی اور سر اپنے فرزند کا اوٹھا کر اپنی آنکھون سے اور منہ سے ملا اور رکھا

خوب کام کیا تو نے اے فرزند میرے اور اے فرحت دینے والے میرے دل کے اور اے خنکی آنکھون میری کی بعد اوسکے وہب اور ایک کے
مخالفون مین سے کھینچکر مارا اور وہ مخالف اوس صدمہ سے اوسی وقت جہنم کو پہونچا پھر اوس بی بی مردانہ دل نے چوب خیمہ کی لیکے
مخالفون پر حملہ کیا اور دو شخص کو مارا اور دوزخ کو بھیجا تب حضرت امام حسین نے اوسکو منع فرمایا اور مستورات مین بھجوایا بعد اوسکے عمر بن قرظہ انصاری نے
جام شہادت کا پیا اور بعد اوسکے عبد الرحمن بن عروہ نے شربت شہادت کا نوش کیا اور دونون نے کمال دلاوری اور بہادری کی پھر عابس ابن شبیب
شاکری نے قصد قتال کا کیا اور اپنے غلام کہ شوذب اوسکا نام ہے پوچھا کہ تو آج میرے ساتھ کیا معاملہ کریگا اوس غلام نے کہا کہ اے آقاے نامدار
ہمراہ رکاب تیری کے حسین کے دشمنون پر تلوارین مارونگا تا کہ شہید ہون عابس نے کہا میرا بھی یہی گمان تھا کہ تو ایسا ہی کہیگا اب قدم آگے رکھ
آج کا دن وہ ہے کہ ہم خدا سے اجر طلب کرتے ہین جس قدر کہ ہمارے واسطے آج مقدر ہے اور پھر یہ دن کب ہاتھ آتا ہے بعد اسکے عابس بیچ خدمت
حضرت امام حسین کے آیا اور سلام کیا اور عرض کی کہ یا ابا عبد اللہ تیرے سوا کوئی میرا عزیز اور دوست زیادہ نہین ہے اگر کوئی چیز نفیس جان سے
ہوتی مین وہ تجھپر فدا کرتا مگر جان سے زیادہ اور چیز کوئی نہین ہے پس وہ تجھپر نثار کرتا ہون یہ کہکر اوسنے شمشیر کھینچکر صف اعدا پر حملہ کیا اور
ہیبت اور دہشت اوسکی مخالفونکے دل مین زیادہ تر شیر ژیان اور پیل دمان سے پڑی اور ہنر سپاہ گری کے اس قدر اوس سے ظاہر ہوئے
کہ طایر ہوش وحواس دیکھنے والونکا آشیانہ دماغ سے صحراے تحیر کو پرواز کر گیا اور مخالفون مین سے کسیکو قدرت نتھی کہ مقابل اوس
شہسوار نامدار کے آوے عمر سعد نے کہا کہ سب ملکر ایکبار اسپر حملہ کرو انبوہ کثیر نے اوسپر حملہ کیا اور تیرون کا اور پتھرون کا مینہہ اوسکے
اوپر برسایا کہ عابس نے ناچار ہوکر زرہ اور خود اپنا پھینک دیا اور ہلکا ہوکر تاخت مخالفون پر لایا ربیع ابن تمیم کہتا ہے کہ مین دیکھتا تھا
قسم خدا کی زمین و آسمان کی کہ قریب دوسو آدمی کے اوسنے اپنے آگے رکھ لیے تھے اور بھگائے لیے جاتا تھا اور کشتون کے پشتے لگاتا تھا
یہان تک کہ عابس اور غلام اوسکا تیرون اور پتھرون سے اور نیزون اور تیغون سے نہایت زخم کھا کر دار السلام مین داخل ہوئے
بعد اوسکے عبد اللہ اور عبد الرحمن کہ بنی غفار سے ہین حضرت امام برحق سے اجازت لیکر اور بشارت بہشت کی پاکر
میدان مین آئے اور روضہ رضوان مین پہونچے پھر غلام ترک حضرت امام حسین کا کہ حافظ قرآن اور قاری تھا میدان مین آیا
اور بہت مرد دون کو مارا اور زخم گران اوٹھا کر گرا کہ آپ اوسکے سرپر جا کر کھڑے ہوئے آپکو دیکھکر ہنسا اور ساتھ رحمت حق کے
واصل ہوا بعد اوسکے حنظلہ بن سعد العجلی میدان مین آیا اور جنگ مردانہ بجا لایا تا کہ شہادت پائے بعد اوسکے یزید ابن زیاد المشعب
میدان مین آیا اور اعدا کی طرف کبھی تیر مارے اور کبھی شخص کو دوزخ کو روانہ کیا آخر کو آپ بھی شہید ہوا بعد اوسکے ہر ہر یار دوستدار
حضرت امام برحق کا آتا تھا اور آپکو سلام کرکر اور رخصت ہوکر میدان مین جاتا تھا اور داد شجاعت کی دیکر جام شہادت کا پیتا تھا

یہان تک مقدمہ آنکر پہونچا کہ سواے اہلبیت کے یارون مین سے کوئی باقی نرہا اور حضرت امام حسینؑ کے کئی اصحاب کا احوال مین نے نہین لکھا اگرچہ تاریخ کی
کتابون مین لکھا ہے اور ان صاحبون کا بھی احوال جو کہ اس کتاب مین لکھا ہے بہت مختصر اور تھوڑا تھوڑا چھانٹ کے لکھا ہے تا کہ یہ رسالہ بڑا نہو جاوے

مخزن آٹھوان بیچ ذکر شہادت حضرت حُر کے اور بیان شہادت خویش و اقربا حضرت امام حسینؑ کے

اوپر خاطر سعادت مآثر محبان اہلبیت کے ظاہر اور باہر ہووے کہ صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ جب بہتّر سے زیادہ یار حضرت امام حسینؑ کے
خلعت شہادت کا اپنے بدنون پر راست کر چکے اور حضور باری تعالی مین پہنچ چکے اوس وقت حضرت امام حسینؑ نے پکارا کہ کوئی ایسا بھی ہے
کہ حمایت اور مدد کرے حریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تب حُر بن یزید بن حارث ریاحی کہ کوفے کے سردارون مین بڑا بہادر تھا اور برابر ہزار سوار
گنا جاتا تھا عمر سعد کے لشکر مین سے جدا ہو کر حضرت امام حسینؑ کی خدمت مین آیا لیکن اور تاریخ کی کتابون مین لکھا ہے کہ حُر پہلے ہی آپکی خدمت
مین آیا ہے کہ ہنوز لڑائی شروع نہوئی تھی پھر تقدیر یہ ہے پہلے حُر نے عمر سعد کو نصیحت کی کہ ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا معاملہ کرنا موجب دوزخ
مین جانیکا ہے اور سبب زوال دنیا و آخرت کا ہے جب دیکھا کہ اوس ملعون نے اپنے دین و دنیا کی بربادی پر کمر باندھی ہے تب حُر نے
حضرت امام برحق کے لشکر کی طرف رخ کیا مگر لرزہ حُر کے اعضا کو شدت سے تھا اور ہاتھ پاؤن اوسکے کانپتے تھے کہ مہاجر بن اوس نے
کہا تو جملہ مشاہیر اہل قبضہ و شمشیر سے ہے اور جب کہین کوفے کے شجاعون کا اور بہادرون کا ذکر آتا ہے تو پہلے زبان پر نام تیرا ہوتا ہے
کیا باعث کہ اس جنگ مین لرزتا ہے اور کانپتا ہے حُر نے کہا قسم خدا کی مین نے نفس کو اختیار دیا کہ یہ دوزخ کو قبول کرتا ہے یا بہشت
کو اختیار کرتا ہے واللہ نفس نے بہشت کو اختیار کیا حُر نے یہ کہکر اور گھوڑے کو مار کر دوڑا کر حضرت امام حسینؑ
کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین وہ ہون کہ پہلے تیرے مقابل نکلا تھا یعنی راہ
مین قریب کربلا کے چنانچہ ذکر اسکا پہلے گذرا اور آج مین ہی پہلا توبہ کرنے والا ہون اس قوم مین سے کہ تیری خدمت مین حاضر
ہوا ہون یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نے تیرے مقابلہ اور لڑائی سے توبہ کی اور تیرے دشمنون سے لڑائی کی نیت کی آیا میری
توبہ قبول ہے یا نہین آپ نے فرمایا توبہ تیری قبول اور تو حُر ہے یعنی آزاد ہے دنیا مین اور آخرت مین یعنی برائی
اور دوزخ سے الغرض حُر نے عرض معروض کر کر توجہ میدان کی طرف کی اور مقابل مخالفون کے ہوا مصعب نے کہ بھائی
حُر کا ہے دیکھا کہ حُر نے دنیا پر پشت پا ماری اور آخرت کو اختیار کیا اور ہاتھ بیچ دامن آل عبا کے مارا پس آتش عشق اہلبیت کا اسکے
دل شوق منزل کے تودہ مین لگ مشتعل ہو گیا اور گھوڑا دوڑا کر اپنے بھائی سے آملا اور کہا اے بھائی خدا تیرا بھلا کرے کہ تو خضر راہ کا ہوا اور
ہمکو ظلمات مکروہات مین سے نکال کر اوپر چشمہ آب حیات کے پہونچایا اب مین تجھسے موافق ہون اور کوفیون کا مخالف انشاء اللہ تعالی

جم اور تم دونون شفاعت امام حسینؑ سے بہرہ مند ہونگے حرؑ اپنے بھائی کو بیچ خدمت حضرت امام برحق کے لایا آپنے اوسکو بھی گلے سے لگایا اور بشارت
جنت کا کلام فرمایا القصہ حر مرد مردانہ اور دلاور فرزانہ اوس پر باوپا تازی نژاد کے سوار ہوکر میدان مین نمودار ہوا اور مقابلہ کرنے والا
چاہا صفوان کہ کوفہ کے بہادرون مین مشہور تھا مقابل حر کے آیا اور وار نیزہ کا حر کے سینہ کی طرف کیا حر نے نیزہ سے نیزہ کا وار رد کر کے
کمال چالاکدستی اور تیزی سے ایک نیزہ صفوان کے سینہ پر دیا کہ پار نکل گیا اور صفوان کو صدر زین سے اوٹھا کر سر پر لا کر زمین پر ٹپک دیا کہ جان
اوسکی دارالجزا کو پہونچی خروش دونون لشکرون سے اوٹھا صفوان کے تین بھائی اور تھے اونون نے ایکبارگی حر پر حملہ کیا حر نے ایک کی کمر مین ہاتھ ڈالکر زین
سے اوٹھا لیا اور زمین پر دے مارا کہ گردن اوسکی ٹوٹ گئی اور دوزخ کی طرف بھاگا اور ایک کے سر پر ضرب تیغ بیدریغ کی دی کہ سینہ تک
کھل گیا اور جہنم کو پہونچا اور تیسرا بھاگتا تھا کہ نیزہ اوسکی پیٹھ پر مارا کہ پار ہوگیا اور وہ مردود فی النار ہوگیا حر میدان سے پھر کر
بیچ خدمت امام برحق کے آیا اور زمین خدمت کی چومی اور عرض کی یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مجھسے راضی ہے آپنے فرمایا مین
تجھسے راضی اور میرا خدا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھسے راضی پھر حر میدان مین آیا اور ہر طرف تاخت لایا تھوڑی دیر مین کشتون کے
پشتے لگا دیے کہ اسمین مخالفون نے حر کے گھوڑے کو پے کیا اور حر گھوڑے سے جدا ہوکر لڑتا تھا اور نیزہ اور تلوار سے وہ کام کرتا تھا کہ سب
دیکھا اوسکو دنگ تھے اور مخالف اوسکے ہاتھ سے بہ تنگ تھے اور حضرت شاہزادہ حسینؑ نے دیکھا کہ حر پا پیادہ جنگ کرتا ہے اور
صفحۂ زمین پر عجب دلاوری کے رنگ کرتا ہے آپنے گھوڑا تازی باساز گرانمایہ کے حر کی سواری کے واسطے بھیجا حر نے رکاب کو
بوسہ دیکر گھوڑے پر سوار ہوکر اور جولان دیکر باگ مخالفون کی طرف پھیری **بیت** عنان مرکب خود تاب میداد
بخون نوک سنان آب میداد ؎ **فرد** عنان مرکب تازی کو تاب دیتا تھا لہو سے نوک سنان کو وہ آب دیتا تھا
اور جوق کے جوق اور پرے کے پرے پراگندہ کئے پھر چاہا کہ حضرت امام کی خدمت مین حاضر ہووے مگر گویا آواز ہاتف غیبی کی
گوش ہوش مین پہونچی کہ اے حر حورین تیری منتظر ہین کہ حر نے وہین سے پکار کر کہا کہ اے شاہزادہ حسینؑ تیرے نانا کی خدمت مین
جاتا ہون حضرت امام حسینؑ نے رو کر کہا مین بھی عنقریب آتا ہون پھر حر اس قدر لڑا کہ نیزہ اوسکا ٹوٹ گیا اور تیغ آبدار ہاتھ مین
لی اور جسکی کمر پر مارتا تھا دو نیم کرتا تھا اور جسکے سر پر دیتا تھا سینہ تک شگاف ہوتا تھا یہان تک لڑا کہ عمر سعد کے
علمدار تک پہونچا اور چاہا کہ علم کے اور علمدار کے دو ٹکڑے کرے کہ شمر ملعون نے ساتھ فوج کثیر کے حملہ کیا اور سب طرف سے
جسم پہ تیر اور نیزہ اور تلوار پڑنے لگی کہ قصور ابن کنانہ نے حر کے سینے پر کینہ سے نیزہ مارا اور زخم کاری لگا تب بھی جھپٹکر
حر نے شمشیر بے نظیر قصور کے سر پر دی کہ اوس حال مین بھی تلوار نے قصور نکیا اور قصور کا سر سینہ تک کاٹا اور قصور بے قصور بلا قصور

جہنم مین داخل ہوا پس حضرت امام حسین مرکب تیز گام دوڑا کر حر کے پاس پہونچے اور حر کو اوٹھا کر اپنے لشکر مین لائے اور اپنے زانوے مبارک پر حر کا سر رکھا اور آستین مبارک سے اوسکا رخ پاک کرتے تھے کہ حر نے آنکھین کھولکر حضرت امام کی طرف نظر کی اور مسکرایا اور نقد جان کو نثار کیا حضرت امام برحق اور اصحاب آپکے بہت روئے اور حضرت امام حسین نے کئی بیتین اوسکے تعزیہ مین اوس وقت کہین ایک شاعر اوسکی مدح مین کہتا ہے **ابیات**

خوشا حر فرزانۂ نامدار ❊ کہ جان کرد بر آل احمد نثار ❊ ز رخش تکبر فرود آمدہ ❊ شدہ بر براق شہادت سوار ❊ ز عشق جگر گوشۂ مصطفی ❊ بر آورد از جان دشمن دمار ❊ **ابیات ہندی** ❊ داد حر نے خوب مردانہ دار ❊ آل احمد پہ کیا جان کو نثار ❊ کبر کے مرکب سے اوترا با خوشی ❊ پھر ہوا اسپ شہادت پہ سوار ❊ دشمنان دین کو اوس دوست نے ❊ آتش دوزخ مین ڈالا بار بار ❊ بعد اوسکے مصعب بھائی حر کا مع الفوج جالب [illegible] اور اوسکے خون سے کشت سبز شہادت کا آبش کیا بعد اوسکے حر کا بیٹا کہ علی نام تھا اور حر کا غلام مع الفوج نکلکر حضرت امام برحق کی جناب مین آئے [illegible] اور عجم [illegible] کیا اور کمال مرتبہ کو داد بہادری کی دیکر شرف شہادت سے مشرف ہوئے **فصل** عالم تاریخ دان [illegible] لکھتے ہین کہ حر کو سوائے حضرت امام برحق کے اور سوائے امام زین العابدین کے انیس ۱۹ تن موجب لشکر شہادت اخیر مین باقی تھے [illegible] دو یار سعادت آثار اور ایک غلام نیک انجام **قطعہ** ❊ چو نوبت بہ آل پیمبر رسید ❊ جہان را جہانہ صبر بہم در رسید ❊ زمین شد پر از فتنہ و ولولہ ❊ فلک گشت پر شور شش و غلغلہ ❊ **ابیات ہندی** ❊ جبکہ نوبت آل پیمبر کی پہونچی مہر زن ❊ چاک عالم کیا جان یہ صبر بس اور زبان ❊ غلغلہ اوٹھا جہان مین فتنہ اک برپا ہوا ❊ یہ ہوا شور و فغان جیسے پیکر آسمان ❊ زمین و آسمان زبان حال سے [illegible] ادا کرتے تھے **ابیات** چیست یا رب کہ آتش عرصۂ عالم زدند ❊ فتنہ انگیختند و عالم برہم زدند ❊ نا شدہ روز قیامت اہل عالم را چہ شد ❊ نا دمیدہ صور زمین و آسمان دم را چہ شد ❊ **ابیات** یا رب آگ کسنے جہان مین لگائی ہے ❊ عالم ہوا تباہ خدایا دہائی ہے ❊ بے نفخ صور حشر یہ کیسا بپا ہوگیا ❊ گویا جہان گریہ قیامت آئی ہے ❊ روایت ہے کہ جب حضرت امام مغموم شہید مظلوم نے دیکھا کہ جملہ یار جانی اور سرمرد ہوا اور اب کوئی باقی نہ رہا بھائیون و فرزندونکی طرف سے غم و الم زیادہ اور دل مبارک کے مستولی ہوا اور اہلبیت نے جانا کہ آپکو ہماری طرف سے اندیشہ و غم لاحق ہے سب نے متفق ہو کر عرض کی کہ اے نور دیدۂ رسالت اور سر دفتر سفینۂ شاہ صفدر لایت آپ کچھ اندیشہ نفرمائیے اور غم و غصہ نکیجئے کہ ہم سب آپکے بعد اپنی زندگی سے راضی اور خوش نہین ہین ہم یہ رکھتے ہین کہ آج اپنے سر کو آپکے قدم مبارک پر نثار کرین تو کل کے دن حشر مین سرفرازی پاوین حضرت امام نے دعا دی اور سبکے حق مین دعا خیر کی اول سب سے حضرت عبداللہ فرزند حضرت مسلم کے اجازت لیکر اور حضرت امام برحق سے رخصت ہو کر میدان مین آئے کبھی ساتھ شمشیر آبدار کے مانند [illegible] کے کام فرماتے تھے اور کبھی ساتھ نیزۂ آتشبار کے مانند شہاب ثاقب کے حملہ کرتے تھے اور بہ نیت انتقام اور عوض پدر بزرگوار کے ابدان مبارزون کو زیر و زبر

کرتے تھے کہ قدامہ ابن اسد فزاری مخالفون مین سے نکلکر مقابل ہوا اور وہ بڑا مشہور پہلوان تہا اور سلاح بدن پہ آراستہ
کئے ہوئے اوپر مرکب تیز گام کے نمودار ہوا بعد ظاہر ہونے صنعت سپاہ گری کے طرفین سے حضرت عبداللہ نے اوسپر حملہ کیا اور
وہ بھاگ نکلا عبداللہ نے گھوڑا اوسکے پیچھے دوڑایا ازبسکہ کئی دن سے گھوڑے نے پانی نہین پیا تھا رہ گیا حضرت عبداللہ نے گھوڑا بھی
چھوڑا اور نیزہ بھی ہاتھہ سے ڈالدیا اور شمشیر میان سے لی اور پیادہ پا دوڑے اور قدامہ نے پھر کر نیزہ آپکے سینہ پہ مارا کہ اپنے زخم کھاکر
نیزہ اوسکا خالی کردیا اور پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے قدامہ نے اپنا گھوڑا پھیر کر چاہا کہ حملہ دوسرا کرے کہ عبداللہ نے تلوار اوسکے
کلہ پہ دی کہ آدھا کلہ اوڑ گیا پھر عبداللہ نے اوسکے کمربند مین ہاتھہ ڈالکر خانہ زین سے اوٹھاکر زمین پر پھینکا کہ قدامہ تحت الثرا کو پہونچا
اور آپ اوسکے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنا گھوڑا اپنے غلام کے حوالہ کیا اور اپنا نیزہ جاکر لیا سلام بن قدامہ نے عمر سعد سے کہا کہ مین نے
بہت لڑائیان اور پہلوان بہادر دیکھے ہین لیکن اس ہاشمی جوان کے برابر کوئی جوان شجاع اور جری نہین دیکھا **فرد**
سالہا سعی نماید فلک چوگان قدر ÷ تا چنین شاہسوارے سوے میدان آورد ÷ **فرد ہندی** ÷ چرخ چوگان بر سون تک اگر کوشش کرے
جب کہین میدان مین لاوے اس طرح کا شہسوار ÷ الغرض حضرت عبداللہ لشکر عمر سعد پے تاخت کرتے تھے اور بیسون مردون کو خاک ہلاکت پر
سرنگون ڈالتے تھے کہ ایکبار تیرہ سوار و پیادون نے آپکو گھیر لیا اور مارے تشنگی کے طاقت آپ مین نہ تھی اور دونو پاؤن آپکے گھوڑے کے قلم ہو گئے
کہ آپ گھوڑے سے جدا ہوئے اور زخم گران پا کر اوٹھا کر جنت کو تشریف لیگئے بعد اونکے جعفر ابن عقیل یعنی چچا عبداللہ کے
اپنے بھتیجے کے واسطے زار زار روکر حضرت امام برحق سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور درخت حیات دشمنون کا بضرب
تیغ بیخ سے اوکھاڑا اور کشتون کے پشتے ڈالدئے جب اون سگان مردم خور نے دیکھا کہ ہم اس شیر کارزار سے
درماندہ اور عاجز آ گئے تب سب نے ملکر اونکو درمیان مین لیا اور زخم نیزہ و شمشیر کا چہار طرف سے دیا آخرکار جعفر نامدار نے
دریاے شہادت مین غوطہ لگا کر گوہر شاہوار شرف کا کف میدان مین لیا اور غریق رحمت حق ہوکر ایوان روضۂ رضوان
مین آرام کیا بعد اونکے عبدالرحمن ابن عقیل بھائی جعفر نے مقابل مخالفون کے ہوکر اور نہایت دلیری فرما کر
جام شہادت سے شربت سعادت کا نوش کیا بعد اونکے محمد ابن عبداللہ بن جعفر طیار یعنی حضرت مرتضے کے بھتیجے کے
فرزند اور حضرت امام حسین کے بھانجے یعنی بی بی زینب کے بیٹے اپنے ماموں اور اپنی ماں سے رخصت حاصل کرکے گلزار کارزار سے گلگشت
کرتے ہوئے تشریف لائے اور ساحت حرب گاہ کو خون دلاوران سے رشک صد چمن کر دیا پھر مرغ روح محمد نے طرف آشیانہ قدس کے پرواز کرکے
باغ بہشت مین جا آرام کیا حضرت زینب اپنے فرزند دلبند کے فراق مین غش کھاتی تھین بیقرار زار اور اونکی تسلی اور تشفی کرتے تھے خلوت خیمہ کہ آرا

مصرع: باد ابر رحمت کردگار ۔ بعد اونکے عون بن عبداللہ یعنی محمد کے بھائی نے جب اپنے بھائی کو دیکھا کہ خاک خون پر بیجان ہے آیا
بے اختیار طرف میدان کے دوڑے اور اپنے بھائی کے قاتل کو ساتھ ایک ضرب شمشیر کے واصل جہنم کیا اور بہت سی بہادری دلاوری کر کے بہشت میں
رونق افروز ہوئے بعد اونکے عبداللہ فرزند امام حسن کے کہ نوجوان باطلعت سرو قامت خوبصورت نیک سیرت تھے بیچ خدمت عمو بزرگوار ابن شیر کردگار
کے حاضر ہوئے اور اجازت میدان کی چاہی آپنے بعد تکرار بسیار کے رو کر اور گلے سے لگا کر رخصت دی روایت ہے کہ فرزند حسن نے میدان
میں مطلق توقف نکیا اور اپنے تئین دفعتاً قلبگاہ میں یعنی بیچ میں لشکر کے پہونچایا یہان تک کہ قریب عمر سعد کے پہونچے اور اوس مقام پر بائیس ۲۲
دلاوروں کو ساتھ باد فنا کے برباد کیا اور عمر سعد بھاگ کر سواروں میں جا چھپا اور اپنے دلاوروں کو ساتھ خلعت اور انعام کے امیدوار
کیا کہ اس جوان ہاشمی کو کسی طرح قتل کیا چاہیے اور عبداللہ قلب میں سے میدان میں آئے کہ اسمین بختری ابن عمر شامی روبرو عمر سعد کے
آیا اور کہا اے عمر دعوی سپہ سالاری کا رکھتا ہے اور اس نوجوان ہاشمی سے اسقدر بھاگتا ہے تو عمر نے شرمندہ ہو کر کہا کہ جان عزیز ہے اگر
اوس وقت اوسکے آگے سے نہ بھاگتا میں ہرگز نہ مجھکو چھوڑتا اور اے بختری اگر تو میری بات کو سچا جانتا چاہے تو یہ نوجوان ہے اور میدان ہے
مقابل آ اور اپنی بہادری دکھا بختری نے غصہ میں آ کر ساتھ پانسو سوار کے عبداللہ پر حملہ کیا اور حضرت امام حسین نے محمد ابن
انس اور اسد ابن ابی دجانہ کو کہ یہ دو آپکے یاروں میں سے باقی رہے تھے اور فیروزان کو کہ غلام حضرت امام کا ہے حضرت عبداللہ کی مدد
کیواسطے بھیجا حضرت عبداللہ اور فیروزان سپاہ میں سے نکلکر بختری کے مقابل ہوئے اور بختری میں اور فیروزان میں نیزہ بازی ہونے لگی اور
عبداللہ نے ساتھ دونوں یار کے سواروں پر حملہ کیا فیروزان نے یہ نقشہ دیکھکر اور بختری کے آگے سے نکلکر حضرت عبداللہ کے پاس آگیا پھر چار سوار نے
پانسو سواروں کو آگے دھر لیا اور بھگاتے ہوئے قلب لشکر تک لیگئے پھر شیث ابن ربعی ساتھ پانسو سواروں کے اور بختری کے متفق ہوا
الغرض قریب ہزار سوار نے اون چارتن کو بیچ میں لے لیا حضرت عبداللہ نے ساتھ اون دونوں یاروں کے شیث کی طرف رخ کیا
اور فیروزان نے بختری کی فوج پر تاخت کی اور اوسکے لشکر کو زیر و زبر کیا عمر سعد سے نقل ہے کہ وہ مردود کہتا تھا کہ خدا کی قسم
فیروزان اوس دن اس قدر جنگ کرتا تھا کہ اگر ایک جام پانی کا پیتا تو ہمارے لشکر میں سے ایک بھی اوسکے ہاتھ سے
نہ جیتا ایک سو بیس نیزہ سے اور بیس آدمی شمشیر سے اوسنے ہلاک اور قتل کئے تھے آخر کو فیروزان کثرت حرب سے
اور شدت تشنگی سے ناطاقت ہو گیا تھا کہ گھوڑے سے ایک مردود کا نیزہ کھا کر گرا اور سپر سر پر رکھکر مخالفوں سے
لڑتا تھا کہ اسد بھی اوسکے پاس آپہنچا اور چاہا کہ فیروزان کو اپنے گھوڑے پر سوار کرے کہ انبوہ کثیر نے دونوں کو
گھیر لیا اور ہر طرف سے طعن اور ضرب نیزہ و شمشیر کی دونوں کو اسد نے راہ نیستان شہادت کی لی پھر حضرت

عبداللہ نے آکر قاتل اسد کو قتل کیا اور فیروزان کو کچھ زخم پہونچائے ہو ہا تھا لیکن گھوڑے پر سے گر کے اپنے بیٹھا گھوڑا اگر گئی دن کا بھوکا پیاسا
تھا دو آدمی کے بوجھ سے گر پڑا ہو رہا حضرت عبداللہ پیادہ پا ہو گئے اور فیروزان کو اپنے لشکر میں لے چلے کہ راہ میں فیروزان نے راہ جنت
کی لی عبداللہ نے بہت گریہ کیا لکھا ہے کہ اوس وقت تک حضرت شاہزادہ عبداللہ کے بدن پر ستر زخم آچکے تھے اور آپنے بہت نابکاروں کو
فی النار کیا تھا اور بحتری کو زخمی کیا تھا کہ پھر آپ میدان میں آگئے اور مقابل بنا چاہا کسیکو تاب و توان نہیں تھی مارے خوف و دہشت کے
کہ مقابل آوے اسمین عمر سعد نے اپنے لشکر والوں کو گالیاں دین کہ یوسف ابن الاحجار روبرو عمر سعد کے آیا اور کہا کہ تو سپہ سالار ہے
کیوں نہیں اس سے مقابلہ کرتا عمر سعد نے کہا کہ مجھکو ابن زیاد کا حکم لڑوانیکا ہے لڑنیکا نہیں ہے پس تم سب ہے فرمان بردار ہے اے ابن الاحجار
جا تو اوس لڑکے سے لڑ نہیں تو میں تیری شکایت ابن زیاد سے کرونگا ابن الاحجار ناچار میدان میں آیا اور عبداللہ کے ہاتھ سے
جام مرگ کا پیا پھر اوسکا بیٹا اور اوسکا بھتیجا میدان میں آکر آپکی ضرب تیغ سے دوزخ کو روانہ ہوا پھر حضرت عبداللہ نے مبارز کو چاہا
کوئی نہ نکلا حضرت عبداللہ تنگ ہو کے بسبب ہراست لشکر کے تاخت لائے اور بارہ نابکار کو جہنمی بنا کی جگہ کھائی اور نیزہ سر مبارک پہ پھرا ہوئے
اپنے لشکر میں بیچ خدمت حضرت امام حسین کے آگئے اور کہا اے چچا صاحب العطش العطش آپنے فرمایا اے جان چچا کی تیرے نانا اور باپ
اب بہشت میں تجھے پانی پلائینگے حضرت عبداللہ پھر اجازت لیکر میدان میں آئے اور زخم گران نیزہ اور تلوار اور ناوک اور خنجر کے کھائے
اور شربت شہادت کا نوش کیا حضرت امام حسین کو اور مخدرات عصمت کو اپنے غم و درد میں بیہوش کر دیا **نظم** دردا کہ دل از حادثہ غمناک افتاد
در دیدہ سیل خاشاک افتاد + نو بادہ باغ عمر از شاخ امید + بے آنکہ رسیدہ بود بر خاک افتاد + **نظم ہندی**
آہ اس درد سے ہر ایک ہے غمناک پڑا + اشک کے سیل سے ہے چشم میں خاشاک پڑا + پھل نیا باغ حسن کا چمن عالم میں + شاخ امید سے جھڑ کر سر خاک پڑا
روضۃ الاحباب میں محمد بن انس کی شہادت نہیں لکھی ظاہر ہے کہ وہ بھی حضرت عبداللہ کے ساتھ شہید ہوئے بعد اونکے حضرت
قاسم ابن الحسن اپنے برادر عزیز کی شہادت کو مشاہدہ کر کے اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر اپنے عم بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور عرض کی کہ اے شاہزادہ دو جہان اگر حکم ہووے تو اپنے بھائی کا عوض ان بے دینوں سے لوں میں آپنے فرمایا اے جان عم تو
حسن کی یادگار ہے اور میرا انیس دل افگار ہے کیونکر تجھکو اجازت دوں بعضے لکھتے ہیں کہ مادر قاسم کی خیمہ سے باہر نکل آئیں اور قاسم کا
ہاتھ پکڑ لیا **فرد** + اے بدلم گرفتہ جا لطف کن از نظر مرو + مرہم سینۂ تمی کی مرہم دیدہ ہم تو شو + **فرد ہندی**
اے گل خوشنما نہ تو میری نظر سے دور ہو + مرہم سینہ ہے جو تو چشم کا تو ہی نور ہو + لکھا ہے کہ حضرت قاسم بے اختیار روتے تھے اور حضرت
امام حسین بھی زار زار روتے تھے کہ ایک مرتبہ دونوں آپسمیں گلے سے ملکر بیہوش ہو گئے پھر جو ہوش میں آئے حضرت قاسم نے حضرت

چاہتے تھے اور آپ رخصت نہ دیتے تھے یہانتک کہ قاسم نے ہاتھہ اور پانون آپکے چومے اور بہت روئے تا کہ رخصت حاصل کی اور
میدان مین آئے اور باوجود چھوٹی عمر کے قتال عظیم کیا اور پینتیس مبارزون کو خاک ہلاکت پر ڈالا حمید نقل کرتا ہے کہ مین عمر سعد کی
سپاہ مین تھا اور نظارۂ جنگ قاسم ابن حسن کا کرتا تھا کہ عمر بن سعید ازدی نے مجھسے کہا کہ مین اس لڑکے پر حملہ کرونگا مین نے اوس سے کہا سبحان اللہ
یہ کیا اندیشۂ باطل ہے قسم ہے خدا کی کہ اگر قاسم مجھے تلوار مارے تو اوسپر دار نہ کرون بس قاسم کا ستانا اس گروہ کو چھوڑ کہ جنہون نے اوسکو بیچمین گھیر رکھا ہے
اور تو قصد مکر ابن سعید نے کہا واللہ مجکو اب تحمل نہین ہے یہ کہکر متوجہ قاسم کے ہوا اور ضرب شمشیر کی اوسکے سر پر دی کہ قاسم منہ کے بھل گر پڑا
اور پکارا کہ یا چچا امام حسین حضرت شبیر نے جب اپنے بھتیجے کو دیکھا کہ خاک و خون مین غلطان ہوا مانند شیر کے کہ اوپر شکار کے
تاخت لاتا ہے طرف ابن سعید کے دوڑے اور ضرب تلوار آبدار کی دی کہ ہاتھہ ابن سعید کا کہنی سے جدا ہوگیا اہل کوفہ ابن سعید کو اپنی سپاہ مین
لے گئے جب غبار اور گرد ہٹی تو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین قاسم کے سرپر کھڑے روتے ہین اور اوسکے قتل کرنے والے کو نفرین کرتے ہین
پھر حضرت قاسم کو اوٹھا کر اہلبیت کی لاشون مین ملا دیا اور کہا اے اہلبیت صبر کرو اور خدا کا شکر کرو **فائدہ** جاننا چاہیے
کہ روضۃ الاحباب مین لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسین نے اجازت میدان کی قاسم کو نہ دی تھی تو حضرت قاسم خیمہ مین جا کر سر زانو پر
رکھے ہوئے روتے تھے کہ اونکو یاد آیا کہ میرے باپ حسن نے مجکو ایک تعویذ دیا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ تو اسکو اپنے بازو پر رکھیو جس دن
کہ تجکو غم و ملال بے حد پیش آوے تو اوسکو کھول کر دیکھنا جو اوسمین لکھا ہو اوسپر عمل کرنا پس آج کہ وہ دن ہے لازم ہے
کہ مین اوسکو کھول کر دیکھون الغرض حضرت قاسم نے یہ دل مین سوچ کر تعویذ اپنے بازو سے کھولا اور کاغذ کو ملاحظہ کیا
اوسمین حضرت امام حسن نے اپنے دست مبارک سے لکھا تھا کہ اے قاسم وصیت کرتا ہون مین تجکو کہ جب میرا بھائی حسین دشت کربلا
مین درمیان کوفیون اور شامیون کے گھر جاوے البتہ سر اپنے کو اوسکے قدم پر نثار کیجیو حضرت قاسم نے جب وہ وصیت نامہ
پڑھا ایسے خوش و خرم ہوئے کہ کبھی نہ ہوئے تھے اور وہ کاغذ لاکر حضرت امام برحق کو دکھایا اور رن مین جانے کی رخصت چاہی
حضرت امام برحق نے خط اپنے بھائی حسن کا پہچانا اور قاسم کو گلے لگا کر روئے کہ دونون بیہوش ہوگئے بعد اوسکے ناچار حضرت
قاسم کو میدان کی رخصت دی اور یہ بات کہ عوام مین مشہور ہے کہ حضرت امام حسین کو اوس وقت وصیت حضرت امام حسن کی
یاد آئی یعنی مقدمہ نکاح حضرت قاسم کے اور اوس وقت حضرت قاسم کو خیمہ مین لیجا کر اپنی ایک بیٹی کے ساتھہ نکاح کر دیا کسی معتبر
کتاب مین نہین ہے مگر ایک تعزیہ نقل منتخب التواریخ مین ہمنے دیکھی ہے کہ وہ کتاب قصبہ دھرسو کے سیدونکے ہان ہے اور وہ کتاب اون مین بہت مستندی
مشہور ہے اور روضۃ الشہدا مین لکھی ہے لیکن عالمون کے نزدیک اور اہل تاریخ کے نزدیک اس روایت کا اور اس نقل کا مطلق اعتبار نہین ہے

اور جس تفصیل سے کہ روضۃ الشہدا مین یہ احوال لکھا ہے محض غلط اور سراپا تکلف انا ورمناسب ہے اسواسطے کہ ایسی باتین اون جنابونکے
شایان نہین ہین القصہ بعد شہادت حضرت قاسم کے ابوبکر فرزند حضرت علی بھائی حضرت امام حسین کے اجازت آنجناب امام برحق سے لیکر میدان
کارزار مین آشکار ہوے اور عرصۂ میدان کو بہت نامردون ستمگرون سے خالی کیا تا وقتی کہ نقد حیات کو بازار شہادت مین فروخت کیا اور جنت
کی طرف سکبرو ہوئے بعد اونکے حضرت عمر فرزند حضرت علی کے باجازت امام برحق کے مخالفون سے جنگ کر کر داد شجاعت کی بکر روضہ رضا
پروردگار مین تشریف لیگئے بعد اونکے حضرت عثمان فرزند حضرت علی کے سبط نبی سے رخصت لیکر دشمنون سے جا لڑے اور جرات بہت دیکھلا کر
خلد برین کے صدر نشین ہوئے بعد اونکے حضرت عون فرزند حضرت علی کہ جوان خوبصورت زیباسیرت صافی طینت پاکیزہ طویت تھے بیچ خدمت
امام برحق کے حاضر ہوئے اور اجازت چاہی آپنے فرمایا کہ اے بھائی دشمن بسیار ہین اور پیادہ و سوار بیشمار ہین حضرت عون نے جواب دیا
یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیر کو لومڑیون کی ہجوم سے کیا ڈر ہے اور شہباز کو خیل و کبوتر سے کیا حذر ہے **قطعہ**
یکی شیم درین جیش مردانہ وار + نہ اندیشم از لشکر بیشمار + دل و دست بازو بجا آورم + جہان بر عدو تنگ با ساورم +
قطعہ ہندی + لڑونگا مین اعدا سے مردانہ وار + عدو مین اگرچہ ہین بیشمار + بتائید حق قوت دست ہے +
مخالف سے بر لاؤنگا مین دمار + یہ عرض کی اور مرکب تیز رفتار او ٹھایا اور قلب سپاہ دشمن پر حملہ کیا اور بیچ دریای بیحد کے ساتھہ بازو توانا
کے غوطہ لگایا کہتے ہین کہ ہزار سوار و پیادے نے اونکو گھیر لیا حضرت عون نے شعاع برق تیغ آبدار سے بینائی اون فوج نابکار کی اڑا دی
اور صفون کی صفون کو درہم برہم کر کے بیچ خدمت امام برحق کے حاضر ہوے آپنے منہ اور آنکھین اونکی چومین اور کہا اے بھائی اپنے زخمونکو خیمہ کے
اندر جا کر باندہ اور ذرا آرام بکر عرض کی اے برادر بزرگوار تشنگی سے ہلاک ہوتا ہون بہتر ہے کہ ساقی کوثر کے ہاتھہ سے آب زلال
فردوس کا نوش کرون مین اور یہ جب میسر ہو کہ جام شراب شہادت کا پیا ن ہوین ہین القصہ حضرت عون کمیت گھوڑے پر سوار ہوئے
اور وہ گھوڑا تھا کہ حضرت شاہ مردان شیر یزدان نے اپنی حالت حیات مین حضرت عون کو بخشا تھا اور زرہ داؤدی اور تیغ
یمانی حمائل کی اور نیزہ سعدی ہاتھہ مین لیا اور حضرت امام برحق سے اجازت لیکر رو میدان کی طرف کیا شور غلغلہ سپاہ مخالف
مین پڑا اور ہر خرد و کلان ویکھکر کانپنے لگا **فرد** + چہ آفت است کہ باز آشکار شد پیدا + کدام سرو ببالا زمین برون آمد +
قطعہ + کہتے تھے ❀ پھر سوار آیا + لو آفت روزگار آیا + ہے سرو زمین زین پہ نکلا +
وہ رونق کارزار آیا + الغرض قریب دو نیم سوار حضرت عون کے گرد ہو گئے اور یہ سوار نامدار خلف حیدر کرار کو الفقار جیسی بہت تاسو کرتے تھے کشتون کے
پشتے لگ جاتے تھے آخر کار ابن جیدکی ترار بساطعن نیزہ ابن خالد ابن طلحہ کے مرکب سے زمین پر گرے اور پکار کر کہا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تری عجب کے

ئے معرکہ دنیا میں پیدا ہوا تھا اور تیری وفاداری میں میدان آخرت کو جاتا ہوں میں بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

فرد گر سرم خاک گشت بر در تو ✤ باد جانا سعادت سر تو ✤ فرد ہندی ✤ یہ سر جو خاک دریار ہو تو بہتر ہے

فدا قدم پہ جو سو بار ہو تو بہتر ہے ✤ بعد شہادت عون ابن علی کے حضرت جعفر فرزند علی کے امام سے اجازت لیکر معرکہ قتال میں گئے اور داد مردانگی دیکر اپنے

بھائی کے بہشت سے حسرت میں تو اقرا ہوئے بعد اونکے حضرت عبد اللہ فرزند حضرت علی کے سارا دیدہ گریاں کیے اور ان بھائیوں کے آگے شاہزادہ دو جہان

کے واسطے اجازت میدان کے حاضر ہوئے اور عرض کی قطعہ ✤ اے غمت تخم شادمانیہا ✤ وصل تو اصل کامرانیہا

میرو ہم کو بہانے غم بر دل ✤ میبرم از درت گرانیہا ✤ قطعہ ہندی ✤ غم عشق اپنی شادمانی ہے

وصل دلدار کامرانی ہے ✤ کوہ غم دل پہ رکھکے ہم تو چلے ✤ کوئی دم کی یہ زندگانی ہے ✤ اے بھائی طاقت بغیر بھائیوں کی

جدائی سے طاق ہوئی اور جان میری سیدان محبت میں پائمال فراق ہوئی الغرض عبد اللہ اجازت لیکر متوجہ مصاف گاہ کے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک سو ستر مخالف

مارے اور پھر آپ جانب جنات میں سدھارے فرد نجات یافت از میں دامگاہ رنج و عنا ✤ نزول کرد بدرجات جنت الماوا فرد ہندی

رنج و عنا کی قید سے پائی نجات ہے ✤ جنت ہے سیر گل ہے نہیں اور بات ہے ✤ بعد اونکے حضرت عباس علی فرزند حضرت علی مرتضی کے حالات برادر و نکے

دیکھکر بہت روئے اور مضمون اس بیت کا کہا فرد آیا یاران و عزیزان کجا شدند ✤ در دشت کربلا ہمہ از ہم جدا شدند فرد ہندی

بھائی عزیز و یار ہمارے وہ کیا ہوئے ✤ آپس سے کربلا کی زمین میں جدا ہوئے ✤ اور علم لیے ہوئے حضرت امام برحق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی

اے برادر بزرگوار عالی سید نامدار اور بھائی سب دار القرار کو کوچ کر گئے اور احباب اور اصحاب سارے گذر گئے بندہ کے حال پر بھی عنایت

کیجئے اور اجازت میدان کی دیجئے حضرت امام بر حق نے گریہ و زاری کی اور کہا اے بھائی عباس تمھی بھی تیاری کی عرض کی یا ابن رسول اللہ صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم اب دنیا سے بہت تنگ ہوں نہیں اسواسطے ارادہ جنگ ہے نہیں چاہتا ہوں میں کہ داد اپنے بھائیوں کی ستمگاروں سے لوں میں

اور سنگدلان کوفہ و شام کو پہچان کر دوں نہیں آپنے فرمایا اگر یہ تیری مراد ہے تو میدان میں جا تو اور پہلے حجت دین کی اونپر اوٹھا اور نصیحت اور پند کو

سنا اگر نہ مانیں تو پھر ٹھیک اونکو بتا الغرض عباس علی سبط نبی سے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اجازت حاصل کر کر عرصہ حربگاہ میں متوجہ ہوئے

اور خلف حیدر کرار مبارز نامدار اور شجاع عالی مقدار تھے جرات اور قوت حضرت شاہ مرداں سے میراث رکھتے تھے رایت فتح و نصرت کا

ہمیشہ بلند کرتے تھے اوس وقت اوپر مرکب تیز پا آہن جامہ صد ابرق نما کے سوار ہو کر ساتھ تیغ مصری اور سپر مکی اور خود رومی کے

مقابل اعدائے دین اور اشقیائے بے دین کے ہوئے فرد بر ستہ گرفتہ در کف دلے بہ تیغ پی ✤ بابے بنہادہ بر سر و جبریں زیر ران

فرد ہندی ✤ ابر کے مانند ڈھال اور تیغ بجلی کی نشان ✤ خود مثل ماہ و مثل چرخ مرکب

زیر ران فرس عرصۂ جنگ گاہ مین آکر عنان مرکب کی تھامی اور پہلے اوس قوم کو نصیحت کی جبکہ عصیان و نافرمانی مخالفون کی دریافت
فرمائی حضرت امام حسین ع کی خدمت مین آکر عرض کی روضۃ الاحباب مین لکھا ہے کہ اس اثنا مین صدا العطش کی اور آواز زاری اہلبیت کی بچگان عباس
کے پہنچی اور بیتاب اور بے طاقت ہو کر مشک کاندھے پر ڈالی اور سقاگری اپنے بھائی حسین کے ان کی ڈالی اور آب فرات پر پہنچے اثنا راہ مین پانسو سوار نے
اون پر حملہ کیا اور وار نیزہ و تیر و ناوک کا دیا آپنے سپر سر پر رکھکر نیزہ بازی سے اسی آدمیون کو مارا اور جوان بے جان کیا اور باقی کو پراگندہ کرکے اپنے
گھوڑے کو دریا مین ڈالا کہ مخالفون نے تیر و نیزہ سے آہنگ جنگ کا ساز کیا حضرت عباس علی یہ رجز پڑھتے ہوئے دریا سے نکلے **ابیات**

عباس علی ست شیر غازی + از بیشہ خسرو حجازی + آوردہ بزیر ران درست + آب منی و باد پای تازی
سرے بازم اگر گیرم + نزدیک خدا سرفرازی + **ابیات** + عباس علی ہے شیر غازی
فرزند علی حجازی + قبضے مین رکھے ہے آب منی + نیچے رانون کے باد تازی + سر کو دیتا ہے تا کہ پاوے
نزدیک خدا کے سرفرازی + لوگ اونکی شمشیر اور نیزہ کے خوف سے ہٹ گئے کہ آپنے پھر گھوڑے کو دریا مین ڈالا اور مشک پانی سے بھرا

لکھتے ہین کہ آپنے چاہا تھا کہ پانی پیوین لیکن نہ پیا شاید کہ حضرت امام برحق کی تشنگی یاد آئی اور تنہا پانی پینا مروت نہ جانا الغرض
گھوڑے پر سوار ہو کر اور مشک داہنے ہاتھ مین لیکے اپنے لشکر کی طرف چلے کہ سوار و پیادہ بیشمار گرد ہوئے اور پے در پے زخم تیر اور نیزہ کے
آپکے بدن مبارک پر آنے لگے یہانتک کہ داہنا ہات آپکا شانہ سے جدا ہو گیا کہتے ہین کہ مشک اپنے بائین کاندھے پر لی پھر
اوسکو بھی ظالمون نے بدن سے جدا کیا پھر مشک اپنے دانتون مین پکڑی کہ ایک تیر آکر مشک مین لگا اور سوراخ ہو گیا آپنے فرمایا
کہ کیا حکمت الہی ہے کہ پیاسون کے حلق مین قطرہ پانی کا نہین پہنچتا ہے **قطعہ** تا آب شور جہان تلخ کن لب

کہ شربت تو مہیا از شراب طہور + بدین مضیق فنا دل منہ بیا کہ ترا + برای عشرت تو کشیدہ اند قصور + **قطعہ ہندی**
یہ آب تلخ جہان کا نہ اپنے لب رکھ + کہ تیرے واسطے تیار ہے شراب طہور + سرائے تنگ فنا مین دل لگا کر ہا ہا + ترے عیش مہیا ہوئے ہین حور و قصور

الغرض اسی حال کے عباس گھوڑے سے گرے اور جنات فردوس مین جا کر آب کوثر سے سیراب ہوئے حضرت امام برحق بہت
روئے اور فرمایا کہ اب پیٹھ میری ٹوٹ گئی بعد شہادت عباس علی کے حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت امام زین العابدین
علیہ السلام اور حضرت علی اکبر علیہ السلام باقی رہے مردون مین سے اور ایک طفل صغیر یعنی علی اصغر علیہ السلام کہ نام اونکا
عبداللہ ہے پس حضرت امام حسین ع نے سلاح اپنے بدن مبارک پر آراستہ کئے اور بذات خود ارادہ میدان کا کیا حضرت علی اکبر
نے جب دیکھا کہ پدر بزرگوار امام نامدار نے قصد میدان کا فرمایا تب وہ فرزند رشید اپنے پدر سعید کی خدمت مین آئے

اوسنے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار یہ بات خدا نکرے کہ مین پیچھے آپکے ایک لمحہ دنیا مین رہون آپ مجکو ظالمون مین چھوڑیے اور اتنا توقف
فرمائیے کہ مین اپنی جان کو آپ کے قدمون پر نثار کرون شہربانو بی بی حضرت امام حسین کی اور بہنین اور بیٹیان حضرت امام ہمام کی سب
اوس دم حضرت علی اکبر کے ہاتھون اور پانون سے لپٹتی تھین اور رن مین جانیکو منع کرتی تھین اور حضرت امام برحق بھی روتے تھے اور اجازت
نہ دیتے تھے جبکہ علی اکبر نے نہایت زاری کی اور قسمین عظیم دین تب حضرت امام برحق نے سلاح اپنے دست مبارک سے علی اکبر کے
بدن پر آراستہ کیے اور زرہ اپنی پہنائے اور پٹکہ حضرت علی مرتضی کا کمر کو باندھا اور خود فولادی اونکے سر پر رکھا اور گھوڑے پر
سوار کیا ماں اور بہنین علی اکبر کی لگام اور رکاب گھوڑے کی نہ چھوڑتی تھین اور بجائے آنسون کے خون آنکھون سے بہاتی تھین آپنے فرمایا کہ اے
علی اکبر سے اوٹھا لو کہ وہ ارادہ آخرت کے سفر کا رکھتا ہے **فرد** + جانم بجانب سفر آہنگ میکند + صحرا و دشت بر دل ما تنگ میکند +
فرد ہندی + سفر کا جو بیٹا تو جان آہنگ کرتا ہے + بیابان کو بھی میرے دل سے غم تنگ کرتا ہے + پس علی اکبر برادر و مادر اور
خواہر کو وداع کرکے میدان مصاف گاہ مین آشکار ہوئے اکثر تاریخ کی کتابون مین لکھا ہے کہ حضرت علی اکبر اٹھارہ برس کے
تھے اور روے مبارک اونکا مانند آفتاب کے اور گیسو اونکے مثل مشک ناب کے اور از روے خلق اور خلق کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ساتھ بہت مشابہت تمام رکھتے تھے جس وقت کہ میدان مین تشریف لائے فضاے حرب گاہ کی شعاع رخسار اونکے سے نورانی
ہو گئی اور تمام سپاہ عمر سعد کی خوبی اور جمال اونکا دیکھکر حیران ہوئی اور عمر سعد سے پوچھنے لگے + **قطعہ**
این کیست سوار کہ بلاے دل و دین ست + صد خانہ برانداختہ و خانہ زین ست + ماہیست درخشندہ کہ برپشت سمند ست + سرو یست خرامندہ کہ بر روی زمین ست +
قطعہ ہندی + یہ آفت جان کون ہے اے اہل زمین + صد خانہ برانداز یا خانہ زین یہ + ہے جلوہ گر پشت فرس پر مہ تابان +
ہے سرو خرامندہ کوئی لشکر دین مین + عمر سعد نے کہا یہ فرزند ارجمند حسین علیہ السلام کا ہے اور شکل و شمائل مین حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت تمام رکھتا ہے الغرض حضرت علی اکبر نے میدان مین گھوڑے کو جولان کیا
اور یہ رجز پکار کر پڑھا **فرد** + انا علی ابن حسین ابن علی + نحن بیت اللہ اولی بالنبی + **فرد**
ہندی + مین علی ابن حسین ابن علی + کعبہ اللہ اور ہم جان نبی + روایت ہے کہ حضرت
علی اکبر میدان مین ہر چند مبارز اور مقاتل کو چاہتے تھے لیکن اونکے مقابل کوئی نہ آتا تھا کہ آپنے بہ تنگ ہو کر
چپ و راست لشکر مخالف کے تاخت اور دوڑ کی اور مخالفون کو تھوڑی دیر مین زیر و زبر اور درہم برہم کر دیا اور میدان سے
پھر کر پدر بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا یا ابا العطش العطش **فرد** تشنگی نے مجھے ہلاک کیا + غم فرقت نے دردناک کیا

اے پدر بزرگوار اگر ایک جام آب کا میسر ہو تو پھر مین دم اراس قوم نابکار سے نکالتا ہون حضرت امام برحق نے رو کر حضرت
علی اکبر کو اپنے سینہ پر بٹھا لیا اور دست منور سے خاک چہرہ منور کی پونچھی اور انگشتری اپنی علی اکبر کے دہن مین دیدی اوسکو اونھون نے
چوسا اوسکی برکت سے تشنگی کچھ کم ہوئی اور پھر میدان مین آئے اور یہ رجز پڑھتے تھے کہ مضمون اوسکا یہ ہے **ابیات**

ساقی کوثر آب میخواہد سیر مجلس شراب میخواہد بچہ شیر در طریق خطر راہ آب از کلاب میخواہد
مومنان در بہشت منکر با سوئے دوزخ شتاب میخواہد

ابیات ہندی

ساقی کوثر آب چاہتا ہے سیر مجلس شراب چاہتا ہے بچہ شیران سگون سے آہ آب کہا پیچ و تاب چاہتا ہے
مومنان اہل بیت کا منکر راہ دوزخ شتاب چاہتا ہے

القصہ میمنہ او میسرہ پر تاخت کی اور طارق بن شیث اور طلحہ بن طارق اور مصراع کو کہ نامی
پہلوان اور دلاور تھے ساتھ طرح طرح کی صفت سپاہگری اور نیزہ بازی اور شمشیر اندازی سے مارا اور راہ عدم کو راہی کیا جس وقت
کہ مصراع کے سر پر آپ نے ضرب شمشیر آبدار کی دی تلوار نے سر سے تا زین اسپ کا کاٹا اور وہ مرد دو ٹکڑے ہو کر آدھا ادھر آدھا ادھر
گر پڑا خروش اور فریاد لشکر مخالف سے اوٹھی پھر علی اکبر کو دو ہزار سوار نے گھیر لیا اور آپ نے نیزہ بازی کے کرتب سے بیشمار آدمیون کو
مقتول اور مجروح کر کے سبکو آگے رکھہ لیا او قلب لشکر تک لڑتے ہوئے چلے گئے اور وہان سے پھر کر اپنے پدر بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا
یا ابتاہ العطش العطش حضرت امام حسین علیہ السلام بہت روئے اور فرمایا اے جان پدر غم مت کہا کہ آب کوثر سے سیراب ہوگا تو حضرت علی اکبر
اس بشارت سے خوشنود ہو کر میدان مین آگئے اور دست و جیب لشکر کے ہاتھ سے لائے اور بدن مبارک پر بیشمار زخم کھائے آخر کو ساتھ طعن نیزہ
ابن نمیر کے گھوڑے سے زمین پر گرے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام گھوڑا دوڑا کر اور فوج مخالف کو بضرب نیزہ و شمشیر ہٹا کر میدان
سے علی اکبر کو اوٹھا کر خیمہ مین لے آئے اور روح پاک اونکی بیچ مقام قدس کے پہونچی احوال حضرت امام برحق کی گریہ و زاری کا اور حضرت
شہربانو کی بیقراری کا اور حضرت زینب اور کلثوم کے رونے کا او سکینہ کے بلکنے کا خارج از رقم ہے اور اوسکے رقم سے حیران اور
عاجز قلم ہے کسی شاعر نے خوب بیتین کہی ہین **ابیات**

اے عزیز پدر کجا رفتی وز کنار پدر چرا رفتی
برنخوردی ز بوستان حیات سوی کاشانہ بقا رفتی اگر از کلبہ فنا رفتی بسرا پردہ بقا رفتی
مصطفی جد تست میدانم تو بہ نزدیک مصطفی رفتی فرع زہرا و مرتضی بودی بسوی اہل خود فرا رفتی

ابیات ہندی

اے عزیز پدر کہان سے گیا میرے پہلو سے اوٹھ کہان گیا پہل نہ چکہا حیات سے تو نے
اے میرے پھول گلستان سے گیا آہ دار البقا مین جا بیٹھا چھوڑ کر مجھکو آج ہاے گیا جا ہی پہونچا نبی کی خدمت مین

جسکہ دنیا مین اپنی جان سے گیا ÷ پاس سے ہمراہ مرتضے کے ہے ÷ تو کہ دنیا کے درمیان سے گیا **فرد** ماہ نو را چہ اتفاق افتاد ÷
کہ چنین زود در محاق افتاد **فرد** تا دامن آن تازہ گل از دست برون شد ÷ چون غنچہ دلم تہ بتہ آغشتہ بخون شد **فرد** کیا ماہ نو کو اتفاق ہوا ÷
کہ ترقی کئے محاق ہوا ÷ دامن گل تازہ سے جو بیرون ہے ÷ یہ غنچہ دل تہ بتہ آغشتہ بخون ہے ÷ **فصل** جاننا چاہیے کہ جب امام حسین نے
دیکھا کہ کوئی یار مددگار نہ رہا اور تنہا رہ گئے اور مخدرات حجرہ عصمت و طہارت کی خروش و فغان کی آتی ہین تب فرمایا کہ اے گرفتاران حرم نبوت اور ایستادگان
پردہ عفت تا نہ ہو تو دشمن شماتت نکرین صبر و شکیبائی اختیار کرو تو ثواب پاؤ پھر اپنی بیٹی سکینہ کو کہ خورسال تھین پیار کیا اور گلے لگایا
اور زینب و کلثوم سے انکی دلداری اور شفقت کے لئے وصیت کی اور بہنون کو اور بی بی کو وصیت کی کہ اس مصیبت مین ننگا
سر کھولنا اور طمانچہ منہ پہ اور سینہ پہ نہ مارنا اور کپڑے نہ پھاڑنا اور بیان نکرنا اور چلا چلا کر نہ رونا کہ یہ گناہ عظیم ہے
اور کار جاہلون کا ہے پر مین فقط رونے سے منع نہین کرتا کیہ کام غریبون اور دردمندون کا ہے اس اثنا مین علی اصغر
کہ طفل شیرخوار تھے تشنگی سے اور خشک ہونے شیر مادر سے قریب ہلاکت کے پہونچے حضرت امام حسین نے حال اپنے نونہال کا دیکھکر گھوڑے پہ
سوار ہوئے اور علی اصغر کو اپنی گود مین اوٹھا لیا اور آگے مخالفون کی صف کے تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے قوم موافق تمہارے
گمان کے تقصیر وار ہون تو مین ہون اس طفل نے تو کچھ تقصیر نہین کی ہے ایک گھونٹ پانی کا اسکو دو کہ یہ بچہ بغیر پانی کے ہلاک
ہوتا ہے اون سنگین دل جفا کارون نے کہا کہ ہم تمکو اور تمہارے بچون کو بغیر اجازت ابن زیاد کے ہرگز ہرگز ایک قطرہ پانی کا
نہین دینگے اور ایک ملعون نے اوس قوم مین سے ایک تیر حضرت امام حسین کی طرف مارا کہ وہ علی اصغر کے حلقوم مین لگا اور طایر روح
اوس معصوم کا آشیانہ قدس کو پرواز کر گیا پس آپ نے لاش علی اصغر کی لا کر انکی والدہ کے حوالے کی اور کہا کہ لے یہ کہ آب کوثر سے
سیراب ہوا پھر اپنے زمین تھوڑی سی کھود کر پاس خیمہ کے اوس معصوم کو دفن کیا حضرت شہربانو اور بیبیان اہل بیت کی
اوس طفل بیگناہ کے غم مین فغان و زاری کرتی تھین اور حضرت امام برحق بے اختیار روتے تھے **ابیات**

تا بود اگشتی از کنار پدر ÷ تیرہ شد بے تو روزگار پدر ÷ غمگسار پدر تو بودی و گذشت ÷ بے تو یاد تو غمگسار پدر ÷
تو برفتی ز پیش جان پس تو ÷ نبود خورسند بود جان پدر ÷ اے گل سرخ ناشگفتہ بیفسرد ÷ زود رفتی ز بوستان پدر ÷

ابیات ہندی آرام جان تھا جسکا وہ دیکھا گیا ÷ آنکھون مین اوسکے تیرہ ہوا الفنا ÷ گودی سے اپنے باپکے بیٹا جدا ہوا
وہ گل ابھی کھلا بھی نتھا باغ دہر مین ÷ درد و غم الم مین پدر مبتلا ہوا ÷ خورسند جس سے جان تھی مر گیا ÷ چھپا سینہ پیار سے جان ہوا ÷
روایت ہے کہ حضرت امام ÷ راہ خدا مین باپکے پہلے فدا ہوا ÷ معصوم کو نہ شفقت ... ہوا ÷ ... آہ کیا ہوا

زین العابدین فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام کے نہایت بیماری مین مبتلا تھے کہ طاقت نشست و برخاست کی نرکھتے
تھے جب اونہون نے دیکھا کہ پدر بزرگوار غلغلۂ شیر پروردگار تنہا بے یار و مددگار رہگئے ہین اور آپ بذات خود قصد میدان کا
کرتے ہین تب وہ بدشواری تمام اوٹھکر اور نیزہ ہاتھ مین لیکر میدان کارزار کی طرف چلے کہ نظر حضرت امام برحق کی
اپنے فرزند بیمار نورچشم زار پر پڑی کہ رن کو جاتا ہے اور ناتوانی سے پانون اوسکا لغزش کھاتا ہے بے اختیار ہوکر
دوڑے اور حضرت زین العابدین کو پکڑا اور منع کیا اور فرمایا کہ اے بیٹا نسل میری تجھسے دنیا مین رہیگی اور خلق تجھکو بدر
اہلبیت کہیگی یہ فرماکر اونکو خیمہ مین لیگئے اور بہت وصیت فرمائی اور نعمت عرفان کی اور معرفت قرآن کی کہ سینہ
بسینہ آپکے خزانۂ باطن مین محفوظ اور مخزون تھی حضرت زین العابدین کو بخشی اور سونپ دی اور حضرت شہربانو سے
کہا کہ جاودانی ہمیرے ہتھیار دون کی لاؤ **ابیات** + اینکہ آمد نوبت من الوداع + الوداع اے عترت من الوداع +
زود زود لباس شما خواہند کند + سوزناک از فرقت من الوداع + دمبدم خواہید چون ابر بہار + گریہ کرد از حسرت من الوداع +
ابیات ہندی + آگئی اب نوبت ہماری الوداع + ال طاہرے دختر پیاری الوداع + عترت حیدر خدا حافظ کہ اب
چھوٹتے ہین ہم اپنے یاری الوداع + ہم اودھر جاوینگے اور تم دربدر + بس کروگی آہ و زاری الوداع + ہوگی آنکھون سے تمھاری رات دن
بارش ابر بہاری الوداع + دل ہے جویا وصال یار اب + ہجر نے حد جان ہاری الوداع + بعد کرنے جاودانی کے حضرت
امام برحق نے قبائے جامۂ مصری تن مبارک پر پہنی چست کی اور عمامہ شریف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر مبارک پہ
رکھا اور سپر حضرت امیر حمزہ سید الشہدا کی پیٹھ پر ڈالی اور ذوالفقار حیدر کرار کی حمائل کی اور نیزہ ہاتھ مین لیا اور گھوڑے پہ
کہ ذوالجناح اوسکا نام تھا سوار ہوئے اور قصد میدان کا کیا کہ پردہ نشینان حجلۂ عصمت اور طہارت کی رونے لگین اور رو رو کر
جان اپنی کھونے لگین کہ شاہزادے جہان واسطے جنگ اعدا کے تو جاتا ہے اور ہمکو تنہا چھوڑتا ہے آپنے فرمایا کہ مین نے تمکو خدا کے سپرد کیا
کہ وہ وکیل اور کفیل میرا اور تمھارا ہے وکفی باللہ وکیلا یہ کہکر میدان مین دشمنون کی صف کے روبرو ایستادہ ہوا اور نیزہ زمین مین گاڑ دیا
اور زبان عربی مین یہ رجز اس مضمون کا پڑھا **ابیات** + جد من خیر الورا افضلترین انبیا است + آفتاب اوج عزت شمع جمع اصفیا است +
منقبتہا پدر گر بر شمارم دور نیست + در مدیح لافتی و بدر بیج ہل اتی است + مادرم خیر النسا فرزند خاص مصطفی + بر کمال او کلام بضعة منی گواہ است +
و برادر گر بپرسی شاہ دین حسن + آنکہ سبط مصطفی و نور چشم مرتضی است + عم من جعفر طیار کاندر باغ خلد + دائما پرواز او تا آشیان کبریا است +
[illegible] این [illegible] + بخشش اصل نسب جملہ عالم گواست + [illegible] ستمگران کی اخلاق شما + بیوفائی و نفاق و حیلہ و مکر و خباثت +

جملہ فرزندان و خویشان عزیزان مرا — قتل کردید این چہ آئین است عیان حاجت است
اینہا ہمہ بلا کشیدن بالبتہ اید — کشتید درین کہ دمی ہم نہ بلبت ہے رات
تشنہ لب فرزند یاران من بی پیر و مم — در قیامت حضرت حق حاکم باشد ترا

ابیات ہندی

نانا ہمارا بلاشک سردار انبیا ہے
خورشید اوج عزت کونین کی ضیا ہے — در درج لافتی کا میرا پدر علی ہے
موج بحر ہل اتی کا بھی شاہ مرتضی ہے — خیر النسا ہے مادر شاہ حسن برادر
وہ پارہ ہمیر پیہ جان مصطفے ہے — میرا چچا ہے جعفر طیار نام اوسکا
پرواز اوسکی دایم تا عرش کبریا ہے — بیشک چچا پدر کا میرے امیر حمزہ
سید شہیدان سردار اتقیا ہے — مجھسا نسب نہین دیہہ جہان کے
اے اشقیا بتاؤ ہان کون دوسرا ہے — اے قوم ظلم پیشہ تم ہین ہمیشہ
حقوق و فا و حیلہ جور و ستم جفا ہے — تمنے کئے جو قتل فرزند خویش میرے
بھر فکر مین ہو میرے کس دین مین روا ہے — سارے گئے پیاسے اور مین بھی تشنہ اب ہون
جاونگا پیچھے مین جا کر وہان جدا ہے

پھر آپنے فرمایا کہ اے قوم تم اگر خدا جلت شانہ پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان لائے ہو تو مجھپر ستم اور ظلم کرنا روا مت رکھو اور پانی مجھسے بند نہ کرو کہ فردا عرصات قیامت مین میرا نانا اور باپ تمکو حوض کوثر سے پانی نہ دینگے پس تم مجھکو یا کسی طرف جانے دو یا میرے اہل و عیال کو پانی دو کہ مین قیامت کو تمسے کچھ خصومت اور جھگڑا نکرونگا اور جو تم اس حرکت سے باز نہین آتے تو خیر رضینا بقضاء اللہ تمام کے اور کوفہ کے لوگ یہ سنکر خدا کے غضب سے ڈرنے لگے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیکسی پر رونے لگے بختری ابن ربیعہ اور شیث بن ربعی اور شمر ذالجوشن کہ سگ سیرت اور پلید طینت تھے اندیشہ مین آئے کہ ایسا نہو کہ لوگ خوف الہی سے حسین علیہ السلام کو چھوڑ دین اور کام ہاتھہ سے نکل جاوے پس یہ تینون ملعون آگے آئے اور بر و برو حضرت امام حسین علیہ السلام کے کہا یا ابن ابی تراب قصہ کوتاہ کر اور تکبر سر سے نکال ڈال اور عبید اللہ ابن زیاد کے پاس حاضر ہو اور یزید کی بیعت قبول کر تو اس مہلکہ سے خلاصی پاوے اور جو تو یہ نہ مانیگا تو ہم پانی مطلق نہ دینگے اور تو تشنگی سے ہلاک ہو جاویگا حضرت امام برحق نے سنگدلی اور بیحیائی اونکی سے تعجب کیا **فائدہ** جاننا چاہیے کہ ارباب سیر کے لکھتے ہین اور یہ لکھنا اونکا حق ہے کہ اسمین کچھ شبہ اور شک نہین ہے کہ حضرت امام حسین فارس شعلہ بار آتش حرب کے تھے کہ مبارزان اور بہادران میدان کی حرارت اور گرمی جنگ اور رنگ اونکی سے گریزان تھے اور پہلوان عظیم الشان معرکہ کی قوت و شجاعت اونکی سے ترسان تھے اور حضرت امام برحق انجام کار اور مآل حال اپنے سے عالم اور واقف تھے اور حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے اس معرکہ سے خبرین پہلے بارہا دین تھین پس اوس قسم انجام کو بارہا فہمایش کرنا اور اپنی تشنگی اور بیکسی کا حال زبان مبارک پر لانا محض واسطے قائم کرنے حجت اور دلیل کے تھا اوس قوم پر کہ حق تعالی کے روبرو کوئی بات اپنی طرف عاید ہو وے اور شاید

کہ خدا تعالی کسی کو اس قوم مین سے توفیق اور ہدایت دیوے الغرض اوس حال مین بھی پیش نظر امت کی مغفرت تھی اور بجائی
امت کی آپکے دل سے سو سو کوس دور تھی کیا خوب شعر ہے **فرد** وہ جو حوصلہ ہے حسین کا نہ تو دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے
چلی اوسکے حلق پہ جب چھری کہا عاشقون کی یہ عید ہے القصہ عمر سعد نے بآواز اپنے لشکر سے پکاری کہ امام حسین کو بات کرنے دو اور جلد اسکا
کام تمام کرو ساری فوج عمر سعد کی خونریزی حضرت امام برحق کے قتل پہ مستعد ہو گئی اول سب سے تمیم بن قحطبہ کہ شام کا سردار مبارز نامدار تھا آپکے مقابل آیا
اور آپنے پہلے حملہ مین تیغ بیدریغ سے گردن اوسکی بدن سے جدا کردی کہ وہ گئی قدم پر جا کر پڑی فوج ساری تھی نیز ستی دیکھکر یہ اسان ہوئی اور کوئی
مقابل نہ آیا آخر کو یزید ابطحی آپکے مقابلہ مین نمودار ہوا اور وہ مبارز شام و عراق مین مشہور اور معروف تھا اور جلادت اور شجاعت
مین مصر اور روم تک اوسکی دھوم تھی پس اوسنے آتے ہی حضرت پہ حملہ کیا اور آپنے تلوار اوسکی خالی دیکر ایک ہاتھ تلوار آبدار کا کمر پہ ایسا دیا
کہ بدن اوسکا لکڑی کے مانند دو نیم ہو گیا پھر بسبب غلبہ عطش کے آپنے دریاے فرات کا قصد کیا کہ فوج مخالف آپ مین اور فرات مین
حائل ہوے اور آپنے مرکب اوٹھایا اور تیغ بیدریغ سے سر مخالفون کا مانند برگ خزان کے جھاڑا یہان تک کہ تمام فوج کو پراگندہ کر دیا
اور رستہ آب فرات کا کشادہ کیا اور دریاے فرات پہ پہونچے اور گھوڑا اپنا پانی مین ڈالا اور چلو مین پانی پینے کو اوٹھاکر
اور لب تک لا کر گرا دیا اور نہ پیا ایسا ہی بعضی کتابون مین لکھا ہے شاید کہ نہ پینے کی وجہ یہ ہوگی کہ آپکو تشنگی اہلبیت اور اہل و عیال
کی اوس وقت یاد آئی ہوگی اور تنہا پانی پینا مروت سے بعید سمجھا ہوگا القصہ آپ فرات سے نکلکر آپ اپنے خیمہ کی طرف تشریف لاے
لکھتے ہین کہ فرات سے خیمہ تک چار سو آدمی آپنے مارے پھر آپ اپنے خیمہ مین اوترے اور حضرت زین العابدین کو گلے لگایا اور
پیشانی پر اونکے بوسہ دیا اور سب اہلبیت کو وصیت اور نصیحت اور تشفی اور تسلی فرمائی روایت ہے کہ حضرت شہربانو نے
عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اس ملک مین غریب ہون سواے تیرے میرا کوئی نہین اور
تیری بہنین اور بیٹیان اولاد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہین کسی حلال زادے حرام زادے کو ان پہ دست قدرت نہوگا
سب طریقہ عزت کا انکے ساتھ نگاہ رکھینگے مگر مین کہ بیٹی یزدجرد بادشاہ کی ہون مبادا کہ دشمن قصد میرا کرین
تاکہ حرمت حرم محترم تیری کی نرکھین آپنے فرمایا اے شہربانو تو خاطر جمع رکھ اور غم نکھا کہ کسیکو تجھپر قدرت نہوگی اور کوئی
تیرا قصد نکریگا اور تو ہمیشہ عزت اور حرمت کے ساتھ رہیگی انشاء اللہ تعالی القصہ حضرت امام حسین نے ایک ایک کو اپنی اولاد
اور اہلبیت سے وداع کیا اور یہ وداع آخری تھی کہ پھر میدان سے پھر کر خیمہ کو تشریف نہین لائے اور اس وداع کے بعد زین العابدین کو
غش اسقدر ہوے روایت ہے کہ حضرت امام برحق خیمہ سے میدان کارزار مین آئے اور مبارز چاہا عمر سعد نے کہا کہ اے لوگو حسین

تحریر مین لاتا ہون اور ہواداران اہل بیت کو حال مختصر سناتا ہون وبالجملہ ارباب دل خراش اور ناقلان آثار جانخراش روایت کرتے ہین کہ
ریحان روضۂ رسالت یاسمن گلشن ولایت گلدستۂ باغ لافتی لالۂ شایستہ چمن ہل اتی یادگار خاندان نبوت گل گلزار دودمان فتوت
شہباز بلند پرواز اوج جلالت عنقا جانفزا قاف قناعت قمر برج شہسوار مضمار شجاعت ہزبر نیستان جرات شہامت شاہ شہزادہ
کونین شہید اکبر حضرت امام حسین علیہ من التسلیمات افضلہا ومن التحیات اکملہا جس گھڑی زخمون سے
چور رہے اور نشۂ شراب عشق مین مخمور ہوے پس آپنے ایک مقام مین توقف فرمایا اور ظالمون مردون نے آپکا قصد کیا لیکن قبائل عرب کے
آپکے قتل کرنے سے جی چھپاتے تھے اور اس کام کو ایک دوسرے پر حوالہ کرتا تھا اور وہ اوسکو اشارہ کرتا تھا اور وہ اوسکو اشارہ کرتا تھا کہ آپنے
ایک جام پانی کا طلب کیا کسینے آپکو لادیا اور وہ جام آپنے لبون سے لگایا اور چاہا کہ پانی نوش فرماوین پیشتر اس سے کہ ایک قطرہ پہنچے
حلق مبارک کے جاوے کہ حصین ابن نمیر نے آپکے دہن مبارک پر تیر مارا کہ ایک بوند پانی کی نصیب نہوئی پھر آپ وہان سے فرات کی
طرف روانہ ہوئے اور مخالفون کے تیرون کے نشانہ ہوئے اور آپ پے در پے حملہ فرماتے تھے کہ مخالف جان و جگر دوزخ کو جاتے تھے صواعق
محرقہ مین لکھا ہے کہ جس وقت حسین بن علی نے حملہ کیا شمشیر برہنہ ہات مین تھی اور یہ رجز پڑھتے تھے **ابیات عربی**

انا ابن علی الخیر من آل ہاشم + کفانی بہذا مفخرا حین افخر + وجدی رسول اکرم من مشی
ونحن سراج اللہ فی الناس یزہر + وفاطمۃ امی سلالۃ احمد + وعمی یدعی ذو الجناحین جعفر
وفینا کتاب انزل صادقا + وفینا الہدی والوحی یذکر + **ابیات ہندی** علی ہے فضل اولاد ہاشم
پسر اوسکا ہون مین جانے عالم + کفایت فخر یہ کرتا ہے مجکو + کہ جد میرا ہے افضل سب کا یارو + چراغ حق ہین خلق اللہ مین ہم
ہمارا جعفر طیار ہے عم + مری ماں فاطمہ ہے جان احمد + سراپا اوسمین ظاہر شان احمد + سنو قرآن ہوا ہم مین نازل
ہدایت وحی سب ہے ہم مین حاصل + اور وہ جو قوم حائل ہوتی درمیان اونکے اور درمیان پانی کے یعنی اگر بہ تقدیر کہ حضرت امام برحق کو پانی
ملتا اور غلبۂ تشنگی نہوتا ہرگز قادر نہوتے مخالف اوپر قتل اونکے کے اسواسطے کہ حضرت امام برحق بڑے شجاع اور بہادر تھے کہ ٹلنے والے اوس جگہ سے نہ
تھے اور جس وقت کہ آپکے ہمراہیون مین ایک بھی ان مین سے باقی نہ رہا اور جنت کو الٰہی جا چکے اور پھر آپ تنہا رہ گئے تو آپنے ایسے حملے کیے کہ مخالفون کے بچے شجاعون اور
بہادرون مین سے بہت سے مارے گئے یہان تک کہ حملہ کیا آپ پر جماعت کثیر نے اور قصد کیا حرم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تب آپنے اونکو پکارا کہ منع کرو جاہلون
اور نادانون کو کہ مستورات اور بچون کی طرف جانے سے پھر آپ پایا حملہ کرتے تھے اور اللہ دیتے تھے یہان تک کہ زخمون سے چور ہوئے اور زمین پر گرے یہان
سے مضمون صواعق کی عبارت کا ہے القصہ جب آپ گھوڑے سے جدا ہوئے اور زمین پر گرے ایک مرد دودمانی نے تیر آپکی پیشانی نورانی پر مارا کہ چہرہ مبارک آپکا

خواہش تمام رنج ہو گیا آپنے فرمایا کہ میں باین صورت اپنے جد و پدر سے ملاقات کرونگا اور سب ستمگاروں کی حکایات
کہونگا لکھا ہے کہ بیاسی یعنی چار بیسی اور دو زخم نیزہ اور تیر اور تیغ کے بدن مبارک پر لگے تھے کہ اوس وقت آپ بقبلہ بیٹھے اور
اپنے معشوق حقیقی کی مناجات میں مشغول ہوئے کہ ایک ایک دو دو ملعون سر مبارک کے جدا کرنے کے واسطے روبرو آتے تھے لیکن شرم
کہا کہا کر چلے جاتے تھے اور یہ کہتے تھے ایسا نہو کہ فردا قیامت کو خون حسین کا ہماری گردنوں میں ہووے ۔ فرد

سہل نیست خون آل احمد ریختن ۔ خاک غم بر فرق فرزند محمد ریختن

فرد ہندی

خون کرنا آل احمد کا نہیں ہے سہل کام ۔ خاک غم ڈالنا نہیں اوسکا فرق پر مدام

شمر علیہ اللعنۃ نے دیکھکر نعرہ مارا کہ اے لوگو اب توقف اور تاخیر کیا ہے کیوں نہیں سر کاٹتے ہو تم کہ اپنے
زرعہ ابن شریک نے آپکے دست مبارک پر زخم شمشیر کا دیا اور سنان ابن انس نخعی نے نیزہ پشت مبارک پر مارا کہ پار نکل گیا اور بدن شریف
آپکا زمین پر گر پڑا کہ خولی ابن یزید اصبحی اپنے گھوڑے پر سے اوترا چاہا کہ آپکا سر مبارک کاٹے کہ آپ نے تیز نظر سے اوسکی طرف دیکھا
پھر وہ ملعون لرزنے لگا اور یہ فعل قبیح اوس سے نہو سکا لیکن اوسکے بھائی کہ نام اوسکا شبلی ابن یزید ہے اور وہ گھوڑے سے
سینۂ مبارک پر چڑھ گیا کہ جیسے اہل کہتے ہیں سر مبارک کو تن مبارک سے جدا کیا اور ایک روایت یہ ہے کہ شمر نے وہ بھی اوس
سے آپکو ذبح کیا اور سر مبارک جدا کیا اور آپکے بدن مبارک پر گھوڑوں کو دوڑایا اور روح پر فتوح آپکی اعلی علیین میں
تشریف لیگئی قریب دو پہر کے جمعہ کے دن دسویں تاریخ محرم کی کہ سن ہجری اکسٹھ تھے اور عمر شریف آپکی چھپن یعنی چھ اوپر پچاس
برس اور کئی مہینے کی تھی اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن لکھا ہے کہ اوس وقت میں زمین لرزتی تھی اور شور و فغان آسمان میں
میں پہونچتا تھا اور جن و انسان اور جنگل کے سب حیوان نالہ اور زاری کرتے تھے اور آفتاب سیاہ ہو گیا تھا اور کارخانہ عالم کا تباہ ہو گیا تھا
اور اہلبیت کی زاری اور بیتابی اور بیقراری خارج از تقریر ہے

ابیات

اندرین غم نے ہمین جن و سما بگریستند ۔ کاہل عالم از ثریا تا ثری بگریستند
آفتاب و ماہ و عرش و کرسی و لوح و قلم ۔ در غم شاہ شہید کربلا بگریستند
در ہوا آن لب محروم از آب فرات ۔ ماہی اندر آب و مرغ اندر ہوا بگریستند
در قصور جنت الفردوس حوران سر بسر ۔ از برائے خاطر خیر النسا بگریستند
اولیا گشتہ بہر مرتضی زاری کنان ۔ انبیا با تفاق مصطفی بگریستند

ابیات ہندی

آہ اوس دن فقط ارض و سما روتے تھے ۔ لے شریکے سبھی یہ شجر روتے تھے
عرش و کرسی خورشید و فلک لوح و قلم ۔ بہر فرزند نبی خیر و را روتے تھے
حور عین گریاں فاطمہ کے ہمرہ تھین ۔ انبیا ساتھ محمد کے حیدر روتے تھے
اولیا غم شبیر میں حیران ہوکر ۔ ہمرہ شاہ ہمان شیر خدا روتے تھے
روح جن و ملک و آدم و انعام تمام ۔ ماہی آب سے تا مرغ ہوا روتے تھے

القصہ بعد شہادت شاہزادہ کونین کے شمر مردود اور کئی مطرود خیمہ گاہ کی طرف گئے اور تمام اسباب جو کہ تھا سب لوٹ لیا لیکن بسبب حفاظت

اور حمایت الٰہی کے مستورات کی طرف نہیں گئے چاہتا تھا کہ حضرت امام زین العابدین کو قتل کرے اور تلوار کھینچ کر قصد کیا ہی تھا
کہ حضرت حمید ابن مسلم نے ہاتھ اوس ملعون کا پکڑ لیا اور اس حرکت سے منع کیا کہ یہ لڑکا خود بیمار ہے اور بیچارہ ناتوان ہے

فصل

جاننا چاہیے کہ جس وقت شہید ہوئے حضرت امام حسین کربلا میں کہ عراق کی زمین سے متصل کوفہ کے ہے اور وہ طرف بھی ہے عالم میں گویا قیامت
برپا ہوئی اور عجائب اور غرائب نشانیاں ظاہر ہوئیں صواعق محرقہ میں لکھا ہے اون نشانیوں میں سے ہے کہ روز شہادت حسین ابن علی
کے ہویدا اور آشکارا ہوئیں تھیں ایک یہ ہے کہ دنیا میں تاریکی اور اندھیرا چھا گیا تھا اور آفتاب سیاہ ہو گیا تھا کہ دنکو ستارے دکھائی
دیتے تھے اور تمام جہان میں جس جگہ سے پتھر اوٹھاتے تھے نیچے سے خون سرخ تازہ نمودار ہوتا تھا اور آسمان سرخ ہو گیا تھا بسبب قتل
امام مظلوم کے اور ایسی حالت درپیش آئی تھی کہ لوگوں کو یہ گمان تھا کہ قیامت برپا ہوئی عثمان ابن شیبہ سے روایت ہے کہ اوس دن
سے لیکر سات دن تک بعد اوسکے آسمان کے رنگ کی یہ حقیقت رہی کہ اوسکے رنگ سے دیواریں مکانوں کی ایسی سرخ دکھائی دیتی تھیں
کہ گویا لحاف ہیں کسم میں رنگے گئے اور ستارے بیشمار ٹوٹتے تھے اور آپس میں ایک پر ایک پڑتا تھا ابن جوزی سے روایت ہے کہ تین
دن تک دنیا اندھیری رہی یعنی ظلمت اور سیاہی چھائی رہی بعد تین دن کے ظاہر ہوئی سرخی آسمان پر اور برسا لہو آسمان سے
اور کپڑے کسو کسو کے کہ اوس لہو سے سرخ ہو گئے تھے سرخی اونکی دھوتے دھوتے اور پھٹتے پھٹتے بھی نگئی قتل کے دوسرے دن صبح کو لوگوں نے
پانی کے برتن لہو سے بھرے پائے اور ایک روایت ہے کہ مانند لہو کے آسمان سے برسا اوپر گھر اور دیواروں کے خراسان میں اور شام میں اور
کوفہ میں اور روایت کرتا ہے ثعلبی کہ آسمان اوس حادثہ سے رویا اور رونا اوسکا سرخ ہونا اوسکا ہے اور کنارے آسمان کے
سب طرف سے چھ مہینے تک اوسی دن سے سرخ رہے پھر اوسکے بعد ہمیشہ سرخی آسمان پر دکھائی دیتی ہے ابن سیرین کا قول ہے
کہ روایت پہونچی ہے ہمکو اس قدر کہ سرخی شفق میں جو اب ہے پہلے قتل حسینؑ سے نتھی یعنی یہ سرخی آسمان پر شفق میں اوسی دن سے ہے
کہ جس دن حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے ابن جوزی نے کہا ہے اسمیں یہ حکمت ہے کہ آدمی جب غضب میں اور غصہ
میں ہوتا ہے تو اوسکا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور حق تعالیٰ جسم اور نقش اور چہرہ سے منزہ اور پاک ہے پس حق تعالیٰ
نے اثر اپنے غضب اور غصہ کا اوپر قتل حسینؑ کے یہی ظاہر کیا اوپر آسمان کے کنارے کے تاکہ ظاہر ہووے کہ قتل
حسین کا ایسا بڑا گناہ ہے کہ اونکے قتل پر غضب اور غصہ خدا کا ہمیشہ ہے اور قیامت تک مدام رہے گا اور کہا ابن جوزی
نے کہ عباس چچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جبکہ جنگ بدر میں قید ہوگئے تھے تو اونکی آہ وزاری کی آواز سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو نیند نہ آئی تھی پس کیونکر آرام و چین ہوا آنحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

آہ وزاری حسینؑ کے اور جس وقت وحشی قاتل امیر حمزہ کا اسلام لایا اور مسلمان ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا وحشی کو کہ میرے
روبرو نہ آیا کر اور منہ اپنا مجھسے چھپایا کر مین دوست نہین رکھتا اس بات کو کہ دیکھون دوستون کے قاتل کو اور حالانکہ بسبب اسلام کے پہلے گناہ
جھڑ جاتے ہین اور آدمی پاک صاف ہو جاتا ہے گویا کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحشی کی صورت دیکھتے
تھے پس کیونکر گوارا ہو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنا اوس شخص کا کہ جسنے ذبح کیا حسین علیہ السلام کو یا حکم کیا ہو اونکے قتل کیواسطے
اور چڑھایا ہو حسینؑ کے اہلبیت کو اور حسینؑ کے قتل کے دن جن اور پری نے آپکی شان مین مرثیے کہے ہین اور پریون نے نوحہ وزاری
اس غم مین کی ہے چنانچہ تہذیب التہذیب مین اور مفتاح النجاح مین اور کتابون معتبر مین لکھا ہے کہ آسمان کی طرف سے پریون کے
نوحہ اور مرثیہ کی آواز آتی تھی ایک بیت پریون کے مرثیہ کی یہ ہے **فرد عربی** مسح الرسول جبینہ فلہ بریق فی الخدود
ابواہ من علیا قریش جدہ خیر الجدود مضمون اس بیت کا یہ ہے **ابیات** ہاتھ پھیرا تھا محمدؐ نے جبین پر مدام
اوسکی پیشانی پہ تھا اسلیے وہ نور تمام اوسکے رخسار کو چمکارہ تھا اوسکا نور نورسے اوسکے منور تھا دل خاص و عام والدین اوسکے عرب مین افضل ہمیشہ
اوسکا نانا ہے کہ سکا جو کہ ہو خیر الانام
لکھا ہے کہ گھوڑا حضرت امام حسین علیہ السلام کا خون آلودہ خیمہ اطہر کی طرف آیا ہے
اور اہلبیت نے اوسکو بے سوار تنہا دیکھکر شور و فغان مچایا ہے اور اوس گھوڑے نے ہر طرف دوڑ کر پھر اپنے
سر کو زمین پر اتنا ٹپکا کہ روح ناتوان اوسکے تن نیم جان سے نکل گئی روایت کی ترمذی نے کہ دیکھا ام سلمہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
یعنی جس دن کہ حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے اوسی دن شہر مدینہ مین حضرت ام سلمہ نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت
روتے ہین گرد و غبار ریش مبارک پر اور سر مبارک پر پڑا ہوا ہے ام سلمہ کہتی ہین کہ مینے پوچھا حضرت سے یعنی یہ کیا حال ہے یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پس آپنے فرمایا کہ قتل کیا گیا حسینؑ ابھی اسی وقت اور اسیطرح دیکھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہر مدینہ مین بیچ
خواب کے ابن عباس نے کہ چہرہ مبارک اور موے شریف آپکا گرد آلودہ ہے اور بال پراگندہ و پریشان ہین اور دست مبارک مین
ایک شیشہ ہے کہ اوس مین خون بھرا ہوا ہے عبد اللہ ابن عباس کہتے ہین کہ مینے پوچھا آنحضرت صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے یعنی ماں باپ میرے تجھپر فدا ہوون یہ کیا حال ہے یا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپنے فرمایا کہ یہ خون حسینؑ کا
ہے اور اوسکے ساتھ والون کا کہ آج صبح سے اسوقت تک مینے چنا ہے اور شیشہ مین رکھا ہے پس ابن عباس
وغیرہ نے جو دریافت کیا تو وہی دن تھا قتل حسینؑ کا کہ جس دن یہ خواب دیکھا تھا روایت ہے ام سلمہ سے کہا
کہ جس دن شہید ہوئے حسینؑ اوس دن رات کے وقت غیب سے مینے آواز سنی تھی کہ کوئی یہ کہتا ہے **ابیات**

ایها القاتلون جهلا حسینا   ابشروا بالعذاب والتذلیل   قد لعنتم علی لسان داود

وموسی وحامل الانجیل کہ شعر یہ اوسکا یہ ہے

ابیات

اتی قاتلان ابن نبی جاہلان شام
خویش بعذاب وفات ولعنت تمام
موسیٰ اور عیسیٰ و داؤد نے تمہین
بھیجا ہے تو یہ تحفہ لعنت بصبح و شام

پس روئی ہین اور کھولا ہین آپکی شیشے کو یعنی اوس شیشہ کو کہ جسمین مٹی اور کنکر دیئے گئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ام سلمہ جس دن کہ لہو ہو جاوینگے وہ دن بہت سخت اور بڑی مصیبت کا ہوگا ام سلمہ کہتی ہین کہ جوان ہین مین نے اوس شیشہ کو کھول کر دیکھا تو وہ مٹی اور کنکر لہو ہو گئے تھے روایت ہے کہ ام سلمہ نے جنون کا نوحہ اور آہ وزاری سنی اور روئین یہانتک کہ غش مین ہو گئین الغرض بہت کتابون مین اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ دن عاشورے کا جس دن حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے ہین عجب دن تھا کہ آسمان و زمین اوس دن روئے ہین اور پیغمبرون کی روحون نے اور زمرہ ملایک مقربین نے ساتھ روح پاک سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گریہ وزاری کی ہے اور بہشت کی حورون نے اور عالم کی پریون نے ساتھ روح مطہر حضرت فاطمہ زہرا کے غم و الم اور بیقراری کی ہے اور مچھلیون نے بیچ دریا اور جانورون نے بیچ ہوا کے فریاد و فغان اوٹھائی ہے اور انسان اور جن اور سارے جہان کا ظالم فساد اوس دن انکی تصویر عیش عشرت کی اور مثال سرور اور فرحت کی مٹائی ہے

ابیات

حسینے کان نبی را نور دین ست
جہان تاریک بے نور ست امروز
نہ تنہا گریہ عاشور ست امروز
بدست خصم مجبور ست امروز
بریدہ حلق تشنہ جگر خون
سر از تن تن ز سر دور ست امروز
رخی چون آفتاب اے دریغا
بتیغ تیغ مستور است امروز

ابیات ہندی

دلا جان تو آج عاشور ہے
جہان ہے سیہ روز بے نور ہے
علی کا پسر نور چشم نبی
نبیت آج مظلوم و مجبور ہے
یہ اعدا نے احوال اوسکا کیا
کہ تن سر سے اور تن سے سر دور ہے
ورخ اوسکا آفتاب
بتیغ تیغ آج مستور ہے
کیا ظلم ایسا اوسکا
مسلمان وکافر یہ دستور ہے

ایضاً

روز عاشور ست
واندرین ماتم بپلاس عجز در گردن کنید
چاک سازید غم شاہ شہید ای مومنان
روز عاشورہ تاج کبر سر
ہان بپلاس عجز اس ماتم مین
جیب جان کو چاک اس غم سے کرکے
زینب جیب چشم کو دامن اپنے پر کرو

فائدہ

جاننا چاہیے کہ جب ظالمون نے خیمہ اطہر کو اور اسباب کو غارت کیا اور لوٹ لیا پس تھیلیان دینار کی کہ لوٹ کر لے گئے تھے اونکو کھولا کہ آپسمین تقسیم کرین اور بانٹ لین جب ان ہین کہ کھولا گیا دیکھتے ہین کہ وہ دینار ٹھیکریان ہو گئی ہین اور بجائے سکہ کے ایک طرف یہ آیت لکھی ہوئی ہے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ یعنی قریب

جاوینگے ظالم اور دیکھینگے کہ کس طرح اولٹ پلٹ جاوینگے اور دوسری طرف یہ آیت لکھی ہے **وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ** یعنی اے لوگو مت جانو تم کہ خدا غافل ہے ظالموں کے عمل اور فعلوں سے یعنی ظلم کی سزا اونکو دیگا اور مظلوم کی داد اون سے لیگا اور غلہ جو لوٹ کر لے گئے تھے راکھ ہو گیا تھا اور اونٹ جو لیکر ذبح کیے تھے گوشت اونکا کڑوا زہر ہو گیا تھا **فصل** جاننا چاہیے کہ عاشورے کے دن عمر سعد نے سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا خولی ابن یزید کے سپرد کیا کہ کوفہ میں عبید اللہ ابن زیاد کے پاس لیجاوے اور آپ اوسنے اوس دن اور اوسکے دوسرے دن کربلا میں مقام کیا اور اپنے لشکر کی لاشون کو جمع کیا اور اوپر نماز گذاری اور دفن کیا اور تن مبارک حضرت امام حسین کا اور سب شہیدون کا صحرائے کربلا میں درمیان خاک و خون کے پڑا رہا اور سب شہیدون کے سر تن سے جدا کر لے موافق ایک روایت کے تن شہیدون کے صفر کی بیسوین تک اسی طرح جنگل میں پڑے رہے اہلبیت نبی نے دمشق سے پھرتے ہوئے دفن کیے اور اہلبیت کی بیبیون کو اونٹون پر سوار کیا بارھوین تاریخ محرم کی وہ مردود یعنی عمر سعد ساتھ اپنے جاہ و حشم کے قافلہ اہلبیت کو اور شہیدون کے سر نیزون پر رکھ کر کربلا سے کوفہ کو لیچلا اور حال مستورات اہلبیت کا اس گنہگار سے رقم نہین ہو سکتا لیکن یہ یقینی جاننا چاہیے کہ وہ اہل بیت طہارت اور آل و عیال رسالت پناہ کنف حمایت پروردگار کے اور پیچ سراپردہ غیرت حضرت جبار کی محفوظ اور مصون تھے کہ کسو مردود اور مطرود کی [illegible] فاسد کا اور نظر بد کا اون تک گذر نہ ہو سکتا تھا **فائدہ** جاننا چاہیے کہ بیچ احوال حضرت شہربانو کے تین روایتین اس بندہ [illegible] کی نظر سے گذری ہین ایک یہ کہ بموجب وصیت حضرت امام حسین کے شہربانو بعد قتل حضرت امام حسین اسپ ذوالجناح پر کہ آپکی سواری کا گھوڑا تھا سوار ہوئین اور وہ گھوڑا جنگل کو چلا گیا بعد اوسکے کسو یہ حال نہین معلوم کہ وہ گھوڑا کیا ہوا اور شہربانو کہان گئین اور روایت دوسری یہ ہے کہ کوئی شخص اونکے وطن کا اونکو ہمراہ اپنے اونکے وطن مین لیگیا اور ملک نوشیروان مین اونکے گھر پہونچا دیا اور روایت تیسری یہ ہے کہ حضرت شہربانو اہلبیت نبوی مین سوار ہین اور اہلبیت سے کبھی جدی نہوئین [illegible] صحیح ہے واللہ اعلم بالصواب **القصہ** جب قافلہ اہل حرم کا ساتھ اہل ستم کے کربلا سے کوفہ کو چلا اثنائے راہ مین شہیدون کی لاشون پر گذر ہوا اور مخدرات حجرات عصمت نے تن بے سر خاک مین افتادہ دیکھے نالہ و زاری و فریاد و بیقراری اہلبیت کی اوس وقت اس قدر تھی کہ امکان نہین کہ تقریر اور تحریر مین سماوے اور اثنائے راہ مین بعضے لوگ مخالفون مین از کردہ خود پشیمان ہو کر روتے تھے حضرت امام زین العابدین نے اونکو دیکھکر فرمایا کہ یہ جو روتے ہین اونسے کوئی پوچھے کہ میرے باپ اور بھائیون اور چچاؤن کا قتل

کیون کیا ہے یعنی آپ ہی تو قتل کیا ہے اور آپ ہی روتے ہین عجب قوم ستمگار غدار ہین القصہ بعد روانگی اہل حرم اور اہل ستم کے
کربلا سے کوفہ کی طرف موافق ایک روایت کے لوگ ایک گانو کے کہ نام اوسکا غاضریہ ہے یا غاضریات ہے کربلا مین آئے اور لاشین شہیدون کی
اوس سرزمین مین دفن کین بارھوین یا تیرھوین تاریخ محرم کی الغرض غلغلہ کہ پہلے سب سے سر مبارک حضرت امام برحق کا کوفہ کو لیگیا تھا
ابن زیاد نے اپنے دربار عام مین وہ سر مبارک لیکر اپنے روبرو ایک لگن مین رکھا حضرت انس نے کہا اور وہ اصحاب رسول اللہ سے ہین
اور اوس وقت ابن زیاد کے دربار مین بیٹھے تھے کہ حسین ابن علی بہت مشابہت رکھتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور جسوقت
انس روئے لکھے ہین کہ ریش مبارک حضرت امام حسین کی خضاب کی ہوئی تھی ساتھ وسمہ کے یا خضاب کے روایت ہے ترمذی سے کہ اوس وقت
ایک چھڑی ابن زیاد بدبخت کے ہاتھ مین تھی اور اوس چھڑی کو مارتا تھا حضرت امام حسین کے دندان مبارک پر اور اوس چھڑی کو لگاتا تھا
بینی مبارک سے اور اندر بینی کے اور کہتا تھا نہین دیکھا مین نے ایسا حسن اور البتہ حسین کے دانت خوب تھے روایت ہے ابن ابی الدنیا سے
کہ اوس وقت نزدیک ابن زیاد کے زید بن ارقم تھے کہ پیر مرد تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اونھون نے فرمایا کہ اوٹھا لے
تو اپنی چھڑی کو لب و دندان حسین سے یعنی بے ادبی اس سر مبارک کے ساتھ مت کر پس خدا کی قسم بارہا دیکھا ہے مین نے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بوسہ دیا کرتے تھے درمیان اون دونون لبون کے یہ کہکر زید بن ارقم رونے لگے پس کہا ابن زیاد نامراد نے کہ رولاوے خدا تجھکو
تیری آنکھون کو اے بڈھے اگر تو بوڑھا اور بے عقل نہوتا تو مین تجھکو گردن مارتا پس زید بن ارقم کھڑے ہوگئے اور کہا تم غلام اور بردے
ہوگئے اے آدمیو آج سے بعد کہ تمنے قتل کیا فرزند فاطمہ کو اور امیر اور حاکم کیا تمنے مرجانہ کے بیٹے کو یعنی ابن زیاد کو قسم خدا کی کہ تمنے
اچھون کو تمنے قتل کیا اور بدون کی اور بد ذاتون کی تمنے فرمانبرداری قبول کی پس عقل سے دور ہے اوس شخص کو کہ پسند کرے ذلت کو اور عار کو
پھر کہا زید بن ارقم نے کہ اے ابن زیاد حدیث کرتا ہون مین اور سناتا ہون تجھکو وہ بات کہ بہت ناخوش ہو تو اوس سے زیادہ
غصہ مین لاوے وہ بات تجکو وہ یہ ہے کہ مین نے دیکھا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ بٹھایا تھا اپنی داہنی ران پر حسن کو اور بائین
ران پر حسین کو پھر رکھا تھا دست مبارک دونون کے سر پر اور کہا تھا خدایا مین سپرد کرتا ہون دونون کو تجھے
اور تیرے نیک بندون کے پس کیا کیا تو نے امانت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کہ تھی وہ امانت تیرے پاس اے ابن زیاد
روایت ہے کہ جس وقت سر مبارک حضرت امام حسین کا ابن زیاد کے مکان مین لائے ہین تو اوس وقت اوس مکان
کی دیوارون مین سے خون جاری تھا روایت ہے کہ جس وقت رکھا گیا سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا
روبرو ابن زیاد بدنہاد کے تو اوس وقت قاتل حسین علیہ السلام یعنی سنان بن انس نخعی اسکا نام کا

انعام مانگنے ابن زیاد بد اعتقاد کے پاس آیا اور یہ بیتین پڑھین **ابیات عربی** املأ رکابی فضۃً و ذھبا

فقد قتلت الملک المحجبا | و من صلی القبلتین فی الصبا | قتلت خیر الناس اما و ابا

وخیرھم اذ ینسبون نسبا | فی ارض نجد و حرما و یثربا | **ابیات ہندی** رکاب اوس شخص کی سونے روپے سے بھر دو

کہ قتل اوسنے کیا ہے شاہ عالیجاہ وہ ایسا | نمازین دونون قبلون کی طرف پڑھتا تھا بچپن مین | کہ اوس سا نہیں کوئی ہے دیگر سید اتقی | کیا ہے قتل اوسنے وہ کہ جسکی ماں باپ تھے

بزرگ و برتر اولاد آدم کون ہے ویسا | حرم مین نجد مین یثرب مین بلکہ سارے عالم مین | نہ اوسکا نسب مین کوئی ہے نہ دیکھا | پس غضب اور غصہ مین آیا ابن زیاد

یہ بیتین سنکر کہا اگر تو حسین کو ایسا شریف اور بزرگ جانتا تھا تو کیون تونے اوسے قتل کیا ابن زیاد نے یہ کہکر کہا قسم خدا کی تو

مجھسے خیر کو نہ پہونچیگا اور تجکو بھی اوسکے پاس پہونچاتا ہون مین پھر ابن زیاد نے اوسکی گردن مارنے کا حکم دیا کہ وہ دوزخی درکات

جہنم مین پہونچا **فصل** جاننا چاہیے کہ یہ معاملات کوفہ مین ہو رہے تھے کہ اس اثنا مین عمر سعد قافلہ حرم کا ساتھ لیکر کوفہ مین آیا

اور اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روبرو ابن زیاد کے لے گیا نظر ابن زیاد کی حضرت زین العابدین پر پڑی پوچھا یہ کون ہے

کہا یہ علی فرزند حسین کا ہے کہ بیمار ہے اوس موذی نے کہا کہ اسکو بھی گردن مار دو کہ اسمین حضرت زینب حضرت زین العابدین کے

بدن سے چمٹ گئین اور سپر ہو گئین اور کہا کہ پہلے مجھکو قتل کر لو تو پھر اس لڑکے کو قتل کرنا اور حضرت زین العابدین نے فرمایا کہ خداتعالی کی راہ مین

قتل ہونا اور سر دینا ہماری میراث اور عادت ہے اور کرامت شہادت کی ہمکو حاصل ہوئی یہ اللہ کی ہمپر بڑی عنایت ہے اور حضرت

زینب نے ایسے سوال و جواب سخت اوس مردود کو کیے کہ وہ اس سے اوٹھ گیا اور کہا کہ زینب کیسی سخن الیسی لسان ہے کیون نہو بیٹی مرتضی علی کی

کہ وہ بہادر اور شاعر تھا اور اپنے ملازمون سے کہا کہ مجکو اس گفتگو سے نجات دو کہ ان لوگون کو فلانے محل مین

فلانے گھر مین اوتارو اور ملازمون نے موافق اوسکے حکم کے عمل کیا لکھتے ہین کہ ابن زیاد نے ابو برزہ کو بلایا کہ وہ پیغمبر

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب مین سے ہین اور اون سے پوچھا کہ میرا حال اور حسین کا حال دن قیامت کے

کیا ہوگا اونھون نے کہا خداتعالی جانے کہا جو تیری خاطر مین گذرتا ہے کہدے اونھون نے کہا اتنا جانتا ہون

کہ شفاعت کرنے والا حسین علیہ السلام کا اور بیکار نانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونگے

اور شفاعت تیری کرنے والا باپ تیرا ہوگا زیاد **لطیفہ** اس نقل مین یہ ہے کہ زیاد حرامی ہے

اور یہ بات مشہور اور معروف ہے ابن زیاد یہ رمز سمجھ گیا اور غصہ مین آیا اور کہا کہ قسم خدا کی اے ابو برزہ

اگر تو میرے سایہ حمایت مین نہوتا تو مین تجکو گردن مارتا اور احوال ابن زیاد کی غلیظت اور حرامزدگی کی

کتابون مین بہت لکھی ہین کہ اس رسالہ مین گنجایش اونکے لکھنے کی نہین ہے القصہ ابن زیاد بدنہاد نے حکم دیا کہ سر مبارک حضرت امام حسین کا اور سر سب شہیدون کا نیزون اور برچھیون پر رکھکر کوفہ کے شہر مین گشت کرو لکھا ہے کہ اسلام مین اول سر کہ نیزہ پر رکھا گیا ہے وہ سر مبارک حضرت امام حسین کا ہے کہ یہ رسم کبھی کسی ظالم نے نہین کی تھی **فرد**

سر فرزند ارجمند نبی | بر سر نیزہ بود العجبی

فرد ہندی

فرزند ارجمند نبی کا سر شریف | نیزہ کے سر پہ ہو نہایت عجب ہے

زید بن ارقم نقل کرتے ہین کہ جس وقت سر مبارک شاہزادہ کونین حضرت امام حسین کا نیزہ پر رکھکر کوچون اور گلیون مین پھراتے تھے مین اپنے کوٹھے کی کھڑکی مین بیٹھا تھا کہ سر مبارک جب اوس کھڑکی کے پاس آیا تو مین نے دیکھا کہ زبان مبارک پر آیت کلام اللہ کی جاری ہے اور آواز پڑھنے کی چلی آتی ہے اور لب مبارک ہلتے ہین اور وہ آیت یہ ہے **اِنَّ اَصْحَابَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیَاتِنَا عَجَبًا** حاصل معنی آیت کا یہ ہے کہ حق تعالے فرماتا ہے تحقیق اصحاب کہف ہماری قدرت کی نشانیون سے تعجب کرنے والے تھے کہ حق تعالے نے بادشاہ کافر کے ہاتھ سے انھین بچایا اور ایک پہاڑ کی کھو مین چھپایا کہ وہان کسیکا گذر نہین اور سالہا سال اونکو سولایا اور بعد سالہا سال کے پھر اونکو جگایا جب وہ جاگے تو اونھون نے جانا کہ اب تھوڑی دیر کے بعد جاگے ہین پھر جو معلوم کیا اونھون نے تو کیا دیکھتے ہین کہ زمانہ ہی اور ہے اور چلن ہی کچھ اور ہے اور بادشاہ اور ہے نہ وہ بادشاہ نہ وہ زمانہ نہ وہ دین و آئین پس اصحاب کہف نے خدا کی قدرتون کو دیکھکر تعجب کیا زید بن ارقم کہتے ہین کہ جب مین نے یہ آواز سر مبارک مین سے سنی تو ہیبت سے بال میرے بدن پر کھڑے ہوگئے اور کہا مین نے کہ واللہ یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امر تیرا سب سے زیادہ تعجب کا مقام ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ اپنی کوٹھے کی کھڑکی مین بیٹھے ہوئے کلام اللہ پڑھتے تھے اور یہ آیت اوس وقت تلاوت کرتے تھے کہ سر مبارک کھڑکی کے پاس پہنچا اور سر مبارک مین سے یہ آواز آئی کہ **اَمْرِیْ اَعْجَبُ فَاَعْجَبُ** یعنی امر میرا عجیب ہے اور سب سے زیادہ تعجب کی جگہ ہے زید بن ارقم نے سنکر کہا سچ فرماتا ہے تو یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا سب سرون کے بیچ اس وجہ سے تھا جیسے چاند چودھوین رات کا ہوتا ہے ستارون مین اور خوشبو گیسوے مبارک کی مشام جان مین پہونچتی تھی خوشتر عنبر و مشک سے **فرد**

بوی جان می آید از باد صبا این چہ بوست | مشک را این بو نباشد نکہت گیسوی اوست

فرد ہندی

بوے جان باد صبا سے چلی آتی ہے | اوسکے گیسو کی یہ بو مشک مین ہو یہ کہان

القصہ بعد اسکے ابن زیاد نے اہل بیت کو قیدیون کے مانند اور سب سرون کو ہمراہ شمر ذی الجوشن کے ساتھ

پانچ ہزار سوار کے یزید پلید کے پاس بھیجا اور شام اور دمشق کی طرف کہ وہان یزید تھا یہ قافلہ روانہ ہوا لکھتے ہین کہ ہر
منزل مین کرامت سر مبارک سے ظاہر ہوتی تھی صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ جب وہ لوگ کوفہ سے چلے تو پہلی منزل
مین جسجگہ مقام کیا اور سر مبارک کو لیکر پینے لگے گلیون اور کوچون مین ایک دیوار مین سے ہاتھ نمودار ہوا اوس ہاتھ مین
لوہے کی قلم تھی اور اوس ہاتھ نے ایک سطر لکھی خون سے پس وہ لوگ سر مبارک کو چھوڑ کر مارے خوف کے بھاگ گئے اور وہ سطر
یہ بیت تھی **فرد** ❖ اترجوا امة قتلت حسینا ❖ شفاعة جده یوم الحساب کہ مضمون اوسکا یہ ہے
ابیات ❖ ہم ایا کس سے رکھینگے وہ امید ❖ جنھون نے ہے کیا شبیر کو قتل ❖ کہ جد اوسکا شفیع اونکا بھی ہوگا
شفاعت کو بڑا ہے عفو مین دخل ❖ غرض ہوگی نہ وہان اونکی شفاعت ❖ یہی ہے اوس قوم کی امید بے اصل ❖ منصور ابن عمار سے یہ ایک روایت
ہے کہ یہ بیت پائی گئی لکھی ہوئی ایک پتھر پر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت سے تین سو برس
کہ اوسکی تاریخ کتبہ سے معلوم ہوا اور یہ بیت لکھی ہوئی ہے ایک کنیسہ مین روم کی زمین مین اور کوئی نہین
جانتا کس نے لکھی ہے اور ایک روایت ہے کہ اون دنون مین کوئی شخص اپنا مکان بناتا تھا ایک جگہ جو زمین کھودی
تو وہان سے ایک لوح یعنی تختی نکلی کہ اوس پر یہ بیت لکھی ہوئی تھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ہاتھ سے یعنی کتابت اوسپر
حضرت ابراہیم ع کا تھا صواعق مین لکھا ہے کہ وہ لوگ کہ حضرت امام حسین ع کا سر مبارک لیے جاتے تھے معمول اونکا یہ تھا
کہ مقام کرتے تھے سر مبارک کو نیزہ پر رکھکر اوسکی چوکی پہرہ تعینات کرتے تھے اور بہت محافظت کرتے تھے ایک منزل مین
ایسا اتفاق ہوا کہ مقام ہوا ایک دیر کے پاس کہ وہان ایک راہب رہتا تھا یعنی ایک عبادتگاہ نصاری کی تھی جیسے کہ
جنگل مین دہرہ اور تکیہ فقیرون کا ہوتا ہے اور اوسمین ایک عبادت کرنے والا سرگروہ رہتا تھا اور اوسکے خادم اور چیلے
بہت تھے پس اوس راہب نے پوچھا یعنی یہ کون لوگ ہین اور کیسے یہ سر ہین پس لوگون نے مفصل یہ قصہ بیان کیا
راہب نے کہا یہ حرکت کرنے والی بری قوم ہے اگر عیسی کا کوئی بیٹا ہوتا تو ہم اوسکو اپنی آنکھون پر رکھتے پس
تم بری قوم ہو دس ہزار دینار مین تمکو دیتا ہون جو تم آج کی رات یہ سر مجھکو دو رات بھر کے واسطے وہ لوگ کہ سر مبارک کے
نگہبان تھے راضی ہو گئے اور سر مبارک ایک رات کے واسطے اوس راہب کے حوالہ کیا اوس راہب نے سر مبارک کو غسل دیا اور خوشبو لگائی
اور اپنی گودی مین ساری رات رکھا اور صبح تک دیکھ دیکھ کر سر مبارک کو اور چہرہ منور کو روتا رہا جب صبح ہوئی وہ راہب
اور اوسکے سب چیلے اسلام لائے اور مسلمان ہوگئے اسواسطے کہ دیکھا رات کے وقت ایک نور کہ سر مبارک سے آسمان تک

پہونچا تھا کہ اوس سے زمین و آسمان روشن تھا اور وہ راہب اور اوسکے خادم شرف اسلام کر کر اوس دیر مین سے نکلے اور ہمیشہ
خدمت اہلبیت کی اونکا پیشہ رہا روضۃ الاحباب مین لکھا ہے کہ ایک منزل مین یحیی یہودی نے اس قافلہ کو دیکھا
اور نظر اوسکی اوپر سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کے پڑی دیکھا کہ لب جنبش کرتے ہین پاس آیا سنا کہ یہ آیت پڑھتے ہین
وَسَیَعْلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَنْقَلِبُونَ یہ حال دیکھکر بہت تعجب کیا اور پوچھا کہ یہ سر کسکا ہے کہا کہ
حسینؑ ابن علی کا پوچھا ماں اسکی کون ہے لوگون نے کہا فاطمہ بنت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا کہ یہ قیدی کون ہین کہا
کہ یہ حسینؑ کے اہل بیت ہین وہ یہودی سنکر بہت رویا اور کہا کہ اگر اسکے نانا اور باپ کا دین حق نہوتا تو یہ کرامت
اسکے سر سے ظاہر نہوتی یہ کہکر کلمہ شہادت کا پڑھا اوسی وقت مسلمان ہوا عمامہ اپنا ٹکڑے ٹکڑے کر کے اہل بیت
کی بی بیون کو بھیجا اور پیراہن خز کا کہ پہنے ہوئے تھا اوتار کر ساتھ ہزار درم کے نزدیک حضرت امام زین العابدینؑ کے بھیجا
موکلون اور نگاہبانون نے اوسکو بہت سرزنش کی اور برا بھلا کہا اور درپے اوسکی بیحرمتی کے ہوئے یحیی کہ جو ہر شراب
عشق اہلبیت سے سرمست ہوگیا تھا مقابل اون بیدینون کے ہوگیا آخر کو تلوار چلی پانچ مرد دو دون کو یحیی نے فی النار کیا
پھر آپ بھی جام شہادت کا پیا اب تک مزار اوسکا مشہور اور معروف ہے باہر دروازہ جیرون کے اور خلقت یحیی شہید کہتی ہے
اکثر خلق کی دعا اوس مزار پر بارگاہ آگاہ مین قبول ہوتی ہے واللہ اعلم بالصواب جاننا چاہیے کہ کربلا سے کوفہ تک اور کوفہ سے
لیکر دمشق تک اس قدر وار دات قافلہ اہل حرم کی اور کرامات سر مبارک کی اور قضایا اشرار راہ مین پیش آئی ہین کہ
بیان اونکا دفترون مین نہین آسکتا ہے پس اس مختصر مین تو کب سما سکتا ہے القصہ بعد طی منازل اور قطع مراحل کے دمشق مین پہنچے
اور سر مبارک کو یزید کے آگے لیگیا اور سب قصہ مفصل کہا یزید نے دیر تک سر اپنا نیچے رکھا بعد ایک ساعت کے سر اوٹھا کر کہا تم
مین بدون قتل حسین کے تمہاری اطاعت سے راضی ہوتا اور جو حسین میرے پاس آتا تو مین گذر کرتا لعنت ہو جو ابن زیاد پر
کہ اوسنے حسین کو قتل کروایا اگر مین اوس لڑائی مین ہوتا تو حسین کا سب کہنا مانتا اور اپنے فرزندون کو اگر مین آپ
فدا کرتا تو مضائقہ نتھا کہ وہ فرزند فاطمہ کا تھا اکثر کتابون مین لکھا ہے کہ یہ باتین یزید کی ظاہر کی تھین تو لوگ لعنت
اور نفرین کرین اور باطن مین اور دل مین یزید بے نہایت خوش ہوا اور ابن زیاد سے بہت راضی ہوا
کہ اوسکو اپنا اس قدر مصاحب اور مقرب کیا کہ اپنے محل مین جانے کی اوسکو پروانگی دی اور اپنی عورتون کے پاس جانے
کی اجازت دی یعنی اوس سے کچھ پردہ اور ستر بھی نرکھا اور اکثر کتابون مین لکھا ہے کہ جسدن سر مبارک دمشق مین آیا

روایت ہے کہ یزید نے اپنے شہر کی اور دربار کے محل کی زینت اور آراستگی بہت کی ہے اور فوج کو آراستہ کیا تھا اور وہان نقارہ بجایا اور باجے
بجے گویا کہ عید کا سامان بنایا تھا اور سر مبارک کو سونے کی لگن مین اپنے روبرو رکھا تھا اور ایک چھڑی ہاتھ مین تھی کہ اوسکو
لب و دندان پر حضرت امام مظلوم کے مارا اور کہا کیا خوب لب و دندان تھے حسین کے سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ حسب اتفاق کے
وہان اوسکے دربار مین تھے اور وہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب مین سے ہین اونھون نے پکار کر کہا کہ اے یزید کاٹے
اللہ تعالے تیرے ہاتھ کہ تو نے لکڑی اوس مقام پر ماری ہے کہ جس مقام پر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بوسہ دیا کرتے تھے یزید پلید
نے غصہ مین آکر کہا کہ اگر پاس صحبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مجکو نہوتا تو مین تجکو گردن مارتا سمرہ نے کہا سبحان اللہ
تجکو صحبت کا تو پاس ہوا اور فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قتل کی رعایت تو نے تعمل چھوڑا حضرت سمرہ
کی بات سے نالائق کو کمال رقت اور زاری ہوئی صواعق مین لکھا ہے کہ اوس وقت اوسکے دربار مین ایلچی بادشاہ روم
کا حاضر تھا یہ حال اسکا اور دیکھکر بہت تعجب کیا اور کہا کہ ہمارے ملک مین بعضے جزیرہ مین سم حضرت عیسی علیہ
السلام کے خر کا ہے اور ہم لوگ نصاری ہر برس دور دور سے آکر اوس سم کا حج کرتے ہین اور نذر نیاز بہت چڑھاتے
ہین اور اوس سم کی اس قدر تعظیم کرتے ہین کہ جس قدر تم کعبہ کی تعظیم کرتے ہو یعنی فقط اتنے واسطے کہ وہ ہمارے پیغمبر کے
گدھے کا سم ہے اور تم عجب مسلمان ہو کہ تمنے اپنے پیغمبر کے فرزند کو قتل کیا گواہی دیتا ہون مین کہ تم ناحق پر اور باطل پر ہو
اور اوسی وقت ایک یہودی بھی حاضر تھا اوسنے کہا کہ مجھ مین اور داؤد پیغمبر مین ستر واسطے ہوتے ہین
یعنی ستر پیڑیان ہوتی ہین یعنی وہ حضرت داؤد کی اولاد مین تھا اور اوس واسطے سے یہود میری تعظیم اور تکریم
کرتے ہین تم عجب لوگ ہو قتل کیا تمنے اپنے پیغمبر کے فرزند کو القصہ اہل بیت نبوی بموجب حکم یزید کے اوسکے محل خاص
مین داخل ہوے اور کئی دن وہان مقام کیا بعد چند روز کے اور حویلی مین تشریف لیگئے اور کئی دن وہان مقام کیا
کہ بی بیان کرقہ کی تعزیت کے لیے اور ماتم پرسی کیواسطے آتی تھین اور اوس اثنا مین کلام اور سوال و جواب کے درمیان
حضرت زینب اور یزید کے اور درمیان حضرت امام زین العابدین کے اور یزید پلید کے ہوئے اور اونکا بیان بہت طول
رکھتا ہے اور لوگون نے اس امر مین رسالہ اور تالیف اور جمع کئے ہین بعضی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یزید نے
اسباب سفر کا واسطے اہل بیت کے تیار کیا اور سب کے واسطے پوشاک اور خرچ راہ لائق اونکے مہیا کیا اور نعمان بن
بشیر کو کہ یارون مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تیس سوار مکمل کے ہمراہ رکاب حضرت زین العابدین کے

اور اہلبیت کے کردیا اور واسطے محافظت اور نگہبانی کے بہت سی تاکید کردی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا اور سب
شہیدون کے حضرت امام زین العابدین کے حوالہ کئے نعمان بن بشیر بہت تعظیم اور تکریم سے اہل بیت کو ساتھہ لیکر مدینہ کی طرف
روانہ ہوئے اور راہ مین خدمت آل نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جیسی چاہیے بجالا اور سبکو راضی رکھا اور اہلبیت نے بہت دعا خیر کی
لکھتے ہین کہ بیسوین تاریخ صفر کے حضرت امام زین العابدین او اہلبیت کربلا کے میدان مین پہونچے اور سر حضرت امام حسین کا
بدن سے لگاکر پھر دفن کیا اور سر اور شہیدون کے بھی اونکے بدنون سے ملاکر دفن کیے پھر قطع مسافت کرتے ہوئے مدینہ منورہ مین
پہونچے اہل مدینہ کی آہ وزاری اور اصحاب اور اولاد مہاجرین و انصار کی گریہ و بیقراری اور خرد وکلان کا شور و فغان
خارج از حد بیان گویا قیامت قائم ہوئی تھی اوس دن کہ جس دن اہلبیت مدینہ منورہ مین داخل ہوئے تھے اور ایک روایت
یہ ہے کہ حضرت امام زین العابدین نے سر مبارک کو مدینہ مین لاکر دفن کیا اور ایک روایت یہ ہے کہ سر حضرت امام حسین علیہ السلام کا یزید کے
خزانہ مین تھا چنانچہ سلیمان ابن عبد الملک نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ بے نہایت
مجھپر مہربانی اور عنایت فرماتے ہین صبح اوسنے یہ خواب حضرت امام حسن بصری سے کہا اونھون نے فرمایا کہ شاید تمنے کوئی نیکی
کی ہے آل پیغمبر کے ساتھہ کہا ہان پایا تھا مینے سر حسین کا یزید کے خزانہ مین مینے اوسپر سات کپڑے لپیٹے اور با جماعت
اوسپر نماز پڑھی اور اوسکو دفن کرکر قبر اوسکی بنادی پس حضرت امام بصری نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہربانی
کا یہی سبب ہے سلیمان بن عبد الملک نے کہ بادشاہ تھا اس تعبیر پر بہت مال اور اسباب حضرت امام حسن بصری کے پیشکش کیا
فائدہ جاننا چاہیے کہ صواعق مین لکھا ہے قتل کیے گئے حضرت امام حسین کے ساتھہ کربلا مین انیس مرد اہل بیت سے کہ بیٹے اور
بھتیجے اور بھائی آپکے تھے اور بعضی روایت مین ہے کہ اکیس مرد تھے اہل بیت سے جو آپکے ساتھہ شہید ہوئے کہا حضرت امام حسن بصری نے
کہ نہ تھا مانند اونکے اوس دن ایک آدمی بھی روے زمین پر یعنی اونکی بزرگی اور خوبی مین زمین کے پردہ پر کوئی نہ تھا

مخزن بیسوان بیچ ذکر حال قاتلان اہل بیت کے اور بیچ بیان شان نو امام کے

علماے تاریخ دان اور فضلاے عالیشان لکھتے ہین کہ جو جو شخص شریک تھا قتل حسین بن علی مین دنیا مین بھی وہ گرفتار عذاب
الہی کا ہوا اور مورد عتاب عالم پناہی کا ہوا یا وہ قتل کیا گیا برے حال سے یا اندھا ہوا یا اوسکا کالا منہ ہوگیا
یا اوسکا مال و دولت برباد ہوگیا تھوڑی مدت مین چنانچہ ایک مرد نے خواب مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
دیکھا کہ آستین آپکی چڑھی ہوئین ہین اور ہاتھہ مین شمشیر برہنہ ہے اور آگے آپکے نطع ہے

یعنی زیر انداز چمڑے کا بچھا ہوا ہے اور آپنے حسین ابن علی کے قاتلون میں سے اوس شخص کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا ہے اور اس
شخص کو بھی لعنت کی اور ایک سلائی اوس خون سے بھر کر اوسکی آنکھ مین بھی دیدی پس صبح کو جو یہ اوٹھا تو اندھا تھا اور ایک شخص
نے آپکے سر مبارک کو اپنے گھوڑے کے گردن سے باندھا تھا اوسکا منہ کوے سے بھی کالا زیادہ ہو گیا تھا اور ہر رات دو شخص خواب مین
اوسکو اوٹھا کر ایک جگہ آگ کے قریب لیجاتے تھے اور وہ آگ بہت تیز ہوتی اور شعلہ مارتی اور اوسکو اوس آگ مین ڈالتے اور جلاتے غرض
ہر رات یہ واردات اوسپر ہوتی یہانتک کہ برے حال سے وہ موا اور ایک بوڑھے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین
دیکھا کہ آپکے روبرو ایک طشت لہو کا بھرا ہوا رکھا ہے اور حضرت امام حسین ع کے قاتلون کو آپکے سامنے لاتے ہین اور آپ اونکو
لہو لگاتے ہین یہانتک کہ اوس شخص کو بھی لگ گئے اسنے کہا مین تو اوس لڑائی مین حاضر نہین ہوا آپنے فرمایا چاہتا تو بھی
تھا اس امر کو یہ فرما کر آپنے اونگلی سے اس شخص کی طرف اشارت کی صبح کو اندھا اوٹھا اور یہ حال یارون سے کہا اور ایک
ملعون وہ مردود نے حضرت امام برحق کے حق مین کہا کہ قتل کیا گیا فاسق فرزند فاسق کا حق تعالے نے دو ستارہ اسکی
آنکھون پر ڈالے کہ وہ نابینا ہو گیا اور ایک مرد تھا شام مین کہ منہ اوسکا خوک کا یعنی سور کا ہو گیا تھا کہ وہ دشنام دیا کرتا تھا
اور برا کہا کرتا تھا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو اور اونکی اولاد کو ہر روز ہزار بار اور جمعے کے دن چار ہزار بار اوسنے
دیکھا خواب مین کہ حضرت امام حسین ع پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت اوسکی کرتے ہین اور وہ شخص بھی حاضر ہے کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی اوسکو اور اوسکے منہ پر تھوک دیا پس چہرہ اوسکا خنزیر کا ہو گیا
روایت ہے ابن جوزی سے کہ کربلا کی بستی مین ایک شخص نے ضیافت کی تھی اور لوگ اوسکے گھر جمع ہو گئے تھے
آپس مین یہ ذکر کرتے تھے کہ جو کوئی قتل حسین ع کا شریک ہوا وہ بہت برے حال سے موا اور بد موت اوسنے پائی
ضیافت کرنے والے نے کہا کہ وہ شخص بھی حاضر تھا اور شریک تھا کچھہ بھی نہین ہوتا یعنی لوگون کی بات کو جھوٹ جانا
پس نزدیک پچھلے پہر رات کو چراغ کی بتی کو اوکسانے لگا کہ آگ چراغ سے اوسکے بدن کو لگ گئی اور جلکر کوئلے کے مانند ہو گیا
اور بعضون کو اون ظالمون مین سے مرض عطش کا ہو گیا کہ بہتیرا پانی پیتے تھے اور پیاس نہ بجھتی تھی روایت ہے ایک مجلس مین
لوگ بہت بیٹھے تھے اور یہ ذکر تھا کہ جسنے حسین ع کے قتل پر مدد کی اور شریک ہوا اوسپر کچھہ نہ کچھہ بلا پڑی مرنے سے پہلے
ایک شخص نے کہ اس امر شنیع مین شریک تھا اور ہنوز صحیح وسالم تھا اس بات کا انکار کیا پس چراغ کو درست
کرنے لگا کہ چراغ سے آگ اوسکو لگی اور جلا جلا پکارتا تھا یہانتک کہ دریاے فرات مین جا پڑا اور غوطے

غوطے مارے لیکن اوسی حال مین گرفتار رہا یہان تک کہ مرا اور ایک شخص نے بوقت بند ہونے پانی کے کربلا مین حضرت امام حسین کے حق مین کہا کہ حسین اپنے تئین گویا جگر آسمان کا جانتا ہے لیکن اب آسمان سے ایک قطرہ پانی کا بھی نہین برستا آپنے سنکر کہا الہی اسکو پیاسا مار پس اوسکو پیاس ہو گئی ہر چند پانی پیتا تھا لیکن پیاس جاتی نہ تھی اسی حال مین دوزخ کو پہونچا روایت ہے جس وقت حضرت امام حسین زخمون سے چور ہوئے اور گھوڑے سے جدا ہوئے اوس وقت کسو نے رحم کہا کر پانی کا ایک جام آپکو لا کر دیا اور آپنے لب سے لگا لیا کہ ایک ملعون نے تیر مارا اور آپکے تالو مین جا لگا اور پانی پینا نصیب نہوا آپنے اوسکے لیے بد دعا کی پس ہو گئی گرمی آگ کی سی اوسکے شکم مین اور سردی برف کی سی اوسکی پشت مین اور آگے اوسکے برف رکھتی تھی اور پنکھا ملا یا جاتا تھا اور پیچھے اوسکے تنور ہوتا تھا اور عطش عطش پکارتا تھا اور دودھ اور پانی اور ستو بقدر خوراک پانچ آدمیون کے اوسکو پلاتے تھے لیکن پانی طلب کیے جاتا تھا وہ یہان تک کہ پیٹ پھول کر مر گیا اور پیٹ پھٹ گیا روایت ہے اون ظالمون نے جو اسباب حضرت امام حسین برحق کا اور اہلبیت کا لوٹا تھا اور غارت کیا تھا جسنے کہ ایک پیراہن پہنا تھا وہ بڑی بیماری مین گرفتار رہا ہو جال اوسکے سر کے اور داڑھی کے جھڑ گئے اور جسنے پائجامہ آپکا پہنا تھا وہ شل ہو گیا تمام تک جگہ سے ہل نہین سکا اور جسنے کہ آپکی دستار باندھی تھی اوسکو کوڑھ ہو گیا اور جسنے کہ آپکی زرہ پہنی تھی وہ دیوانہ اور بے عقل ہو گیا **فائدہ** جاننا چاہیے کہ روایت ہے حاکم نے طرق متعددہ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل نے کہا ہے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے کہ قتل کیے مین نے یحیے پیغمبر کے خون کے عوض مین ستر ہزار آدمی اور قتل کرونگا مین حسین کے خون کے عوض مین ستر ہزار اور ستر ہزار آدمی یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے اہل عراق اور اہل شام مین آپسمین نا اتفاقیان اور دشمنیان ظاہر ہوئین اور زمین عرب مین گرد مدینہ منورہ اور کعبہ معظمہ کے اور گرد کوفہ اور شام کے فتنہ اور فساد اور جنگ سالہا رہی اور قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صادق آیا **فصل** جاننا چاہیے کہ یزید پلید نے طرح طرح کے ظلم اور گناہ اور فسق و فجور کیے کہ اونکی حد اور انتہا نہین ہے چنانچہ عبد اللہ ابن حنظلہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ لوگون کو اوسکے عمل اور اوسکے مصاحبون کے فعل دیکھکر یہ گمان گذرتا تھا کہ آسمان پر سے پتھر برسینگے اور یزید نماز نہ پڑھتا تھا اور شراب پیتا تھا اور نکاح کروا دیتا تھا ماں کا بیٹے سے اور بھائی کا بہن سے اور باپ کا بیٹی سے اور روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یزید کی بد ذاتی اور

برائی کی خبر دی ہو بہو چنانچہ فرمایا ہمیشہ امر امت میرے کا قائم ساتھ عدل اور خیر کے رہے گا یہان تک کہ اول رخنہ ڈالے گا
امر امت مین اور امر دین مین ایک مرد بنی امیہ مین سے کہ نام اوسکا یزید ہوگا اور فرمایا کہ اول میری سنت کو اور میرے طریق کو بدلیگا
ایک شخص بنی امیہ سے ہوگا کہ اوسکو یزید کہتے ہونگے وعلی ہذا القیاس اور حضرت ابو ہریرہ کہ بڑے اصحابی ہین کہا کرتے تھے کہ خدایا
پناہ مانگتا ہون مین تجھسے اوس زمانے سے کہ ساٹھوان برس ہجرت کا شروع ہوگا اور پناہ مانگتا ہون سرداری اور حکومت لڑکون کی یعنی
نوجوانون کی نعوذ باللہ من ذالک سے پس قبول کی حق تعالی نے دعا اونکی کہ وفات پائی اونھون نے اوس زمانہ مین کہ ہجرت کے برس انسٹھ تھے
اور حکومت یزید کی ہوئی ساٹھوین برس ہجرت کے الغرض مدینہ کے لوگ ایک تو شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کا
حال دریافت کرکر یزید پلید سے بیزار ہو رہے تھے تس پر پے در پے سنا اور معلوم کیا اونھون نے کہ یزید طرح طرح شراب پیتا ہے
اور رات دن حرام کے کامون مین غرق رہتا ہے اور شکاری کتون اور تازی کتون سے شکار کرتا ہے اور اونکو اپنے پاس
بٹھاتا ہے اور اونسے کھیلتا ہے اور طنبورا اور مزامیر اوسکی مجلس مین بجتے ہین اور مجمع اہل فسق اور فساد کا اوسکے پاس
رہتا ہے پس سب لوگ مدینے کے اوسکی حرکتون سے خفا اور بے نہایت بیزار ہوئے اور اوسکی بیعت سے پھر گئے
اور عبد اللہ ابن حنظلہ سے سب نے بیعت کی پس یزید نے مدینہ منورہ کے لوگون کا حال اور حقیقت سنکر بیچ سال ترسٹھ کے
ہجرت کے لشکر عظیم مدینہ پر بھیجا اور مسلم بن عقبہ کو سردار لشکر کا کیا اور مدینہ کے لوگ بھی مستعد جنگ کے ہوئے اور
ایک طرف مدینہ کی خندق درست کی جبکہ مقابلہ ہوا دونون فرقون مین مدینہ منورہ کی فوج غالب آئی اور فوج یزید کی
قریب تھا کہ فوج مدینہ کی فتح پاوے اور فوج مردودی شکست کھاوے کہ مروان نے کہ اندر مدینے کے تھا اور فوج مدینہ
سے ظاہر مین مل رہا تھا دغا کی اور فوج یزید کو ایک طرف مدینہ کے اندر بلا لیا پس فوج پلید نے اندر آتے ہی قتل
عام شروع کر دیا جبکہ قوم لعین اوپر اہل دین کے غالب ہوئے آداب مدینہ کا اور پاس روضہ مطہرہ کا اون مردودون نے
کچھ نرکھا اور فساد عظیم برپا کیا قریب تین سو اصحاب کے شہید ہوئے اور سات سو حافظ اور قاری شہید ہوئے
اور اون ناپاکون نے ایسی ایسی بے ادبیان اور حرمزدگیان کین کہ دل کو اونکے لکھنے کا گوارا نہین اور قلم کو اونکی تحریر کا
یارا نہین اگرچہ معتبر کتابون مین سب کچھ لکھا ہے لیکن اپنے سے نہین لکھا جاتا الغرض جو کہ یزید کی بیعت کرتا تھا اوسکو
چھوڑ دیتے تھے اور جو انکار کرتا تھا اوسکو بے تامل قتل کرتے تھے اور اس لڑائی کا نام واقعہ حرہ ہے حرہ کہتے ہین
اوس زمین کو جہان پتھر بہت ہوتے ہین پس جس جا کہ جنگ ہوئی تھی سنگستان تھا اور مسلم بن عقبہ کو مسرف کہتے ہین

کہ اوسنے قتل میں اسراف یعنی زیادتی بہت کی پھر فوج یزید کی بموجب حکم اوس مردود کے کعبۃ اللہ پر گئی کہ مکہ معظمہ میں عبد اللہ بن زبیر سے لوگوں نے بیعت کی تھی اور یزید کے حاکم کو وہاں سے نکال دیا پس وہاں جنگ عظیم ہوئی اور کعبۃ اللہ کو اوس ملعون کی فوج نے منجنیق اور گولے مارے کہ حجر اسود ٹوٹا اور کعبۃ اللہ میں آگ لگا دی فوج مردود یہاں تک رہی تھی کہ یزید پلید کے مرنے کی خبر آئی اور وہ فوج شام کے ملک کو پھر گئی اور مکہ معظمہ ناپاکوں کے دفع ہونے سے صاف اور خالص اور منزہ ہوا لکھتے ہیں سبب موت اوس نابکار ناہنجار ستمگار مردم آزار راندہ درگاہ کردگار کا یہ تھا کہ ایک رات شراب کے نشہ میں چور تھا اور خمار بادہ کبر سے مخمور تھا کہ حالت مستی اور بے شعوری میں اوٹھکر چلا کہ پاؤں نے لغزش کھائی اور گرا اور سر نامبارک اوسکا زمین سے ٹکر کھا کر پھٹ گیا پس فرشتے دوزخ کی اوسکی روح ناپاک کو گھسیٹ کر اسفل السافلین کو لیگئے واللہ اعلم لکھا ہے کہ چونسٹھ برس تھے ہجرت کے جبکہ یزید موا اور دار الجزا کو گیا الغرض حضرت امام حسین علیہ السلام کے سال شہادت سے تیسرے برس اوس مردود نے موت پائی اور اوسپر لعنت کرتی ہے ساری خدائی دریغ صد دریغ واسطے حکومت چند روزہ کے اور بنا بر محبت دنیائے پر ساز ہونیکے آل پاک صاحب لولاک سے ایسی بدی کی کہ جسکے سبب حاصل طعن اور لعن ابدی کے ہوا اولاد اور فرزند اوس مردود کے خلافت سے محروم رہے اور خراب پریشان و مغموم رہے نسل اوس بدبخت کی ایسی منقطع ہوئی کہ نام و نشان اوسکا نرہا اور وہ پلید مصداق خسر الدنیا والآخرۃ کا ہوا

مثنوی

اے یزید بے حیا و پر جفا — تو نے اولاد نبی سے کیا کیا
آہ اپنی زندگی کے واسطے — یہ وبال سخت کیوں سر پر لیا

ہے لے مردود تو سمجھا نہ یہ — ہے حسین بن علی خاص خدا
راحت جان محمد لا کلام — قرۃ العین علی شیر خدا

راکب دوش نبی لاریب فیہ — جان جسم حضرت خیر النسا
فخر دنیا فخر دین فخر زمان — عز و زیب و رونق ارض و سما

سید عالی نسب والا حسب — شاہ عالیجاہ سید دوسرا
عابد و زاہد کریم و بردبار — عارف و عالم شریف و باحیا

کان فضل و منبع جود و کرم — سرور و سردار جملہ اولیا
عاشق و معشوق رحمن و رحیم — صاعد درجات جنات العلی

نور عرش و کرسی و لوح و قلم — باعث پیدایش ہر دوسرا
بحر عرفان و محیط معرفت — رہبر زہاد و شاہ اتقیا

ہائے ایسا شخص یوں محبوس ہو — درمیان قوم بے دین بے وفا
تشنہ لب تفتہ جگر آشفتہ جان — بیکس و بیمار و بے برگ و نوا

بال بچے پیاس سے اوسکے تمام — آہ یوں ترسیں [illegible]
قتل ہوں انکھوں کے اوسکے روبرو — سب بیاد ریا [illegible]

اصغر معصوم کا حلق ضعیف — اس طرح ہو زخمی تیر بلا
اپنے بابا کی تڑپ کر گود مین — دم مین ہو کے راہی راہ بقا
اور سکینہ بھی بلک کر یون کہے — ہائے میرا چھوٹا بھائی کیا ہوا
رنج سید دیکھ کر وہ شاہ دین — ہون ذبیح خنجر قوم دغا
ملک دنیا سے کرین اوس دم سفر — چھوڑ کر سب کو بدشت کربلا
اے یزید بیوفا تیرے سبب — یہ ہوا ہے حال آل مصطفے
تو نے دنیا کے لیے اے بد سرشت — دین اپنے کو ڈبویا مطلقا
اور دنیا بھی نہ تیرے ساتھ ہے — اے لعین دین کی ہرگز دغا
جانتا ہے تو ہے تیرے گور مین — جو گذرتا ہوگا تجھپر ماجرا
دیکھ لیگا حشر کے دن بھی ہان — اس عمل کی جو تجھے ہوگی سزا
دوستان آل احمد کو تمام — ملک جنت عزو راحت دے خدا
ذلت اعدا ہے دل اونکا ہو خوش — ہے **وصال** خستہ جان کی یہ دعا

فصل

جاننا چاہیے کہ حضرت زین العابدین علیہ السلام مدینہ مین گوشہ نشین رہے اور کسی لڑائی جھگڑے مین کسو کے شریک نہین ہوئے اور اس اثنا مین کسو موذی نے آپ کو اذیت بھی اور رنج بھی نہین دیا مگر تمام عرب کے ضلع مین جابجا جنگ وجدال اور حرب و قتال آپسمین رہی الغرض بعد موت یزید پلید کے اوسکے ایک فرزند کو خلیفہ کیا کہ وہ جوان صالح اور بہت نیکبخت تھا چالیس دن اوسنے خلافت اور حکومت کی اور بعد چالیس دن کے اوس نیک سیرت نے خلافت اور سلطنت کو ترک کیا اور کہا اوس شخص کے دادے سے سلطنت مین یہ ہوا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لڑائی ہوئی اور حالانکہ حق بجانب علی کے تھا اور اوس شخص کے باپ سے سلطنت مین یہ ہوا کہ اوسنے قتل کیا آل نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور مباح کیا شراب کو اور خراب کیا کعبۃ اللہ کو اور نہ چکھی اوسنے حلاوت خلافت کی پس مین نہین قبول کرتا تلخی خلافت اور سلطنت کی تم جسکو چاہو خلیفہ کر دیا نہ کرو یہ کہکر گھر مین جا بیٹھا اور پھر باہر نکلا بعد چالیس دن کے اس بات سے اوسنے اس سراے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی خدا کی قدرت ہے کہ ایسے بد کا ایسا بیٹا ہوا اور ایسے بد طینت سے ایسا نیک سیرت پیدا ہوا يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ یعنی پیدا کرتا ہے حق تعالی زندہ کو مردے سے اور زندہ سے مردے کو یعنی اچھے کو برے سے اور برے کو اچھے سے **ابیات** عجب ہے حضرت خالق کی قدرت

جدا ہر شے کی ہے اوسنے کی خلقت — کوئی ہے خوب اور کوئی برا ہے
کوئی غافل ہے کوئی با خدا ہے — کبھی اچھے سے بد پیدا کرے ہے
کبھی بد سے عیان اچھا کرے ہے — کیا آذر سے ابراہیم پیدا
پسر کو نوح کے بیدین بنایا — خدا کی حکمت کامل سے اے یار
سوا اوسکے نہین کوئی خبردار — القصہ بعد وفات فرزند صالح یزید پلید کے اہل شام

اور اہل عراق کے درمیان اختلاف آپس مین پڑا کسو نے کسیکو خلیفہ کیا اور کسی نے کسو کو اور ہر طرف مدت تک فتنہ و فساد برپا رہا اس اثنا مین دوستدار اہلبیت کے کربلا مین حضرت امام حسین کے شامل نہوے تھے اور اونسے آل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد نبن آئی تھی اپنے دلون مین بہت شرمندہ اور پشیمان ہوئے اور سب نے چاہا کہ اس عار اور ننگ کو اپنے سے کھووین اور حضرت امام حسین ع کے دشمنون سے عوض اور بدلا لیوین پس ہزارون آدمی کوفہ کے جمع ہوئے اور مختار کو اپنا سردار کیا اور مختار حاکم اور مالک ہوا اور مختار مین اور عمر سعد مین جنگ عظیم ہوئی مختار کی فتح ہوئی او قتل ہو گئے اور مارے گئے بری صورت سے اور بد حال سے چھ ہزار وہ لوگ کہ جنہون نے قتل کیا تھا اہلبیت کو کربلا مین اور عمر سعد بھی مارا گیا اور واصل جہنم ہوا او شمر بھی برے حال سے قتل ہوا اور مختار نے گھوڑون سے اوس مردود نابکار کے سینہ اور پیٹ کو پامال کروایا بعد اوسکے ابن زیاد شام کی طرف سے موصل مین آیا ساتھ تیس ہزار فوج کے اور مختار نے کوفہ سے فوج اوسکے مقابلہ او مقاتلہ کے لئے بھیجی دونون فوجون مین جنگ عظیم ہوئی مختار کی فوج نے فتح کی اور ابن زیاد اور اوسکے یار سب مارے گئے دریاے فرات پہ دسوین تاریخ محرم کے بیچ سال اونہتر کے یعنی ساٹھ اور نو کے ہجرت سے اور سال شہادت حضرت امام حسین ع کے ہفت سال کے بعد یعنی ساٹھ برس کے بعد اور مختار کی فوج کے سردار نے سر ابن زیاد کا اور اوسکے مصاحبون او یارون کا کوفہ مین مختار کے پاس بھیجا دار الامارہ مین سر اوس نابکار کا اوس مقام مین مختار کے سامنے رکھا گیا کہ جس مقام مین سر مبارک حضرت امام حسین کا روبرو ابن زیاد بدنہاد کے رکھا گیا تھا اور اس سے عجیب زیادہ یہ قصہ ہے کہ جس وقت سر نامبارک ابن زیاد کا روبرو مختار کے رکھا گیا اور سر اوسکے یارون کے بھی رکھے کہ لوگ کہنے لگے آیا آیا کہ ناگاہ ایک سانپ آیا کہ وہ سرون پہ پھرا اور ابن زیاد کی ناک مین گھسا اور دیر تک اندر رہا کہ مغز کھا گیا پھر نکل گیا اور لوگون کی نظرون سے غایب ہو گیا کہ تھوڑی دیر کے بعد لوگ کہنے لگے آیا آیا وہ سانپ پھر آیا اور پہلا سا عمل کیا پھر نکل کر چلا گیا اور پھر آیا الغرض تین مرتبہ یہ نمونہ غضب الہی کا ابن زیاد پر خدا تعالے نے خلقت کو دکھایا اور عجیب قصہ ایک اور ہے کہ نقل کرتا ہے عبد الملک بن عمیر کہ ایک مرتبہ مین دار الامارہ مین ابن زیاد کے پاس گیا مین کیا دیکھتا ہون کہ خلق کی دو صفین اوسکے پاس کھڑی ہین یعنی آدمیون کا ہجوم ہے اور سر حسین علیہ السلام کا ایک سپر مین اوسکے روبرو داہنی طرف رکھا ہوا ہے پھر بعد ایک مدت کے مختار کے پاس گیا مین دیکھا مین نے کہ سر ابن زیاد کا روبرو مختار کے رکھا ہوا ہے اور خلق جمع ہو رہی ہے پھر ایک مدت کے بعد مصعب بن زبیر کے

پاس گیا مین یعنی اون دونون مصعب بن زبیر مسلط ہوا تھا اور کوفہ کا حاکم تھا دیکھا مین نے کہ مصعب کے روبرو سر مختار رکھا
ہوا ہے جس مقام مین ابن زیاد کا سر رکھا ہوا تھا مختار کے روبرو اور خلقت جمع ہے پھر بعد ایک مدت کے اوس جگہ گیا مین
عبد الملک بن مروان کے پاس یعنی اون دنون مین عبد الملک بن مروان حاکم تھا اور مالک کوفہ کا تھا دیکھا مین نے کہ سر
مصعب بن زبیر کا روبرو عبد الملک بن مروان کے رکھا ہوا ہے جس جگہ سر مختار کا روبرو مصعب کے رکھا ہوا تھا یہ نقل کرنیوالا کہتا ہے
کہ مین نے اوس سے کہا یعنی عبد الملک بن مروان سے کہ اس محل مین چار سر ایک مقام پر مین دیکھ چکا ہون اب پانچوان سر تیرا ہے خدا
نہ دکھاوے اس طرح تیرے سر کو پس عبد الملک بن مروان نے اوس محل کو توڑ ڈالا اور ڈھا دیا الغرض بعد شہادت حضرت امام حسین کے
قریب تین برس کے بعد یزید پلید درکات جہنم مین داخل ہوا اور قریب آٹھ برس کے بعد ابن زیاد او عمر سعد اور شمر اور باقی قاتل
اہلبیت کے دوزخ مین پہونچے حاصل کلام کا یہ ہے کہ آٹھ برس کے عرصہ مین سارے مردود عاقبت نامحمود ساتھ کمال ذلت اور
خواری کے نابود ہوگئے کہ نام و نشان اونکا نہ رہا اور قبرون اپنی مین دیکھتے ہونگے کہ کیا اونپر گذرتی ہوگی اور قیامت کو دیکھینگے
کہ کیا حال بدحال ہوگا جس وقت حضرت خاتون قیامت پیراہن خون آلودہ حضرت امام حسین کا لیکر ہاتھ مین پایہ عرش کو پکڑینگی
اور اللہ تعالےٰ سے داد و فریاد کرینگی اور داد خون حسین اور اہلبیت کی مالک حقیقی سے چاہینگی چنانچہ یہ بات روایات سے ثابت ہے یقین ہے
کہ اوس وقت عرش بھی لرزیگا اور قیامت پر قیامت برپا ہوگی اور حضرت امام حسین کے قاتلون کا حال جو کچھ ہوگا شاید وہ خدا کسی کے
دیکھا بھی نجاویگا الٰہی الامان الامان *

نظم

اے ذلیخا جسکے گھر ہی خیر النسا

ہاتھ سے پکڑینگی عرش کبریا — اور کہینگی یا الٰہی الغیاث — داد دے عالم پناہی الغیاث — ہے یہ پیراہن مرے شبیر کا

جابجا اسمین ہے خون دلگیر کا — قتل ہو جب کیا میرا حسین — کر مرا انصاف تا ہو مجکو چین — اوسگھڑی کیا عرش کا ہوویگا حال

اور کیسا ہوگا قہر ذوالجلال — حشر بھی بھولیگا اپنے حشر کو — یہ قیامت مین قیامت ہے سنو — داد زہرا جبکہ دیویگا خدا

اور کریگا عدل حاکم بے ریا — ظالمونکا حال ہوویگا تباہ — اونکی آنکھونمین جہان ہوگا سیاہ — دوزخ اپنی طرف کھینچے گی شتاب

اونپہ ہوویگا طرح طرح سے عذاب — دیکھ خلقت حق سے مانگے گی پناہ — اور کہے گی الامان بار الٰہ

فائدہ جاننا چاہیے
کہ اولاد حضرت امام حسین علیہ السّلام کی چار بیٹے اور دو بیٹیان ہین بیٹے تو علی اکبر علیہ السّلام اور علی اوسط علیہ السلام
یعنی امام زین العابدین اور علی اصغر اور عبد اللہ ہین اور بعضے کہتے ہین کہ علی اصغر امام زین العابدین کا نام
ہے اور وہ لڑکا شیر خوار کہ جسکو تیر لگا تھا وہ عبد اللہ ہے اور بعضی روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ چھ بیٹے

ہین چار دہ کہ ذکر اونکا ابھی ہوا اور پانچوان محمد اور چھٹا جعفر اور بعضی تواریخ مین بجاے محمد کے عمر لکھا ہے اور کربلا مین قطعین
مین سے ایک حضرت امام زین العابدین علیہ السلام باقی رہے ہین اور بعضی تواریخون مین لکھا ہے کہ عمر بن حسین بھی باقی رہے ہین
اور عمر اونکی چار برس کی تھی اور قافلہ اہل حرم کے ساتھ شام کو یزید کے پاس بھی گئے ہین اور اوس مردود سے جب کبھی بچے باتین پیار کی کرتے ہین
بہت کہین ہین اور اوس مردود نے اپنے سینہ سے لگایا ہے اور پیار کیا ہے واللہ اعلم لیکن یہ بات بالاتفاق ہے کہ اسمین کچھہ اختلاف نہین ہے
کہ نسل حضرت امام حسین کی حضرت امام زین العابدین سے جاری ہے اور سوا نہین اور بیٹیان ایک تو حضرت فاطمہ صغرا کہ نکاح اونکا عبد اللہ
سے کہ پوتے ہین حضرت عثمان کے ہوا ہے اور فاطمہ صغری بہت عابدہ زاہدہ فاضلہ عارفہ تھین اور دوسری سکینہ کہ کربلا مین خرد سال
تھین اور کربلا کی لڑائی مین حضرت مرتضی علی کے فرزند محمد بن حنیفہ وغیرہ اور حضرت امام حسین کے فرزند حسن مثنی کہ شامل نتھے
سبب یہ ہے کہ پہلے سے کسی کسی طرف ملکون کے ان صاحبونکو سفر درپیش آیا تھا اور گئے ہوئے تھے اور محمد بن حنیفہ کو حضرت امام حسین مدینہ
مدینہ مین چھوڑ آئے تھے **فائدہ** جاننا چاہیے کہ حضرت علی امام زین العابدین بہت بڑے عالم فاضل عابد زاہد عارف باللہ ولی اللہ
ہین عالی کشف و کرامات صاحب خوارق عادات ہین ہزار رکعت نفل کی ہر روز پڑھتے تھے جس وقت پانی آپکے روبرو آتا تھا تو رنگ چہرہ
مبارک کا زرد ہو جاتا تھا تشنگی اہل بیت کی اور بیکسی اونکی یاد آتی تھی اور آپ اسقدر روتے تھے کہ آنکھون کے نیچے سے گوشت گل گیا تھا اور غار
اوس مقام مین ہوگئے تھے اور وہ غار آنسون سے بھر دیتے تھے مروان کے بیٹے نے یعنی عبد الملک نے مدتون تک قید رکھا قید خانہ مین ہم بیڑیون اور زنجیرون
کے اور آپ از روے کرامت کے جب چاہتے تھے قید خانہ مین سے غایب ہو جاتے تھے اور بیڑیان اور زنجیرین ہین اوتری پڑی رہتی تھین اور پھر
قید خانے مین ظاہر ہوتے تھے اور بیڑیان اور زنجیر پہین لیا کرتے تھے اور اپنے رنج اور اذیت پر صبر فرماتے تھے یہانتک کہ عبد الملک موا
اور اوسکا بیٹا ہشام حاکم مدینہ کا ہوا اور اوس مردود نے حضرت امام زین العابدین کو زہر دلوایا اور آپنے وفات پائی اور بقیع
مین نزدیک قبر حضرت امام حسن کے دفن کئے گئے اور گیارہ بیٹے اور چار بیٹیان آپکی بعد باقی رہین اور سب مین کامل مکمل
علم مین اور زہد مین اور ولایت مین اور معرفت مین حضرت ابو جعفر امام محمد باقر ہین مناقب اور فضائل اونکے بحد و نہایت ہین
مشہور ہین اور اونکے علم و عرفان کا اظہر من الشمس ہے اونکو بھی ظالمون نے زہر دیکر شہید کیا ہے اور قبر آپکی بھی بقیع مین حضرت امام حسن
اور حضرت عباس کے گنبد مین ہے اور اولاد مین آپکے چھہ شخص باقی رہے سب مین افضل اور اکمل حضرت امام جعفر صادق تھے
کہ خلیفہ اور وصی اپنے باپ کے ہوے اور تمام ملکون مین آپکے علم اور معرفت کی دھوم تھی اور دور دور کے ملکون سے اور
شہرون سے لوگ جوق جوق آتے تھے اور علم تحصیل کرتے تھے اور علم ظاہری اور باطنی سے فیض یاب ہوتے تھے

حضرت ابو حنیفہ امام اعظم بھی آپکے شاگرد ہین اور سفیان اور یحیی وغیرہ اکابر علماے مجتہدین سے آپکے شاگرد ہین اور آپ بھی زہر سے
شہید ہوئے اور حضرت امام حسین کے گنبد مین دفن ہوئے اور اولاد مین آپکے چھ شخص باقی رہے سب سے عالم اور عارف زیادہ تر حضرت
امام موسی کاظم ہین اور حلم اور خلق آپکا کمال مرتبہ مین تھا اور مستجاب الدعوات تھے کہ عراق کے لوگ آپکو باب قضاء الحاجات
کہتے تھے اور آپنے ہارون رشید کی قید مین شہر بغداد مین وفات پائی لکھتے ہین کہ آپکو بھی رشید نے زہر دلوایا تھا اور بغداد مین
جانب غربی مین دفن ہوئے اور وہان آپکی قبر ہے کہ زیارتگاہ خلائق کی ہے اور آپکی اولاد مین سینتیس لڑکے اور لڑکیان
رہین یعنی سینتیس اور سات شخص آپکے بعد اولاد مین باقی رہے سب مین افضل اور اکمل حضرت امام موسی علی رضا
ہین دریاے مواج علم عرفان کے ہین حضرت معروف کرخی کہ بڑے خدا کے ولی ہین اور امام اور استاد ہین
حضرت سری سقطی کے وہ حضرت علی رضا کے غلام اور دربان ہین اور اوس جناب سے فیضیاب ہین مامون بیٹا ہارون رشید کا
آپکا معتقد اور بہت مخلص تھا اور اپنی بیٹی کا نکاح آپسے کیا تھا اور اوسکے ارادہ مین یہ تھا کہ آپکو اپنا ولیعہد کرے اور
طوس کی سرزمین مین بسبب کسی مرض کے آپکی وفات ہوئی قتل سے اور زہر سے نہین ہوئی مزار آپکا ہارون رشید کے قبہ مین ہے
اب وہ مزار شریف مشہد مقدس کہلاتا ہے خلق اللہ دور دور سے واسطے زیارت کے آتی ہے اور برکت حاصل کرتی ہے اور اولاد آپکی
پانچ بیٹا بیٹی ہے سب مین افضل امام محمد اور لقب اونکا تقی اور جواد اور قانع ہین اور علم و فضل مین بے بدل اور طریقت اور
معرفت مین بے مثل ہین اور آپکو بھی زہر دیا ہے اور بعد وفات کے حضرت امام موسی کاظم کی قبر کے پیچھے آپکو دفن کیا ہے
بغداد مین اور اولاد آپکے دو بیٹے اور دو بیٹیان باقی رہی ہین اولی اور افضل حضرت امام نقی ہین نام آپکا علی ہے اور لقب نقی
اور ہادی اور عسکری اور ناصح اور متوکل ہین صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ ایک عورت نے متوکل بادشاہ کے حضور مین
آکر کہا کہ مین شریفہ ہون یعنی سیدانی ہون پس متوکل نے چاہا کہ دریافت کرے تا یقینی معلوم ہووے کہ یہ سیدانی ہے پس
متوکل نے حضرت امام نقی سے پوچھا آپنے فرمایا کہ اولاد حسن اور حسین کا گوشت حرام ہے درندہ جانورون پر
یعنی شیر اور بھیڑیا اور تیندوا وغیرہ کہ جانور پھاڑ کھانے والے ہین وہ سیدون اور سیدانیون کو نہین پھاڑتے
اور گوشت اونکا نہین چباتے اور نہین کھاتے متوکل نے درندہ جانورون کو منگایا اور اوس عورت کو
بلایا جب اوس عورت نے وہ جانور دیکھے کہا کہ مین جھوٹ کہتی تھی مین سیدانی نہین ہون لوگون نے متوکل سے عرض
کی کہ اس بات کا امتحان کیا چاہیے اور آزمایا چاہیے متوکل نے اپنے محل مین صحن سے کچھ درندہ جانور کہی

چھڑوا دیئے اور آپ ایک بلند مکان پر بیٹھا اور لوگ سب ہٹ گیے اور حضرت امام علی نقی کو بلایا اور رہا اانکہ حیا نور
کو بیچ سے تھے اور غل مچا رہے تھے حضرت امام ممدوح حسب طلب متوکل کے تشریف لاے اور صحن خانہ مین رونق افزا ہوئے
اور زینہ پر چڑھنے لگے تو متوکل کے پاس جاوین اور وہ جانور خاموش ہو کر آپکے پاس آئے اور گرد و پیش آپکے ہو گئے
اور اپنا سر اور منہ آپکے بدن مبارک سے ملنے لگے اور کھلاڑیان کرنے لگے اور آپنے بھی اونپر ہاتھ پھیرا اور آستینوں سے
اونکو مس کیا پھر آپ اوپر گئے اور متوکل کے پاس بیٹھے اور کچھہ باتین کین پھر وہان سے رخصت ہو کر صحن مین آئے اور ان
جانورون نے پھر کھلاڑیان آپکے ساتھہ کین بعد اسکے آپ اوس محل سے برآمد ہوے اور اپنے دولت خانہ مین تشریف لیگئے
متوکل نے تحفہ تحائف اور مال و اسباب بہت آپکی خدمت مین بھیجا اور آپ شہر سر من راے مین مقیم تھے اور وہین
آپکا دولتخانہ تھا چند مدت سے پھر بسبب کسی مرض کے آپنے اس خاکدان پر ملال سے طرف محل اقدس ذو الجلال کے
انتقال فرمایا اور قبر شریف آپکی سر من راے مین اوسی گھر مین کہ جہان انتقال فرمایا تھا ہوئی ہے بعد وفات کے چار
بیٹے بیٹیان آپکی باقی رہین ہین افضل اور اشراف سب مین حضرت امام عسکری ہین نام آپکا حسن ہے اور لقب عسکری
اور خالص اور ذکی اور سراج ہے نقل کرتے ہین کہ ایک دن حضرت امام حسن عسکری طفولیت کے زمانہ مین یعنی بچپن مین
لڑکون کے درمیان بیٹھے تھے کہ بہلول دانا کا گذر ہوا بہلول نے دیکھا کہ اور لڑکے کھیل رہے ہین اور حضرت امام حسن عسکری رو رہے
ہین بہلول نے جانا کہ اور لڑکون کے پاس کھلونے اور کھیل کی چیزین ہین اور حسن عسکری کے پاس کچھہ نہین شاید
اسواسطے روتا ہے بہلول نے آپسے کہا کہ اے لڑکے تیرے کھلونے اور کھیل کی چیزین مین خرید لاؤن تا تو بھی کھیل مین مشغول
ہووے پس فرمایا آپنے بہلول کو کہ اے کم عقل ہم واسطے لہو و لعب کھیل کود کے نہین پیدا کیے گئے ہین بہلول نے کہا تو کسواسطے
پیدا کیے گئے ہین فرمایا علم کے واسطے اور عبادت کے واسطے بہلول نے کہا کہ تم نے کہان سے جانا آپنے اس بات کو فرمایا اللہ تعالے کے کلام سے
اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ یعنی حق تعالی فرماتا ہے کیا لوگو پس گمان تمہارا یہ ہے
کہ ہمنے تمکو عبث اور لغو ہی پیدا کیا ہے اور تم یہ سمجھے ہو کہ تمھاری رجوع اور بازگشت ہماری طرف نہووےگی یہ بات نہین ہے بلکہ تمکو علم و عبادت کے لیے
پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف رجوع کیے جاؤگے اور جزا و سزا پاؤگے پھر کچھہ اور باتین کر کر بہلول سے باتین سنکر حسن عسکری غش کھا کر گر پڑے پس جب
ہوش مین آئے بہلول نے کہا اے لڑکے کیا ہوا تجکو تو ابھی لڑکا چھوٹا معصوم ہے کوئی گناہ تیرے ذمہ پر نہین یعنی اس قدر خدا تعالے
سے کیون خوف کرتا ہے پس فرمایا اسنے تو اے بہلول ہان کو دیکھتا ہون وقت پکانے طعام کے اور گرم کرنے

پانی کے کہ بڑی بڑی لکڑیان جلانیکو ہوتی ہین اور رہ نہین جاتی ہین مگر جسکہ چھوٹی لکڑیون کو اور چھوٹی چھپٹیون کو جلاتی ہے تو پھر بڑی
لکڑیان بھی جلتی ہین او تحقیق مین وہ ہہن کہ ہمین ہین جہنم کی چھوٹی لکڑیون مین سے نہون پھر آپ جوان ہوئے اور بہت عزت اور
حرمت کے ساتھ رہے اور بادشاہ بہت آپکی عزت کرتا رہا پھر آپکو بھی کسی مردود نے زہر دیا اور آپنے انتقال کیا قبر شریف آپکی
سرمن رائے مین اپنے قبلہ گاہ کے پاس ہوئی اور آپ کے بعد وفات کے ایک فرزند ارجمند باقی رہے کہ نام مبارک انکا امام محمد الحجۃ ابو القاسم
ہے اور نام آپکا سوسن بھی کہتے ہین بوقت وفات پدر بزرگوار اپنے کے پانچ برس کے تھے واہب العطایا نے انکو غنگار نبوت کے چھپت مین
کے زمانہ مین علم اور حکمت بخشی تھی اور لڑکپن ہی مین امام و پیشوا اور ہادی ہوگئے تھے صواعق مین لکھا ہے کہ آپکا نام قایم منتظر بھی ہے
اور اسکی وجہ مین [illegible] کہ آپ مدینہ مین دفعتاً ایسے گم ہوئے اور غایب ہوگئے کہ کسو پر انکے غایب ہونے کی حقیقت نہین
[illegible] کتابون مین [illegible] کہ آپ سرمن رائے مین ایک سرداب کے بیچ مین غایب ہوگئے ہین شیعہ کہتے ہین
کہ حضرت امام مہدی [illegible] ہین [illegible] لوگونکی نظر سے غایب رہینگے اور آخر زمانے کے قیامت کے قریب
ہونگے اور اہل سنت و جماعت کہتے ہین کہ حضرت امام مہدی اولاد فاطمہ سے قیامت کے قریب پیدا ہونگے اور دو [illegible] ہونگے
[illegible] کی کے وہ نہین ہین [illegible] الا [illegible] سب کے نزدیک یہ ہے کہ حضرت امام مہدی آخر کو قیامت کے نزدیک ظہور کرینگے
اور [illegible] نام [illegible] و [illegible] دنیا [illegible] بینگے اور بعد ظاہر ہونے کے سات برس یا آٹھ برس یا نو برس
جیتے رہینگے بعد اسکے [illegible] ہوجاینگے فائدہ جاننا چاہیے کہ مین نے اس رسالہ کو اوپر ایک نقل کے اور مناجات کے اور تاریخ
کتاب کے [illegible] ہون نقل ہے کہ ایک شخص نے خواب مین حضرت امام حسین علی النبی وعلیہ السلام کو دیکھا اور عرض کی
یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کہ آپکی پیاسی حلق پر خنجر چلا ہوگا تو آپ کو کمال تکلیف اور رنج گذرا ہوگا آپنے فرمایا
او عزیز وقت کی خوشی اور راحت کا [illegible] ال مت پوچھ اس قدر مزا آرہا تھا کہ یہ جی چاہتا تھا کہ کاشکے تمام کانٹے جنگل کے خنجر بن
جاوین اور بس حلق پر بار بار چل جاوین **بیت** کشتگان خنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جان دیگر است

ابیات

عاشقون کا نشان ہے کچھ اور عشق کا دودمان ہے کچھ اور خنجر عشق کے ہین جو کشتہ
ہر زبان اونہین جان ہے کچھ اور یا بجان اچھے ہین بت لیکن میرے دلبر کی آن ہے کچھ اور یون تو فصل بہین ہر برگ مگر
آل احمد کی شان ہے کچھ اور قصہ غم ہزار ہین یارو آہ یہ داستان ہے کچھ اور رشک صد باغ ہے تن شبیر
واہ یہ گلستان ہے کچھ اور یون تو اہل سخن بہت ہین **وصال** لیکن اپنا بیان ہے کچھ اور

مناجات

الہی بحق رسول خدا — الہی بحق علی مرتضے
الہی بحق حسین و حسن — کہ ہے اون سے تازہ نبی کا چمن
الہی بجعفر ولی خدا — الہی بکاظم شہ اتقیا
الہی بحق نقی نیک ذات — بہ ابن شہ عسکری خوش صفات
الہی بصلحا و علما و دین — الہی بزہاد و فضلای دین
نبی کا مجھے عاشق زار کر — مئے عشق حیدر میں سرشار کر
مرے دل میں ہر دم ہو یاد رسول — سدا ہو مرے سینہ میں حب بتول
دم مرگ تک محو حب نبی — مجھے رکھ تمنا ہے میری یہی
زیارت مجھے بھی ہو اوسکی نصیب — یہی آرزو ہے مرے اے حبیب
اگرچہ میں عاصی ہوں ناپاک ہوں — کہ ناچیز ہوں بدتر از خاک ہوں
توجہ سے تیرے اگر وہ رسول — کرے عرض میری خدایا قبول
نہیں ہے بعید از کرم اے خدا — اگرچہ میں عاصی ہوں سرتا بپا
توقع ہے پر اوسکے دیدار کی — دل و جان کو امید ہے یار کی
چمن اور گلخن پہ ڈالی نظر — سبھی پاک و ناپاک دیکھے مگر
شعاع اوسکی پڑتی ہے جب خاک پر — تو پڑتی ہے ہر پاک و ناپاک پر
اگر مہربانی سے اوسکے یہاں — نمودار ہو مجھ پہ جلوہ کنان
تعجب نہیں اوسکے اشفاق سے — صفات حسن اور اخلاق سے
بحق محمد بحق علیؑ — بزہرای نبی و ہر اک ولی
شریعت طریقت حقیقت کا نور — مرے دل میں بھر [illegible]
الہی مسلمان و مومن تمام — رہیں دو جہان میں سدا شادکام
مجھے میری اولاد سے شاد رکھ — دل اونکی طرف سے تو آباد رکھ

الہی بہ زہرا کہ ہے وہ بتول — شریف النسب بنت حضرت رسول
الہی بزین عابدین دین پناہ — الہی بہ باقر حبیب اِلٰہ
الہی بموسی رضا شاہ دین — الہی بحق تقی خوش یقین
الہی بمہدی دین دادگر — بپاے ہمہ آل خیر البشر
الہی بحق شہیدان پاک — الہی بحق شریفان خاک
غم آل احمد سے غمگین رکھ — مرا دین حسنین کا دین رکھ
تصور رہے مرتضی کا مدام — …یدر کی غم میں ہوں صبح و شام
دکھا دے مجھے اے مرے ذوالجلال — عنایت سے دنیا میں اوسکا جمال
مشرف کر اوس کے دیدار سے — منور کر اوس کے انوار سے
مگر تجھسے امید ہے بیشمار — مجھے اے خداوند آمرزگار
کہ دیدار اپنا دکھا دے مجھے — مزہ وصل کا تک چکھا دے مجھے
گنہگار ہر چند ہوں لاکلام — کہ میں ہوں گنہگار ہوں گنہ خود تمام
توقع کا میری یہی ہے سبب — کہ دیکھا ہے [illegible]
یہ دیکھا کہ خورشید عالی مقام — دکھاتا ہے جلوہ سبھونکو مدام
اسی طرح وہ مہر چرخ ہدی — محمد نبی مصطفے مجتبے
نہ میری لیاقت پہ رکھے نظر — عنایت ہی منظور ہو سربسر
خدایا مری اور ہے یہ دعا — کہ عزت سے دنیا میں رکھیو سدا
سلامت رہے دین ایمان بھی — رہے چین سے یہ دل و جان بھی
منور ہو جان نور عرفان سے — مشرف ہو دل حق کے فیضان سے
خصوصا مرے دوست او اقربا — یہاں اور وہاں خوش رہیں دائما
بچانا سدا شر شیطان سے — بیان اور بہتان اور طوفان سے